نمبر ۶ و ۷ و ۸ — جلد (۷)

اشاعۃ السنۃ

معہ ضمیمہ

بابت ماہ شعبان و رمضان و شوال سنہ ۱۳۰۱ مطابق جون جولائی اگست سنہ ۱۸۸۴ء

قیمت رسالہ وضمیمہ بدستور یعنی نوابون ورئیسون سے سالانہ ۵ گورنمنٹ اور عام اغنیاء سے ۵ متوسط اہل وسعت سے ۸ کم وسعت لوگون سے ۱۲ بے وسعت اہل علم سے جو اسکی اشاعت کرین **دعاء خیر**۔

خط و کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے حسب نشان ذیل تا اطلاع ثانی ہونا چاہئے اور سبیل ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی اور کوئی نہو ورنہ مہتمم ذمہ وار نہ ہوگا۔ ابو سعید محمد حسین۔ مہتمم اشاعۃ السنہ بٹالہ ضلع گورداسپور

اشتہار واجب الاظہار

ایک شخص فیض الحق نامی پست قامت پیوستہ ابرو۔ گربہ چشم۔ گندم گون۔ عرصہ دو سال سے ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہرون مین ہمارا رشتہ برادری جتاکر ہمارے نام کے جعلی خطوط دکہاکر لوگون کو دہوکہ دے رہا ہے۔ پہلے تو وہ قیمت اشاعۃ السنہ لوگون سے وصول کرتا رہا جسکے انسداد کے لئے اشاعۃ السنہ سنہ ۱۳۰۰ کے نمبر ۲ ج کے معمولی اشتہار مین مجملاً بلا ذکر نام اسکا یہہ حال جتایا گیا تہا اور اسکے بعد ہمیشہ اسی اشتہار مین اسکے خیال سے یہہ فقرہ لکہا جاتا ہے کہ ارسال زر بجز منی آرڈر یا ہنڈوی کے کسی اور سبیل سے نہو۔ اب اسنے اپنے ہاتہہ کو اور پہیلایا ہے اور خریداران اشاعۃ السنہ کے علاوہ عام لوگون کا مال مارنا شروع کر دیا ہے۔ بہت لوگون سے ہمارا نام لیکر قرض اٹہایا اور ادا نہین کیا کسی سے کچہہ عاریۃً لیا تو واپس نہین دیا بہت جگہ ہمارے نام کے جعلی خطوط متضمن سفارش اور جعلی فہرستین چندہ بناء مسجد دکہاکر روپیہ وصول کرنا چاہا۔ بعض جگہ سے دوسرے کے نام کا روپیہ جعلی دستخط و رسید دیکر وصول کر لیا۔ **لہذا** محض حسبۃً للہ لوگون کے اموال و حقوق کی حفاظت کی نظر سے بہ تصریح اسکے نام و حلیہ کے یہہ اشتہار جاری کیا گیا ہے۔ احباب و اخوان اسکے شر سے بچین۔ ہمارے نام و لحاظ سے اسکے دہوکہ مین نہ آجاوین بلکہ ہمارا نام لیکر ہمارا رشتہ جتاکر ہمارا خط دکہاکر جو کوئی کسی سے کچہہ مانگے کسی نام یا کسی صورت کا ہو اوسکا اعتبار نہ کرین اور یہہ سمجہہ رکہین کہ اس مضمون کے خطوط لکہنے کی ہماری عادت نہین۔ رہا معاملہ لین دین متعلق اشاعۃ السنہ سو بجز ڈاک سرکاری یا مقررہ اشخاص کے نہ ہو جو شخص اپنا روپیہ بجز اشخاص مقررہ کسی کے ہاتہہ مین دیگا وہ اپنے روپیہ کا خود ذمہ وار ہوگا۔

ابو سعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنہ

مطبع صدیقی ... امرتسر

براہین احمدیہ

پر

ریویو

اس کتاب کے چار حصہ طبع ہو کر ہماری نظر سے گذرے ہیں ہم **قبل** اسکے کہ اس پر رائے زنی کریں اسکے اکثر مطالب کی **تلخیص** مناسب سمجھتے ہیں تا کہ بحکم مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اس کتاب کی خوبی خود اسی سے ظاہر ہو اور جو کچھہ ہم اسکی نسبت کہیں اسمیں کسی کو مبالغہ کا گمان نہ ہو۔

اسکے **حصہ اول** میں تو صرف سبب تالیف بیان ہوا ہے اور اس کتاب کے جواب پر دس ہزار روپیہ انعام دینے کا اشتہار بقلم جلی درج کیا گیا ہے۔ اس اشتہار کی نسبت ہم یہہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ یہہ موءلف کی کمال ثابت قدمی اور عالی ہمتی پر دلیل ہے اور مخالفین اسلام پر خدا تعالی کی جانب سے کامل حجت قایم ہوئی ہے اس اشتہار پر بھی کسی نے اسکے جواب میں قلم نہ اٹھایا تو اس سے کس و ناکس کو اس بات کا یقین حاصل ہونا لازم ہے کہ مخالفین اسلام سے کسیکو اپنے مذہب کی سچائی کا کامل یقین نہیں ہے جو ہے **تقلیدی** اعتقاد ہے بہیر اونکے علم و خیال میں ایسے دلایل قایم نہیں ہیں جیسے کہ اسلام کی سچائی پر دلایل قایم ہیں اس صورت میں انکا اسلام سے انکار انصاف و فتوت کے خلاف ہے۔

تلخیص مطالب حصہ دوم

اس **حصہ دوم** میں ایک مقدمہ ہے جسمیں **امور ذیل** کا اظہار ہے

امر اول مذہب مخالفین اسلام سے تعرض اس کتاب کا اصلی مقصد نہیں ہے اصل مقصد کتاب اثبات حقانیت قران و نبوت محمدیہ ہے چونکہ اس مقصد کا اثبات اعتقادات و اعتراضات مذاہب غیر کے ذکر و جواب پر موقوف ہے لہذا بحکم ضرورت ان مذاہب سے

تعرض ہوا ہے۔

اس **امر اول** کے ذیل مین **چار حاشیہ** بیان ہوی ہین حاشیہ **نمبر ۱** مین فرقہ آریہ کے غلط عقاید کا بیان ہے۔ حاشیہ **نمبر ۲** مین قرآن شریف کا سب کتب الہامی سے افضل اور اکمل ہونا۔ حاشیہ **نمبر ۳** مین عقاید خلاف عقل کا سچا نہ ہونا۔ حاشیہ نمبر ۴ مین صرف عقل کا ادراک عقاید حقہ کے لئے کافی نہ ہونا اور مدد الہام کا محتاج ہونا۔

امر دوم۔ اس کتاب کے جواب لکھنے کی اس شرط کا بیان کہ دلایل کتاب کو تمامہا نقل کر کے اسکا جواب دین اور برہم سماج اور مدعیان پیروی الہامی کتب کو اس جواب کی طرز کی ہدایت۔

امر سوم۔ جو دلایل اس کتاب مین بیان ہوی ہین وہ قران سے ماخوذ ہین۔ مخالفین بہی جو دلایل پیش کرین اپنی کتاب سے نکالین اپنی طرف سے نکالکر پیش کرینگے تو وہ دلایل انکی خیالی نکات بعد الوقوع قرار دئے جاوین گے انکی کتاب کے مصدق نہ سمجہے جاینگے۔ اس **امر کے ذیل** مین ایک **حاشیہ نمبر ۵** مرقوم ہے جسمین اس امر (سوم) کا عقلی ثبوت دیا گیا ہے۔

امر چہارم اس کتاب مین کسیکے اکابر مذہب کی نسبت کوئی لفظ خلاف تہذیب نہین لکھا گیا۔ مخالفین بہی اس امر کی رعایت کرین۔ پنڈت دیانند پیشوائے آریہ کی طرح انبیا کی جناب مین بے ادبی و گستاخی سے پیش نہ آدین۔

اسکے ضمن مین پنڈت دیانند کی زیادتیون اور بدگوئیون کا بیان ہے انکی عقاید باطلہ کی تفصیل۔

اس امر (چہارم) کے ذیل مین **نمبر ۶ سے ۱۰** تک حواشی مرقوم ہین حاشیہ **نمبر ۶** مین عیسائیون کی زیادتیون اور بے تہذیبیون کا ذکر ہے اور حاشیہ **نمبر ۷** مین آریہ کی سوء ظنی کا ذکر اور حسن ظن کی ضرورت کا ثبوت اور حاشیہ **نمبر ۸** مین چارون وید کے بے اعتبار ہونے کا ثبوت اور حاشیہ **نمبر ۹** مین آنحضرت کی خاتم الرسل

ہونے کا بیان اور اس اعتراض کا جواب کہ وحی کا فیض بند کیوں ہو گیا اور حاشیہ نمبر ۱۰ مین نزول قرآن کی ضرورت کا ثبوت اور اسمین پادریون کی شبہات کا جواب -

اس حصہ کے اخیر مین اس کتاب کے فواید حسب تفصیل ذیل بیان ہوی ہین - (۱) یہہ کتاب جملہ مہمات دینیہ پر مشتمل ہے (۲) اسمین تین سو دلایل حقانیت اسلام مذکور ہین (۳) اس مین یہودی عیسائی مجوسی آریہ برہمو بت پرست دہریہ عقلیہ اباحتی لامذہب سب کے شبہات کا جواب ہی - (۴) اس کتاب مین مخالفین کے اصول مذہب پر عقلی طور پر بحث و نکتہ چینی کی گئی ہے - (۵) اس کتاب مین اسرار و معارف قران شریف بیان کئی گئے ہین جنکی نظر سی یہہ کتاب بمنزلہ ایک تفسیر کے ہی (۶) اس مین دلایل عقلیہ صحیحہ سی استدلال کیا گیا ہی جس سی ناظرین کی قوت فکریہ کو ترقی متصور ہی -

تلخیص مطالب حصہ سوم

حصہ سوم مین پہلی فصل کتاب کا آغاز ہی جسمین قرآن شریف کی افضلیت اور حقانیت پر بیرونی اور اندرونی شہادتون کا بیان مقصود ہی - اس مقصود سی پہلے چند تمہیدات کی ضمن مین چند ایسے مقدمات کا بیان ہی جنکا بیان مولف نی قبل مقصود ضروری سمجھا - تمہید اول مین شہادت بیرونی اور اندرونی کی تشریح ہی کہ بیرونی سی وہ واقعاتِ خارجی مراد ہین جنکی نظر سی اس کتاب کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہی اور اندرونی سی اس کتاب کے ذاتی کمالات اور عمدہ تعلیمات -

تمہید دوم مین بیرونی شہادتون کے چار ماخذون کی تشریح ہے -

(۱) وہ امور خارجی جو محتاج اصلاح تھے - (جیسے کفر وغیرہ اعمال بد) -

(۲) وہ امور خارجی جو تکمیل کے محتاج تھی - (جیسی تعلیمات کتب الہامیہ سابقہ جو زمانہ مابعد*

---

* زمانہ مابعد کی قید اسلئی لگائی گئی ہے کہ اپنی زمانہ مین وہ تعلیمات بھی مکمل تھین گو زمانہ مابعد مین وہ ناقص معلوم ہونے لگین یہہ اسلئے کہا گیا ہی کہ اسکی تعلیمات کو فی نفسہا ناقص فرض کرنی سے اسکی معلم پر

کی نسبت ناقص و غیر مکمل نظر آتی تہین۔

(۳) امور قدرتیہ جو بغیر وسیلہ انسانی تدبیرون کے خدا کی طرف سے پیدا ہوئے ہون۔

(۴) امور غیبیہ جو ایسے شخص سے ظاہر ہون جسکی طاقت سے انکا ظاہر ہونا عادۃً محال ہو (جیسے کسی ان پڑہ کا اشارات حکمیہ و دقایق فلسفیہ کو بیان کرنا)

تمہید سوم مین اس امر کا بیان ہے کہ جو چیز محض خدا کی قدرت سے بلا وساطت انسانی تدبیر کے ہوئی ہو اوسکا بےمثیل اور ایجادات مخلوق سے بالاتر ہونا ضروری ہے اوسکی تمثیل مین مولف نے کتب الھامی کو پیش کیا ہے اور اچھی تفصیل سے ثابت کر دیا ہے کہ کتاب الہامی کا بےمثیل ہونا ضروری ہے اور اسکے بےمثیل ہونے سے اوسکا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے اس تفصیل کے ضمن مین **مخالفون** کے **اعتراضات** ذیل کا کافی جواب دیا ہے۔

(۱) بہت سے کلام انسانی ایسے موجود ہین جنکی مثل آجتک دوسرا کلام نہین ہوا (جیسے گلستان سعدی و تفسیر بےنقط فیضی) پہر کسی کلام کے بےمثیل ہونے سے اسکا منجانب اللہ ہونا کہان ثابت ہوتا ہے۔

(۲) عربی نہ جاننے والون کو قران مجید کا بےمثیل ہونا کہان ثابت ہوتا ہے۔

اس تمہید (سوم) کی **تائید** مین حاشیہ نمبر ۱۱ مرقوم ہے جو حصہ سوم اور حصہ چہارم کتاب کے چار سو ستر ان صفحہ مین لکہا گیا ہے اور ہنوز پورا نہین ہوا۔ اس حاشیہ کی چار حاشیہ در حاشیہ ہین جو منجملہ ۱۴۷ صفحہ ۲۴۶ صفحہ مین اس حاشیہ کی شریک ہین اس حاشیہ اور اوسکے حواشی کے سبہی مطالب کی تلخیص کی ہماری رسالہ مین گنجایش نہین مگر ہم **بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ** بعض مطالب کی تلخیص ناظرین کی تشویق کے لئے بقید صفحہ کتاب قلم مین لاتے ہین۔

(بقیہ حاشیہ) نقصان کا الزام عاید ہوتا ہے تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا اسکی تفصیل اور اسپر دلیل کا کوئی طالب ہو تو وہ **اشاعۃ السنہ** نمبر ۱ جلد ۶ کا صفحہ ۲۲ ملاحظہ کرے مولف کی کلام مین گو یہہ قید اس مقام مین پائی نہین گئی مگر انکا حاشیہ نمبر ۲ اس قید کی طرف مشعر ہے۔

تلخیص مطالب حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ صفحہ سوم کتاب

* یہ نمبر صفحات حاشیہ مین جو متن کے بعد خط فاصل دیکر لکھا گیا ہے۔

تلخیص مطالب حواشی حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ سوم کتاب

اس حصہ مین حاشیہ نمبر ۱۱ کے دو حاشیہ مندرج ہین حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ و ۲۔

* یہہ نمبر صفحات حاشیہ در حاشیہ مین جو حاشیہ کے بعد خط فاصل دیکر لکھا گیا۔

‡ یہہ نمبر صفحات حاشیہ ہین جو متن سے بذریعہ خط فاصل دیکر لکھا ہے۔

تلخیص مطالب حصہ چہارم کتاب

حصہ چہارم مین فصل اول کا تتمہ ہے اور تمہید سوم کا تکملہ اور تمہید سوم کی متعلق

‡ یہہ نمبر صفحات متن مین جو حاشیہ کے اوپر ہے۔

٭ یہہ نمبر صفحات متن ہین

یہہ اس حصہ کے مطالب متن کا خلاصہ ہی اب اس حصہ کی حاشیہ نمبر ۱۱ اور اُسکی حواشی کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے -

خلاصہ مطالب بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ چہارم کتاب

* یہہ نمبر صفحات حاشیہ ہین جو متن کی متصل خط فاصل لگا کر لکھا گیا -

* دیکھو نوٹ صفحہ گذشتہ

خلاصہ مطالب حواشی حاشیہ نمبر ۱۱ مندرجہ حصہ چہارم کتاب

اس حصہ چہارم مین حاشیہ نمبر ۱۱ کے حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲ کا بقیہ ہے اور دو حاشیہ در حاشیہ اور ہین نمبر ۳ و ۴ –

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲ کا خلاصہ

خلاصہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

٭ یہہ نمبر صفحات حاشیہ در حاشیہ مین جو حاشیہ کے متصل خط فاصل دیکر لکہا گیا ہے –

خلاصہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

یہہ اس کتاب کا خلاصہ مطالب ہے **اب** ہم اس پر اپنی **رای** نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ مین **ظاہر کرتے ہین**۔ ہماری راے مین یہہ کتاب اس زمانہ مین اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جسکی نظیر آجتک اسلام مین تالیف نہین ہوئی۔ اور آیندہ کی خبر نہین۔ **لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا**۔ اور اسکا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت مین ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانون مین بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہمکو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جسمین جملہ فرقہاے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کے نشان دہی کرے جنہون نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھا لیا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ مین مردانہ تحدی کے ساتھ یہہ دعوی کیا ہو کہ جسکو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس

آکر اسکا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔
مگر افسوس صد افسوس سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی و حق اسلام نفع رسانی سے
بعض مسلمانوں ہی نے ⁜ انکار کیا ہے اور بمطابق ✣ تجعلون رزقکم انکم تکذبون
اس احسان مولف کے مقابلہ مین کفران کر کے دکھا دیا۔
اُنکے اس انکار و کفران کا مورد و موجب مولف کتاب کے وہی الہامات ہین جو اس کتاب

✣ امرتسر و لودیانہ وغیرہ کے ساکنین۔

⁜ **نوٹ۔ لایق توجہ گورنمنٹ**۔ اس انکار و کفران پر باعث **لودیانہ** کے بعض مسلمانوں کو تو صرف حسد و عداوت ہے۔ جسکے ظاہری **دو سبب ہین۔ ایک** یہہ کہ اونکو اپنی جہالت (نہ اسلام کی ہدایت) سے گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد و بغاوت کا اعتقاد ہے۔ اور اس کتاب مین اس گورنمنٹ سے جہاد و بغاوت کو ناجایز لکھا ہے۔ لہذا وہ لوگ اس کتاب کے مولف کو منکر جہاد سمجھتے ہین اور از راہ تعصب و جہالت اسکی بغض و مخالفت کو اپنا مذہبی فرض خیال کرتے ہین مگر چونکہ وہ گورنمنٹ کے سیف و اقبال کے خوف سے علانیہ طور پر اونکو منکر جہاد نہین کہہ سکتے اور بنظر عام مسلمانوں کے روبرو اس وجہ سے انکو کافر بنا سکتے ہین لہذا وہ اس وجہ کفر کو دل مین کہتے ہین۔ اور بجز خاص اشخاص (جنسے ہمکو یہہ خبر پہنچی ہے) کسی پر ظاہر نہین کرتے اور اسکا اظہار دوسرے لباس و پیرایہ مین کرتے اور یہہ کہتے ہین کہ **براہین احمدیہ** مین فلان فلان امور کفریہ (دعوی نبوت اور نزول قرآن اور تحریف آیات قرآنیہ پائی جاتی ہین) اسلئے اسکا مولف کافر ہے۔

موقع جلسہ دستار بندی دیوبند پر یہہ حضرات بھی وہان پہونچے۔ اور اپنی لبنی فتوی تکفیر مولف **براہین احمدیہ** کے لکھ کر لے گئے اور علماء دیوبند و گنگوہ وغیرہ سے اسپر دستخط و مواہیر ثبت کرنیکے خواستگار ہوے۔ مگر چونکہ وہ کفر انکا اپنا خانہ ساز کفر تھا جسکا کتاب براہین احمدیہ مین کچھہ اثر پایا نہ جاتا تھا لہذا علماء دیوبند و گنگوہ نے ان فتووں پر مہر و دستخط کرنے سے انکار کیا اور ان لوگون کو تکفیر مولف سے روکا۔ اور کوئی ایک عالم بھی انکا اس تکفیر مین موافق نہوا۔ جس سے وہ بہت ناخوش ہوے اور بلا ملاقات وہان سے بھاگے اور کانہم حمر مستنفرہ فرت من قسورہ

کے اخص برکات سے ہین - ان الہامات کو **بعض** مسلمان (امرتسری) تو صرف غیر صحیح و غیر ممکن و ناقابل تسلیم بتاتے ہین اور **بعضے** (لودہانہ وغیرہ) انکو حسب ممکن بناکر قرار دیتے ہین **فریق اول** (امرتسری مسلمان) تو اپنے انکار کی وجہ یہہ پیش کرتے ہین کہ الہام غیبی زجو ہم رنگ وحی ہے بجز انبیاء کسیکو نہین ہوسکتا اور آجتک کسی کو نہین ہوا اور اگر طبعی خیالات و خطرات مراد ہین تو ان مولوی سے کیا خصوصیت ہے یہہ خطرات کافر انسان بلکہ حیوان بلکہ بہی وغیرہ کو بہی ہوتے ہین -

---

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۰

کے مصداق سبنے

ناظرین انکا یہہ حال سنکر متعجب اور اس امر کے منتظر ہونگے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہین جو سب علماء وقت کے مخالف ہوکر ایسے جلیل القدر مسلمان کی تکفیر کرتے ہین اور اپنی مہربان گورنمنٹ کے (جسکے ظل حمایت مین باامن شعائر مذہبی ادا کرتے ہین) جہاد کو جائز سمجہتے ہین - انکے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لئے ہم اُن حضرات کے نام بہی ظاہر کر دیتے ہین - وہ مولوی **عبد العزیز** و مولوی **محمد** وغیرہ پسران مولوی **عبد القادر** ہین جن سبکا سنہ سے باغی و بدخواہ گورنمنٹ ہونا ہم **اشاعۃ السنہ** نمبر ۱ جلد ۶ وغیرہ مین ظاہر و ثابت کر چکے ہین اور اب بہی پبلک طور پر سرکاری کاغذات کی شہادت سے ثابت کرنیکو موجود و مستعد ہین اگر وہ یا کوئی انکا ناواقف معتقد اس سے انکار کرے -

دوسرا سبب یہہ کہ انہون نے باستعانت بعض معزز اہل اسلام لودہانہ (جنکی نیک نیتی اور خیرخواہی ملک و سلطنت مین کوئی شک نہین) بمقابلہ مدرسہ صنعت کاری انجمن رفاہ عام لودہانہ ایک مدرسہ قایم کرنا چاہا تہا اور اس مدرسہ کے لئے لودہانہ مین چندہ جمع ہو رہا تہا کہ اُن ہی دنون مولف براہین احمدیہ باستدعاء اہل اسلام لودہانہ مین پہنچ گئے - اور وہانکے مسلمان انکی فیض زیارت اور شرف صحبت سے مشرف ہوئے - انکی برکات و اثر صحبت کو دیکہکر اکثر چندہ والے انکی طرف متوجہ ہو گئے - اور اس چندہ کے بہت سے روپیہ طبع و اشاعت براہین احمدیہ کو مولف کی خدمت مین پیشکش کئے گئے - اور مولوی صاحبان مذکور تہیدست ہوکر ہاتہ ملتے رہگئے - اس امر نے بہی ان حضرات کو بہڑکایا اور مولف کی تکفیر پر آمادہ کیا - جنکو ان باتون کی

اور فریق دوم (لودہانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہہ وجہ پیش کرتے ہین کہ ان الہامات مین مولف نے پیغمبری کا دعوی کیا ہے اور اپنے آپ کو اُن کمالات کا جو انبیا سے مخصوص ہین محل ٹھہرایا ہے اور اون ایات قرانیہ کا جو خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور انبیاے سابقین کے خطاب مین وارد ہین مورد نزول قرار دیا ہے - از انجملہ چند ایات معہ ترجمہ و نشان محل بیان قرآن و براہین احمدیہ کیجاتی ہین -

(۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - (آل عمران ع ۴ براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴ و ۲۳۹)

اے رسول تو کہدے اگر تمہین خدا کی محبت ہے تو میری تابعداری کرو خدا تمسے پیار کریگا -

(۲) یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر (المدثر ع ۱ ب صفحہ ۲۴۲)

اے (نبی) کپڑا لپیٹ کر پڑجانے والے اُٹھہ لوگون کو جگا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر -

(۳) فاصدع بما تومر و اعرض عن الجاھلین (الحجر ع ۶ - ب صفحہ ۵۰۳)

اے نبی پکار کر کہہ جو تجہے حکم ملا ہے اور جاہلون سے مونہہ پہیر لے -

(۴) وقالوا لولا نزل القران علے رجل من القریتین عظیم - (زخرف ع ۳ ب صفحہ ۵۰۳)

مشرکون نے کہا کہ یہہ قران دو بستیون مکہ اور طایف کے کسی سردار پر کیون نہ اُترا -

(۵) تا اللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم - (نحل ع ۸ ب صفحہ ۵۰۴)

ہمکو اپنی قسم ہے ہمنے تجہسے پہلی امتون کی طرف رسول بہیجے پہر شیطان نے انکو اُن کے بد اعمال اچھے کر دکھائے -

(۶) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی - (حم السجدہ ع ۱ ب صفحہ ۵۱۱)

تو کہدے (اے نبی) مین تمہاری جیسا بشر ہی ہون پر میری طرف وحی ہوتی ہے -

---

صدق مین شک ہو وہ ہمکو اس امر سے مطلع کرے ہم لودہانہ سے عمدہ اور واضح طور پر ان باتون کی تصدیق کرا دینگے - وباللہ التوفیق -

امرتسر کے مسلمانون کے اس انکار کا باعث انکی نافہمی اور کج فہمی اور کستیعدہ نا اہل اللہ اہل باطن سے گوشہ تعصبی انکو خاص کر مولف براہین سے کچھہ عداوت نہین ہے -

(۷) انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر۔ (الفتح ع ۱۔ ب صـ ۵۱۵)	ہمنے تمکو (اے نبی) کھلی کھلی فتح دی ہی تاکہ تیری اگلے پچھلے گناہ ہم معاف کرین۔
(۸) انا اعطيناك الكوثر فصل لربك وانحر (کوثر ع ۱۔ ب صـ ۵۱۷)	اے نبی ہمنی تجھے حوض کوثر عطا کیا ہی پس تو خدا کے لئی نماز پڑھ۔ اور قربانی کر
(۹) يا عيسى انى متوفيك ورافعك الى وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيمة۔ (آل عمران ع ۶ ب صـ ۵۵۶)	اے عیسی مین تجھے فوت کرنیوالا ہون۔ اور اپنی طرف اٹھانیوالا اور تیری پیروان کو تیرے منکرون سی قیامت تک اونچا رکھنی والا۔
(۱۰) وبالحق انزلناه وبالحق نزل۔ (بنی اسرائیل ع ۶ ب صـ ۴۹۸)	ہمنے قران کو حق کے ساتھہ اُتارا ہی اور ویسے حق کے ساتھہ آتارا ہی۔
(۱۱) يا آدم اسكن انت وزوجك الجنة (بقر ع ۴ ب صـ ۴۹۶)	اے آدم تو اور تیری جورو بہشت مین رہ

اسی قسم کی بیسیون آیات اور ہین جنکے مورد نزول ہونیکا مولف کو دعوی ہی علاوہ بران بہت سی عربی و انگریزی و فارسی فقرات ایسی اس کتاب مین درج ہین جنسے مولف کا دعوی نبوت مترشح ہوتا ہے جیسے یہہ فقرات (عربی زبان مین)

انت وجيه فى حضرتى اخترتك لنفسى (ب صـ ۴۸۹)	تو ہماری بارگاہ مین صاحب وجاہت ہی۔ ہمنے تجھے اپنے لئی چن لیا ہی
انا انزلناه قريبا من القاديان وبالحق انزلناه وبالحق نزل۔ (ب صـ ۴۹۸)	ہمنے اُسکو یا اوسکی الہامات کو قادیان کے قریب اُتارا ہی اور ہمنی انکو حق کے ساتھہ اُتارا ہی۔ اور حق کے ساتھہ اُتری ہین۔

ان **ایات وفقرات** کو دیکھکر فریق مکفر کو یہہ خیال پیدا ہوا ہی کہ مولف کتاب ان ایات قرانی کا جو انبیا کے شان وخطاب مین وارد ہین اپنی آپ کو مخاطب ٹھہراتا ہی اور ان

کمالات کا (جو ایات یا ان عربی فقرات مین مذکور اور وہ انبیا سے مخصوص ہین) محل ہونے کا مدعی ہے پہر اوسکے دعوی نبوت مین کیا کسر رہی -

ایک مولوی صاحب (امرتسری) ایک اور مدعی الہام ایات قرانیہ کے مقابلہ مین اپنے **رسالہ** مین لکھتے ہین کہ مدعی الہام آیات قرانیہ ان آیات کا مخاطب و مورد اپنے آپ کو ٹھرآتا ہے تو اس سے قرآن کا دعوی اعجاز و تحدی (قرآن کے مثل بنانیکا مطالبہ) باطل ہوتا ہے کیونکہ ان ایات کو جو اس شخص کے خطاب مین نازل ہوئی ہین قرآن تو کہا نہین جاسکتا - اسلئے کہ وہ غیر نبی کے خطاب مین نازل ہوے ہین اور قرآن وہ ہے جو آنحضرت صلعم کی خطاب مین نازل ہوا ہے اور مع ذلک وہ آیات صورت والفاظ مین مثل قرآن ہین تو قرآن کا بیمثل ہونا کہان باقی رہا اور دعوی اعجاز و تحدی کیون کر نہ ٹوٹا -

ان دلایل تکفیر و انکار کے علاوہ فریقین ان الہامات پر کئی اعتراضات* اور بہی کرتے ہین جن سے ان الہامات کا غلط او ر ناقابل اعتبار ہونا ثابت ہو **ازان جملہ** ایک اعتراض یہہ کہ بعض الہامات مین لفظی و معنوی غلطیان ہین جیسے **ھزی الیک بجذع النخلہ** سے جو بصیغہ تانیث ہے مولف مذکر کا خطاب اور یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ مین مریم مونث کا صیغہ مذکر سے خطاب اور مریم کے لئے زوج کا اثبات -

از انجملہ یہہ کہ بعض الہامات انگریزی مین ہوئی ہین اور انگریزی ایسی بُری زبان ہے کہ اوسکے پڑہنے اور بولنے سے مومن کا ایمان جاتا رہتا ہے یا اسکو گناہ چمٹ جاتا ہے پہر اسمین الہام خداوندی جو ایمان کا رہنما ہے کیونکر ممکن ہے - **از انجملہ*** یہہ کہ مولف نے اپنے الہامات کے قطعی ہونیکا دعوی کیا ہے حالانکہ علماء اہل سنت الہام کو حجت نہین سمجہتے چنانچہ **عقاید نسفی** مین لکھا ہے کہ الہام علم صحیح کا موجب و سبب نہین ہے اور عامہ کتب مین لکہا ہے کہ ادلہ شرعیہ

> الالہام لیس من اسباب المعرفۃ بصحۃ الشی عند اھل الحق

چار ہین جنمین کشف والہام غیر نبی کو کسی نے شمار نہین کیا -

یہہ اس کتاب پر اسکے مخالفین کی **مذہبی نکتہ چینی** ہے - **بعض** حاسدین کوتاہ اندیش (لودہانہ کے مدعیان اسلام) نے اس نکتہ چینی کے علاوہ اس پر

* یہہ اصول اعتراضات ہین - انکے فروعات اور بہت ہین جنکا ذکر و جواب ان اعتراضات کے جوابات کی ضمن [illegible]

پولٹیکل نکتہ چینی بھی کی ہی اور بوجہ شدت حسد وعناد و بغرض فتنہ و فساد بعض لودہانہ کے عوام مین یہہ بات شایع کردی ہی کہ یہہ کتاب گورنمنٹ کی مخالف ہے اور اسکی مولف نے پیشوائی مذہبی کے علاوہ پولٹیکل سرداری کا بھی اسمین دعوی کیا ہی اپنے آپکو مسیح قرار دیا ہی اور اپنی غلبہ اور فتح کی بشارتین اور اپنی مخالفین کی شکست و ہزیمت کی خبرین اسمین درج کی ہین۔ اس بہتان و افترا پردازی سے شاید اُنکی غرض یہہ ہو کہ یہہ بہتان عوام مین شہرت پاکر خواص تک پہونچ جاے۔ اور رفتہ رفتہ گورنمنٹ کے گوش گذار ہو جاے اور گورنمنٹ کی طرف سے کتاب یا اُسکے مولف سے کسی قسم کی مزاحمت ہو۔

ہر چند ہمکو اپنی بیدار مغز عاقبت اندیش گورنمنٹ سے یہہ توقع (یا اندیشہ) نہین کہ وہ ایسی بے بنیاد اور مبنی بر حسد و عناد باتون کی طرف توجہ کرے اور کسی مفسد خود غرض کے کہنے سے مولف کتاب سے (جسکے تمام خاندان کا خیرخواہ سلطنت ہونا گورنمنٹ کو بخوبی معلوم ہی اور خاص اسکا خیرخواہ ہونا اسکی اسی کتاب سے آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہی) کسی قسم کی مزاحمت کرے ولیکن چونکہ اکثر عوام اور بعض خواص مولف اور اُسکے خاندان کے حالات سے واقف نہین اور اکثر اشخاص اصل کتاب کو دیکھہ بھی نہین سکتے اور اس وجہ سے اُنکے خیال پر اس بہتان کا اثر بد (مولف سے سوء ظنی اور کتاب سے وحشت) پیدا ہونا ممکن ہے لہذا ان لوگون کی رفع وحشت اور اُنکے خیال کی اصلاح و حفاظت کے لئے اس نکتہ چینی کا ذکر و جواب بھی اس ریویو مین مناسب معلوم ہوا۔

ہماری تحقیق و تجربہ و یقین و مشاہدہ کی رو سے یہہ سب نکتہ چینیان (مذہبی ہین خواہ پولٹیکل) از سرتاپا سوء فہمی یا دیدہ دانستہ دہوکہ دہی پر مبنی ہین۔ اور بجز دعوی الہام جو کچھہ مولف کی نسبت کہا گیا ہے محض بے اصل ہے نہ مولف کو نبوت کا دعوی ہی نہ حصول خصوصیات و کمالات انبیاء کا ادعا نہ پولٹیکل سرداری کا خیال ہے بجز مذہبی ہدایت و اشاعت بذریعہ قلم و زبان کسی امر کا قصد و مقال اسلئے ہم حسبتہ للہ و نصیحۃ لخلق اللہ اس ریویو مین ان نکتہ چینیون کا جواب دیتے ہین۔ اور ان تہمتون سے کتاب اور مولف کے دامن کو پاک کرتے ہین اور چونکہ مذہبی نکتہ چینی کا جواب زیادہ بحث طلب ہے

اور جواب پولٹیکل نکتہ چینی مختصر لہذا ہم اسکے جواب کو مقدم کرتے ہین سو باللہ التوفیق

پولٹیکل نکتہ چینی کا جواب

مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جسقدر ہم واقف ہین ہمارے معاصرین ایسے واقف کم نکلینگے - مولف صاحب ہمارے ہموطن ہین بلکہ اوایل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑہتے تہے) ہمارے ہم مکتب اُس زمانہ سے آجتک ہم مین اُنمین خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اسلئے ہمارا یہہ کہنا کہ ہم اُن کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہین مبالغہ قرار نہ دئے جانے کے لایق ہے -

گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کا خیال کبہی مولف کے اس پاس بہی نہین بہٹکا وہ کیا انکے خاندان مین اس خیال کا کوئی آدمی نہین ہے بلکہ اُنکے والد بزرگوار مرزا **غلام مرتضی** نے توعین زمانہ طوفان بے تمیزی (**غدر ۱۸۵۷ء**) مین گورنمنٹ کا خیرخواہ جان نثار و فادار ہونا عملاً بہی ثابت کر دیا اس غدر مین جبکہ **ترمون** کے گھاٹ پر متصل گورداسپورہ مفسدین بدطینت نے یورش کی تہی اُنکے والد ماجد نے باوجودیکہ وہ بہت بڑے جاگیردار و سردار نہ تہے اپنی جیب خاص سے **پچاس گھوڑے** مع سواران و ساز و سامان طیار کرکے زیر کمان اپنے فرزند دلبند مرزا غلام قادر مرحوم کے گورنمنٹ کی معاونت مین دئے جسپر گورنمنٹ کی طرف سے انکی اس خدمت پر شکریہ ادا ہوا اور کسی قدر انعام بہی ملا - علاوہ بران ان خدمات کے لحاظ سے مرزا صاحب مرحوم (والد مولف) ہمیشہ مورد کرم و لُطف گورنمنٹ رہے اور دربار گورنری مین عزت کے ساتہہ انکو کرسی ملتی رہی اور حکام اعلی ضلع و قسمت (یعنی صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر) چٹہیات خوشنودی مزاج (جنمین سے کئی چٹہیات اسوقت ہمارے سامنے رکہی ہوئی ہین) وقتاً فوقتاً انکو عطا کرتے رہے ہین اُن **چٹہیات** سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بڑے دلی جوش سے لکہی گئی ہین جو بغیر ایک خاص خیرخواہ اور سچے وفادار کے کسی دوسرے کے لئے تحریر نہین ہوسکتیں اکثر صاحبان ڈپٹی کمشنر و کمشنر اپنے ایام دورہ مین ازراہ خوش خلقی و محبت و دلجوئی مرزا صاحب کے مکان پر جاکر ملاقات کرتے رہے اور انکی وفات پر صاحبان کمشنر و فنانشل کمشنر اور صاحب

لفٹننٹ گورنر بہادر نے اپنے خطوط مین بہت سا افسوس ظاہر کیا ہے اور آیندہ کے لئے قدردانی
اور اس خاندان کے لحاظ اور رعایت کا وعدہ فرمایا ہے - اسی شرف خاندان اور قدیم خیرخواہ
ہونیکے لحاظ سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے اندنون مین مرزا **سلطان احمد**
(فرزند مولف) کے لئے **تحصیلداری** کی خاص سفارش کی ہے جسکی رپورٹ بہ تعمیل حکم
ضلع سے روانہ ہوچکی ہے - الغرض یہہ خاندان قدیم سے خیرخواہ اور زیر نظر عنایت گورنمنٹ
چلا آتا ہے - **ان حالات** و واقعات کی **تصدیق** کے لئے منجملہ ان چٹھیات کے جو اسوقت
ہمارے پیش نظر ہین ہم تین چٹھیان حاشیہ مین نقل کرتے ہین تاکہ حاسد ناعاقبت اندیش
اس خاندان کی گورنمنٹ انگریزی مین قدر و منزلت سے آگاہ ہوکر اپنے ارادہ بد و نیت فاسد سے
بازآوین اور عام مسلمان انکے دہوکہ مین آکر اس کتاب اور اسکے مولف سے بدگمان اور متوحش ہون
ہرچند خاصکر **مولف** کتاب (مرزا غلام احمد صاحب) سے انکی عالمانہ اور درویشانہ وضع

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضے
رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بریاد دہانی خدمات
و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور
اینجانب درآمد ماخوب میدانیم کہ بلاشک
شما و خاندان شما از ابتدای دخل و حکومت
سرکار انگریزی جان نثار وفاکیش ثابت قدم
ماندہ اید و حقوق شما در اصل قابل قدر اند
بہرنہج تسلی و تشفی دارید سرکار انگریزی

Translate of certificate of - J.M. Wilson (2)

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Kadian

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the British Govt. you & your family have certainly remained devoted, faithful & steady subjects & that your rights are really worthy of regard.

وحالت کی سبب کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی مگر جس قدر خیر خواہی گورنمنٹ منصب علماء

حقوق وخدمات خاندان شما ہرگز
فراموش نخواہد کرد بموقع مناسب
برحقوق وخدمات شما غور وتوجہ
کردہ خواہد شد باید کہ ہمیشہ
ہوا خواہ وجان نثار سرکار انگریزی
بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار
وبہبودی شما متصور است ۔ فقط

المرقوم ۱۱-جون
سنہ ۱۸۴۹ء

مقام لاہور-انارکلی

In every respect you may rest assured
& satisfied that the British Govt will
never forget your family's rights and
services which will receive due consi-
=deration when a favorable oppor-
-tunity offers itself.

You must continue to be faithful
& devoted subjects as in it lies the sa-
-tisfaction of the Govt & your wel-
fare. 11-6-1849 Lahore

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر
کمشنر لاہور)

تہور وشجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضی
رئیس قادیان بعافیت باشند۔
ازانجاکہ ہنگام مفسدہ ہندوستان
موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت
وخیرخواہی ومدد دہی سرکار دولتمدار
انگلشیہ درباب نگاہداشت سواران و
بہمرسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور
پہونچی اور شروع مفسدہ سے آجتک

Translation of Mr Robert Cust's
Certificate

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Kadian

As you rendered great help in en-
-listing Sowars & supplying horses
to Govt in the mutiny of 1857 and
maintained loyalty since its begin-
ning up to date & thereby gained
the favor of Govt a Khilat worth

اور درویشوں کے مناسب ہے اور انکی قدرت میں داخل ہے اس سے انہوں نے کبھی دریغ نہیں کیا عالموں کی تلوار قلم ہے

آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے ۔
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا
لہذا بجلدوی اس خیر خواہی و خیر سگالی
کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار
سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی
صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ
۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی
سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے
مرقوم تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء ۔ ۔

نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر
رئیس قادیان حفظہ ۔
آپ کا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ
حضور اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضی
صاحب آپ کی والد کی وفات سے ہمکو
بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضے
سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار
رئیس تھا ہم آپ کی خاندانی خدمات
کے لحاظ سے اسی طرح پر عزت کرینگے
جس طرح تمہارے باپ وفادار

Rs 200/. is presented to you in recog-
-nition of good services & as a reward
for your loyalty.

Moreover in accordance with the
wishes of Chief Commissioner as
conveyed in his no. 576 of 10th August 58
this parwana is addressed to you
as a token of satisfaction of Govt.
for your fidelity and repute.

Translation of Sir Robert Egerton
Financial Commr's Murasla
of 29th June 1876

My dear friend Ghulám Qádir
I have perused your letter
of the 2nd instant & deeply regret
the death of your father Mirza
Ghulam Murtaza who was a
great well wisher & faithful Chief
of Govt.

In consideration of your family

اور فقیرون کا ہتھیار دعا۔ مولف نے ان ہتھیارون کے ساتھ گورنمنٹ کی خیرخواہی و معاونت سے دریغ نہین فرمایا اپنی قلم سے بارہا لکھہ چکے اور اپنی اسی کتاب مین جسکی اشاعت انکا سشبا روزی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ہین کہ "گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتون سے ایک نعمت ہے۔ یہہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہہ سلطنت مسلمانون کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانون کے لئے ایک باران رحمت بہیجا۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا

---

services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration & welfare of your family when a favorable opportunity occurs.

کی کیجاتی تہی۔ ہمکو کسی اچہے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہیگا۔

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء

الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

* **اصل کلام** مولف یہہ ہے جو اس کتاب کے حصہ سوم و چہارم سے بہ تلخیص نقل کیا جاتا ہے۔ **حصہ سوم کے ابتدائی اوراق مین** آپ فرماتے ہین مسلمانون پر جن امور کا اپنی اصلاح حال کے لئے اپنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے وہ انہین فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائینگے حاجت بیان و تشریح نہین مگر اسوقت ان امرون مین سے یہہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہین کہ گورنمنٹ ممدوحہ کے دل پر اچہی طرح یہہ امر مرکوز کرنا چاہئے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزون نے خصوصاً ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے کہ جو کمیشن تعلیم کے اب پریسیڈنٹ ہین اپنی ایک مشہور تصنیف مین اس دعوی پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیرخواہ نہین ہین اور انگریزون سے جہاد کرنا فرض سمجہتے ہین۔ گو یہہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنیکے بعد ہر یک شخص پر محض بے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا

ہرگز یہہ اصول نہین کہ مسلمانون کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہکر اوسکا احسان اُٹھاوے
اوسکے ظل حمایت مین بامن وآسایش رہکر اپنا مقسوم کھاوے اُسکی انعامات متواترہ سے

لیکن افسوس کہ بعض کوہستانی اور بے تمیز سفہا کی نالایق حرکتین اس خیال کی تائید کرتی ہین
اور شاید انہیں اتفاقی شاہدات سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بہی مستحکم ہوگیا ہی کیونکہ کبہی کبہی
جاہل لوگون کی طرف سی اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہین لیکن محقق پر یہہ امر پوشیدہ
نہین رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی ہدایتون سے دور و مہجور ہین اور ایسے ہی مسلمان ہین جیسے
مسکین عیسائی تہا پس ظاہر ہی کہ اُنکی یہہ ذاتی حرکات ہین نہ شرعی پابندی سے اور اُنکی مقابل پر
اُن ہزارہا مسلمانون کو دیکہنا چاہئے کہ جو ہمیشہ جان نثاری سے خیرخواہی دولت انگلشیہ کی
کرتے رہے ہین اور کرتے ہین ۱۸۵۷ء مین جو کچہہ فساد ہوا اُسمین بجز جہلا اور بدچلن لوگون کے
اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو باعلم اور باتمیز تہا ہرگز مفسدہ مین شامل نہین ہوا
بلکہ پنجاب مین بہی غریب غریب مسلمانون نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ
ہمارے والد صاحب مرحوم نے بہی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش خیرخواہی سے
پچاس گہوڑے اپنی گرہ سے خرید کرکے اور پچاس مضبوط اور لایق سپاہی بہم پہونچا کر سرکار مین
بطور مدد کے نذر کئے اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑہ کر خیرخواہی دکہلائی اور جو مسلمان صاحب دولت
وملک تہے انہون نے تو بڑی بڑی خدمات نمایان ادا کئے - اب ہم پہر اس تقریر کی طرف متوجہ ہوتے ہین
کہ گو مسلمانون کی طرف سے اخلاص اور وفاداری کے بڑے بڑے نمونے ظاہر ہوچکے ہین مگر ڈاکٹر صاحب
نے مسلمانون کی بدنصیبی کی وجہ سے اُن تمام وفاداریون کو نظر انداز کردیا اور نتیجہ نکالنے کے وقت
اُن مخلصانہ خدمات کو نہ اپنی قیاس کے صغری مین جگہہ دی اور نہ کبری مین بہرحال ہماری بہائی
مسلمانون پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر اُنکی دہوکون سے متاثر ہونے سے پہلے مجدد طور پر اپنی خیرخواہی
ظاہر کرین - جس حالت مین شریعت اسلام کا یہہ واضح مسئلہ ہے جسپر تمام مسلمانون کا اتفاق ہے
کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جسکے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی
سے زندگی بسر کرتے ہون اور جسکے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہون اور جسکی

پرورش پاوی پہر اسی پہ عقرب کی طرح نیش چلاوی - اور دعا سے بہی انہون نے اس گورنمنٹ کو

مبارک سلطنت حقیقت مین نیکی اور ہدایت پہیلانے کے لئے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے تو پہر بڑے افسوس کی بات ہی کہ علماء اسلام اپنی جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچہی طرح شایع نہ کرکے ناواقف لوگون کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ہوتے رہین جن اعتراضون سے اُنکو دین کی سستی پائی جاوی اور اُنکی دنیا کو ناحق ضرر پہونچے - سو اس عاجز کی دانست مین قرین مصلحت یہہ ہی کہ انجمن اسلامیہ لاہور و کلکتہ و بمبئی وغیرہ یہہ بندوبست کرین کہ چند نامی مولوی صاحبان جنکی فضیلت اور علم اور زہد اور تقوی اکثر لوگون کی نظر مین مسلّم الثبوت ہو اس امر کے لئے چن لئے جائین کہ اطراف اکناف کے اہل علم کو جو اپنی مسکن کے گرد نواح مین کسیقدر شہرت رکہتے ہون اپنی اپنی عالمانہ تحریرین جنمین بر طبق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہی جہاد کرنیکی صاف ممانعت ہو اُن علماء کی خدمت مین بہ ثبت مواہیر بہیجدین کہ جو بموجب قرارداد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کئے گئے ہین اور جب سب خطوط جمع ہو جائین تو یہہ مجموعہ خطوط جو مکتوبات علماء ہند سے موسوم ہو سکتا ہے کسی خوشخط مطبع مین بہ صحت تمام چہپایا جاوی اور پہر دس بیس نسخے اسکی گورنمنٹ مین اور باقی نسخجات متفرق مواضع پنجاب و ہندوستان خاص کر سرحدی ملکون مین تقسیم کئے جاویں یہہ سچ ہی کہ بعض غمخوار مسلمانون نے ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے خیالات کا رد لکہا ہی مگر یہہ دو چار مسلمانون کا رد جمہوری رد کا ہرگز قایم مقام نہین ہو سکتا بلاشبہ جمہوری رد کا ایسا اثر قوی اور پر زور ہوگا جس مین ڈاکٹر صاحب کی تمام غلط تحریرین خاک سے ملجاینگی اور بعض ناواقف مسلمان بہی اپنی سچے اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جائینگے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بہی صاف باطنی مسلمانون کی اور خیرخواہی اس رعیت کی کماحقہ کہل جاویگی اور بعض کوہستانی جہلاء کے خیالات کی اصلاح بہی بذریعہ اسی کتاب کی وعظ و نصیحت کے ہوتی رہیگی - بالآخر یہہ بات بہی ظاہر کرنا ہم اپنی نفس پر واجب سمجہتے ہین کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہہ حق واجب ہے کہ بنظر اُن احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اُسکی حکومت اور آرام بخش حکمت

بہت دفعہ یاد کیا ہے اُنکی آخری دعا اُنکے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جسکی بیس ہزار

کے ذریعہ سے عامہ خلایق پر وارد ہین سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالے کی ایک نعمت سمجھین اور
مثل اور نعماء الہی کے اُسکا شکر بہی ادا کرین لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ہی ناشکرگذار ہونگے اگر
وہ اس سلطنت کو جو اُنکے حق مین خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کرین
اُنکو سوچنا چاہئیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پُرملالت مین تھے اور پہر کیسے امن و امان
مین آگئے پس فی الحقیقۃ یہہ سلطنت اُنکے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکہتی ہے جسکے آتے ہی
سب تکلیفین اُنکی دور ہوئین اور ہر یک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور ہر یک
ناجایز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہین کہ جو ہمکو نیک کام کرنے سے
روک سکے یا ہماری آسایش مین خلل ڈال سکے پس حقیقت مین خداوند کریم و رحیم نے اس
سلطنت کو مسلمانون کے لئے ایک باران رحمت بہیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پہر اس مُلک
پنجاب مین سرسبز ہوتا جاتا ہے اور جسکے فواید کا اقرار حقیقت مین خدا کے احسانون کا اقرار
ہے یہی سلطنت ہے جسکی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکون سے مظلوم
مسلمان ہجرت کر کے اس ملک مین آنا بدل و جان پسند کرتے ہین۔ جس صفائی سے اس سلطنت کے
ظل حمایت مین مسلمانون کی اصلاح کے لئے اور اُنکی بدعات مخلوطہ دور کرنیکے لئے وعظ ہو سکتا ہے
اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کے لئے اس گورنمنٹ مین جوش پیدا ہوتے ہین
اور فکر اور نظر سے اعلےٰ درجہ کا کام لینا پڑتا ہے اور عمیق تحقیقاتون سے تائید دین متین مین
تالیفات ہو کر حجت اسلام مخالفین پر پوری کیجاتی ہے وہ میری دانست مین آجکل کسی اور ملک
مین ممکن نہین۔ یہی سلطنت ہے جسکی عادلانہ حمایت سے علماء کو مدتون کے بعد گویا صدہا سال
کے بعد یہہ موقعہ ملا کہ بے دہڑک بدعات کی آلودگیون سے اور شرک کی خرابیون سے اور مخلوق پرستی
کے فسادون سے نادان لوگون کو مطلع کرین اور اپنے رسول مقبول کا صراط مستقیم کہولکر
بتلادین کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جسکے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے
بسر کرتے ہین اور فرایض دین کو کما حقہ بجا لاتے ہین اور ترویج دین مین سب ملکون سے

کاپی چھپواکر ہند اور انگلنڈ مین اُنہون نے شایع کرنی چاہی ہے یہہ کلمات دعائیہ مرقوم ہین۔ انگریز جنکی شایستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہمکو اپنے احسانات اور

زیادہ مشغول ہین جایز ہوسکتی ہے حاشا وکلا ہرگز جایز نہین اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دلمین لاسکتا ہے ہم سچ سچ کہتے ہین کہ دنیا مین آج یہی ایک سلطنت ہے جس کے سایہ عاطفت مین بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہین کہ جو دوسرے ممالک مین ہرگز ممکن الحصول نہین۔ شیعون کے ملک مین جاؤ تو وہ سنت جماعت کی وعظون سے افروختہ ہوتے ہین اور سنت جماعت کے ملکون مین شیعہ اپنی رای ظاہر کرنے سے خایف ہین ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہرون مین اور موحدین مقلدین کے بلاد مین دم نہین مارسکتے۔ اور گوکسی بدعت کو اپنی آنکھہ سے دیکھہ لین موہنہ سے بات نکالنے کا موقعہ نہین رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ مین ہریک فرقہ امن اور آرام سے اپنی رای ظاہر کرتا ہے اور یہہ بات اہل حق کے لئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک مین بات کرنیکی گنجایش ہی نہین نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہین اُس ملک مین کیونکر راستی پہیل سکتی ہے راستی پہیلانے کے لئے وہی ملک مناسب ہے جسمین آزادی سے اہل حق وعظ کرسکتے ہین۔ یہہ بہی سمجھنا چاہیے کہ دینی جہادون سے اصلی غرض آزادی کا قایم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تہا اور دینی جہاد اُنہین ملکون کے مقابلہ پر ہوئے تہے جنمین واعظین کو اپنی وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تہا اور جنمین امن کے ساتہہ وعظ ہونا قطعی محال تہا اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کرکے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہین رہ سکتا تہا لیکن سلطنت انگلشیہ کی آزادی نہ صرف ان خرابیون سے خالی ہے بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت ناصر اور موید ہے مسلمانون پر لازم ہے کہ اس خداداد نعمت کا قدر کرین اور اسکے ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات مین قدم بڑہادین"۔

اور حصہ چہارم کے ابتدائی اوراق مین آپ مرقوم فرماتے ہین۔ "تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ بعض صاحبون نے مسلمانون مین سے اس مضمون کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھہ گورنمنٹ انگریزی کی شکرگذاری مین شامل ہے اعتراض کیا تہا اور بعض نے خطوط بہی بہیجے اور بعض نے سخت

دوستانہ معاملات سے ممنون کرکے اس بات کے لئے دلی جوش بخشتا ہے کہ ہم اونکے
دین ودنیا کے لئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہین تا انکو گورنمنٹ وسیپنیہ

اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریون پر کیون ترجیح دی لیکن
ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شایستگی اور حسن انتظام کی روسے ترجیح ہو اُسکو کیونکر چھپا
سکتے ہین ۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کے خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ مین پائی جاوے
الحکمۃ ضالۃ المومن ۔ الخ اور یہہ بہی سمجھنا چاہئے کہ اسلام ہرگز یہہ اصول نہین ہے
کہ مسلمانون کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہکر اوسکا احسان اوٹھاوے اُسکے ظل حمایت
مین امن وآسایش رہ کر اپنا رزق مقسوم کہاوے اُسکے انعامات متواترہ سے
پرورش پاوے پہر اوسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اُسکے سلوک اور مروت
کا ایک ذرہ شکر بجا نہ لاوے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول
کے ذریعہ سے ہہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھہ
کرین اور منعم کا شکر بجا لاوین اور جب کبہی ہمکو موقعہ ملے تو ایسی گورنمنٹ
سے بدلی صدق کمال ہمدردی سے پیش آوین اور بطیب خاطر معروف
اور واجب طور پر اطاعت اُٹہاوین سو اس عاجز نے جسقدر حصہ سوم کے پرچہ
مشمولہ مین انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال
سے ادا نہین کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی اُن بزرگ تاکیدون
نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہین مجھکو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا ہے
سو ہمارے بعض ناسمجھہ بہائیون کی یہہ افراط ہے جسکو وہ اپنی کوتاہ اندیشی
اور بخل فطرتی سے اسلام کا جز سمجھہ بیٹھے ہین ۔

اے جفا کیش نہ عذر است طریق عشاق
ہرزہ بدنام کنی چند نکو نامے را (براہین احمدیہ)

جس طرح دنیا مین خوبصورت ہین آخرت مین بہی نورانی و منور ہون - فضل اللہ تعالی خیرھم فی الدنیا والاخرہ - اللھم اھدھم وایدھم بروح منک واجعل لھم حظا کثیرا فی دینک - الخ"

پہر ایسے شخص پر یہہ بہتان کہ اسکے دل مین گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اُسکی کتاب کی نسبت یہہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے پرلے سرے کی بے ایمانی اور شرارت شیطانی نہین تو کیا ہے - خیر خواہان سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان یا وہ گو حاسدون کی ایسی باتین ہرگز نہ سنین اور اس کتاب یا مولف کی نظرفسے سوظنی کو اپنے دلون مین جگہ نہ دین - گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہین کہ وہ ان باتون کو مولف کی نسبت ہرگز نہ سنیگی - بلکہ جو ان باتون کو گورنمنٹ تک پہونچا ئیگا - اسکو اسکی دروغ گوئی پر سرزنش کریگی -

شاید وہ مفتری حاسد اپنے افترا کی تائید مین اس کتاب کی اُن عبارات و بشارات کو جنمین مولف نے اپنی یا اسلام کی فتح اور مخالفین اسلام کی ہزیمت کی خبرین دی ہین یا اپنی مشابہت مسیح علیہ السلام سے بیان کی ہے عوام مین جنکو وہ بہکانا چاہتے ہین پیش کرین یا کر چکے ہون - لھذا اس مقام مین ان عبارات و بشارات کا حل مطالب ضروری ہے تاکہ عوام ان عبارات و بشارات کے مطالب سمجہنے مین غلطی نہ کہائین اور ان مفتریون کے دہوکہ مین نہ آجائین - پس واضح ہو کہ وہ عبارات و بشارات جن سے ان مفتریون کے ہاتہہ مارنے کا گمان ہے یہہ ہین -

(۱) آیۃ بشارت فتح اسلام - جو براہین احمدیہ مین بصفحہ ۵۱۵ منقول ہے اور اس رسالہ مین بصفحہ (۱۷۳)

انا فتحنا لک فتحا مبینا

(۲) آیت پیشین گوئی ہزیمت مخالفین اسلام جو براہین مین بصفحہ ۴۹۸ موجود ہے

ام یقولون نحن جمیع منتصر سیھزم الجمع ویولون الدبر -

کہ کیا وہ کہتے ہین ہم سب بدلہ لینے والی ہین - وہ سب بہگائے جائینگے اور پیٹہہ پہیر دینگے -

(۳) مولف کی یہہ کشفی پیش گوئی جو بصفحہ ۵۱۵ براہین احمدیہ منقول ہے کہ اس موقع

(الہام آیت الفتح) کے اثناء مین جبکہ یہہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا۔
بعالم کشف چند ورق ہاتھ مین دیئے گئے اور اُن پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے پہر ایک نے
مسکرا کر ان ورقون کے دوسری طرف ایک تصویر دکھائی اور کہا کیا کہتی ہے تمہاری تصویر
جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تہی اور سبز پوشاک تہی مگر نہایت رعب ناک
جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہین اور تصویر کے یمین و یسار مین حجتہ اللہ القادر
و سلطان احمد مختار لکہا تہا"
(۴) مولف کی یہہ الہامی پیش گوئی بزبان انگریزی بصفحہ ۴۸۰ کتاب براہین احمدیہ

گاڈ اِز کمنگ بائی ہِز آرمی۔ ہِی اِز وِد یُو ٹو کِل اینمی۔ یعنے خدا اپنا لشکر لئے آرہا ہے وہ دشمن کے مارنے کے لئے تیرے ساتھ ہے۔	God is coming by his army He is with you to kill enemy.

(۵) آیت خطاب مولف بلفظ یا عیسیٰ جو براہین بصفحہ ۵۵۶ اور اس رسالہ مین بصفحہ (۱۷۳)
منقول ہوچکی ہے۔
(۶) مولف کی نسبت یہہ بشارت بصفحہ ۵۲۱ کتاب کہ "پادشاہ تیرے کپڑون سے برکت
ڈہونڈینگے"۔

اسی قسم کی اور آیات و بشارات بزبان عربی فارسی انگریزی اس کتاب مین
پائے جاتے ہین اور اُسکے مطابق اس کتاب کے معاونون اور مولف کے معتقدون
کی کلام مین الفاظ نصرت و فتح مستعمل ہوئے ہین۔ (دیکھو اشتہار طولانی جماعت معاونین کتاب
مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر جسمین لفظ فتح و نصرت موجود ہین اور بحق مولف
یہہ شعر منقول ہے ع سب مریضون کے ہے تمہین پہ نگاہ۔ تم مسیحا بنو خدا کے لئے)
ولیکن اس کتاب مین ان بشارات و عبارات کے الفاظ کی تشریح و تفسیر
ایسی ہوچکی ہے کہ اسمین کسی مفتری کے افترا اور کسی مفسد کے اختراع کی گنجایش نہین ہے
اسمین صاف اور کہلے طور پر بیان کیا گیا ہے کہ فتح اسلام سے

ملکی فتح **مراد** نہین اور نہ **ہزیمت** مخالفین اسلام سے انکا میدان جنگ مین شمشیر
وتفنگ سے بہاگ جانا مراد ہے بلکہ فتح اسلام سے اسکا دلایل وبیان وحجت وبرہان سے غالب ہونا۔
اور ہزیمت ومغلوبیت مخالفین سے انکا بحث ودلایل سے عاجز آنا مراد ہے ۔
اور مولف کو بلفظ **یا عیسیٰ** مخاطب کرنے سے یہہ **مراد** نہین ہے کہ مولف
درحقیقت وہ مسیح موعود ہے جسکا اہل اسلام اور عیسائیون (دونو) کو انتظار ہے بلکہ اس سے
مراد یہہ ہے کہ مولف حضرت مسیح علیہ السلام سے مشابہہ* اور بعض اوصاف مین مماثل ہے سو
یہہ نہ اونکے جسمانی اور سیاست ملکی کے اوصاف مین بلکہ صرف روحانی اور تعلیمی صفت مین
اور **مولف کے کپڑون** سے **بادشاہون** کی برکت ڈہونڈنے سے یہہ **مراد**
نہین کہ انکو ظاہری بادشاہت ہوجائیگی اور دوسرے بادشاہ موجودہ وقت خصوصاً انگریز
جنکے ظل حمایت وبادشاہت مین مولف رہتا ہے انکے زیر حکومت ہوجائینگے بلکہ اس سے
انکی دینی بادشاہی اور روحانی سرداری اور اخروی پیشوائی مراد ہے **اس بشارت** کی
نظیرین **حضرت مسیح** کی وہ بشارتین ہین جو عیسائیون کے زعم مین عہد عتیق وجدید
مین انکی **بادشاہت** وتسلط کی نسبت وارد ہین‡ ۔ **حالانکہ** حضرت مسیح عیسائیون

---

* یہہ تشبیہہ بعینہٖ ان تشبیہون کی مانند ہے جو عیسائیون کے اعتقاد مین عہد عتیق وجدید
مین حضرت مسیح کے حق مین ابراہیم سے (پیدایش ۱۷-۵) آدم سے (روم ۵-۱۴)
اسحاق سے (پیدایش ۲۲-۱و۲) پناہ کے شہر سے (گنتی ۳۵-۶) پہل پیل سے (خر ۲۲-۲۹)
پیتل کے حوض سے (خر ۳۰-۱۸) بزغالہ سے (احبار ۱۶-۲۰) وغیرہ وغیرہ سے وارد ہین
جنسے کوئی مسلمان یا عیسائی یہہ سمجہہ نہین سکتا کہ مسیح درحقیقت آدم یا ابراہیم
یا پیتل کا حوض یا بزغالہ وغیرہ ہے۔

‡ کہ وہ خدا کا تخت نشین ہے (مکاشفات یوحنا ۳-۲۱) وہ داؤد کے تخت پر اور اسکے
ملک پر اسے لیکے ابد تک بندوبست کریگا۔ (یسعیاہ ۹-۷ وغیرہ) مینے تو اپنے بادشاہ کو
کوہ مقدس صیہون پر بٹھلایا ہے (زبور ۲-۶ وغیرہ) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو

کے اعتقاد مین دنیا کے بادشاہ نہین ہوئے اور نہ انہون نے کبھی تلوار لٹکائی اور نہ کسی پر چلائی خود حضرت مسیح نے پلاطوس کو مخاطب ہو کر فرمادیا ہے کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہین اگر میری بادشاہت اس جہان کی ہوتی تو میرے نوکر لڑائی کرتے تاکہ مین یہودیون کے حوالہ نہ کیا جاتا پر میری بادشاہت یہان کی نہین (یوحنا ۱۸-۳۶)۔ اب ہمکو یہہ دکھانا باقی رہا کہ **مولف کے کلام** مین اُن عبارات کی اس قسم کی **تشریح و تفسیر** کہان پائی جاتی ہے تاکہ ناظرین ہماری بیانات کو ہماری خیالی تاویلات نہ سمجھین اور انکو نکات بعد الوقوع قرار دیکر مطلب سعدی و گرست نہ کہہ سکین لہذا ہم اس باقی کو ادا کرتے ہین اور اپنے بیان کا ایک ایک لفظ مولف کی کلام سے نکالدیتے ہین

واضح ہو کہ مولف نے **پیشین گوئی نمبر ۲** حصہ چہارم کتاب مین بصفحہ ۴۹۸ نقل کر کے اسکا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے کیا کہتے ہین کہ ہم ایک قوی جماعت ہین جو

تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمایل کر کے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملایمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ اور تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو ہیبت کام سکھلادیگا تیرے تیر تیز ہین لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہین وہ بادشاہ کے دشمنون کے دل مین لگ جاتے ہین (زبور ۴۵-۳ وغیرہ) سمندر سے سمندر تک اور دریا سے انتہاے زمین تک اسکا حکم جاری ہوگا وے جو بیابان کے باشندے ہین اُسکے سامنے جھکینگے ترسیس اور جزیرون کے سلاطین نذرین لاوینگے سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیے گذرانینگے ہان سارے بادشاہ اُسکے حضور سجدہ کرینگے (زبور ۷۲-۸ وغیرہ) تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ مین تیرے دشمنون کو تیرے پاؤن تلے کی چوکی بناؤن (زبور ۱۱۰-۱ وغیرہ) کیونکہ جب تک وہ سارے دشمنون کو اپنے پانو تلے نہ لاوے ضرور ہے کہ سلطنت کرے (۱-قر-۱۵-۲۵) وے برّہ سے لڑائی کرینگے اور برّہ اُنپر غالب ہوگا کیونکہ وہ خداوندون کا خداوند ہے اور بادشاہون کا بادشاہ ہے (مکاشفات ۱۷-۱۴)۔ اس بادشاہی کی ایک عمدہ نظیر اسوقت کی موجودہ عیسائیون

جواب دینے پر قادر ہین عنقریب یہہ **ساری جماعت** بہاگ جائیگی اور پیٹھ پہیر لیگی اور **پیشین گوئی** نمبر ۴ کا ترجمہ بہی خود ہی ان الفاظ سے کیا ہے - خدا تعالے دلایل اور براہین کا لشکر لیکر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھہ ہے -

یہہ **الفاظ** ہمارے اس بیان کے صاف مصدق ہین کہ فتح و ہزیمت سے مراد ان پیشگوئیون مین بحث و دلایل و جواب و سوال مین ہار جیت ہے نہ تلوار کی لڑائی مین -

اسی صفحہ مین آیتہ بشارت غلبہ اسلام منقولہ حاشیہ نقل کرکے حضرت **مسیح** سے اپنا **مشابہ** ہونا (نہ عین مسیح ہونا) ان الفاظ سے بیان کیا ہے - یہہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ

> هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا مین تشریف لائینگے تو اُنکے ہاتھہ سے دین **اسلام** جمیع آفاق اور اقطار مین پہیلجائیگا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ خاکسار اپنی غربت و انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت نہایت ہی باہم متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پہل ہین اور بحدے اتحاد ہے* کہ نظر کشفی مین نہایت ہی باریک امتیاز ہے - اور نیز ظاہری طور پر بہی ایک مشابہت ہے اور وہ یون کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنے موسی کا تابع اور خادم دین تہا اور اُسکی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہہ عاجز بہی اوس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین مین سے کہ جو سید الرسل اور سب رسولون کا تاج ہے اگر وہ حامد ہین تو وہ احمد ہین اور اگر وہ محمود ہین تو وہ **محمد** ہے **صلے اللہ علیہ وسلم** سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح

ء کی بجائے فوج ہے جسمین جرنیل کرنیل میجر کپتان سبہی عہدہ دار فوجی موجود ہین اور حقیقت مین فوجی کوئی نہین وہ سب اپنے روحانی مناصب کے مدعی ہین ایسی تشبیہات اور اصطلاحات کسی مسلمان نے برتے ہوتے تو کیا گناہ کیا اور ان بد الفاظ کے استعمال سے خیر خواہی سلطنت کی دم بہرتا ہوا کیونکر باغی ہو گیا -

* ایسا اتحاد امام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سمشیخ ء

مشابہت تامہ ہے اسلئے خداوندکریم نے مسیح کی پیشگوئی مین ابتدا سے اس عاجز کو بہی شریک کر رکھا ہے یعنے حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز **روحانی** اور **معقولی طور** پر اُسکا محل اور مورد ہے یعنے روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اُسکی زندگی مین یا بعد وفات ہو۔

یہہ **الفاظ** ہمارے اس بیان کے مصدق ہین کہ مولف کو مسیح موعود ہونے کا دعوی نہین بلکہ حضرت مسیح سے مشابہت کا ادعا ہے سو بہی نہ ظاہری و جسمانی اوصاف مین بلکہ روحانی اور تعلیمی وصف مین اور غلبہ اسلام سے جسکی مولف کو بشارت دی گئی ہے

م — محیے الدین ابن عربی کے مکاشفہ مین منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۱۳۲

> غاية الوصلة ان يكون الشيء عين ما ظهر ولا يعرف. كما رأيت رسول الله صلعم وقد عانق ابن حزم المحدث فغاب احدهما في الآخر فلم نر الا واحداً وهو رسول الله صلعم فهذه غاية الوصلة وهو المعبر عنه بالاتحاد – (فتوحات مكيه)

مین آپ نے فرمایا ہے کہ نہایت درجہ کا اتصال یہہ ہے کہ ایک چیز یعنے وہ چیز ہو جائے جسمین وہ ظاہر ہوا اور خود نظر نہ آوے جیسا کہ مین نے خواب مین آنحضرت کو دیکہا کہ آپ نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے مین غایب ہوگیا بجز ایک رسول اللہ صلعم کے نظر نہ آیا - نواب صاحب بہوپال نے کتاب اتحاف النبلا مین اسکی تائید مین ایک عربی رباعی نقل کی ہے جسکا مطلب

> توهم واشينا بليل مزاره
> فهمّ ليسعى بيننا بالتباعد
> فعانقته حتى اتحدنا تعانقاً
> فلما اتانا ما رأى غير واحد

یہہ ہے کہ ہمارے بدگو رقیب نے شب کو ہمارے پاس ہماری معشوق کے آنے کا گمان کیا تو ہم مین جدائی ڈالنے مین کوشش کرنے لگا - پس ہم نے اپنے معشوق کو گلے سے لگالیا - پہر وہ رقیب آیا تو اوسنے بجز ہم ایک کے کسی کو نہ دیکہا - پہر یہہ شعر فارسی

دلایل و براہین کا غلبہ مراد ہی نہ سیاست ملکی مین غلبہ اور بصفحہ ۵۵۶ پیش گوئی نمبر (۵) جسمین مولف کو بلفظ یا عیسی مخاطب کیا گیا ہی نقل کر کے اُسکا ترجمہ اِن الفاظ سی کیا۔ اے عیسی مین تجہکو کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اٹہاونگا اور تیرے تابعین کو انپر

یا عیسی انی متوفیک ۔الخ

جو منکر ہین قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربون کو حجت اور برہان اور برکات کے رو سے دوسرے لوگون پر قیامت تک فایق رکہونگا پہلون مین سے بہی ایک گروہ ہے اور پچہلون مین سے بہی ایک گروہ ہے اس جگہ عیسی کے نام سے بہی یہی عاجز مراد ہے۔

اس عبارت مین الفاظ حجت ۔ برہان ۔ برکات ۔ ہمارے بیان کے صاف موید ہین۔ اور بصفحہ ۴۹۲ اس کتاب کے ایک عربی فقرہ اس مضمون کا کہ ہم زمین مین ایک خلیفہ

اردت ان استخلف فخلقت ادم انی جاعل فی الارض ۔

بنانے والے ہین نقل کر کے کہا ہے اسجگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ و بین الخلق واسطہ ہو خلافت ظاہری کہ جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہین ہے اور نہ وہ بجز قریش کے کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام مین مسلّم ہو سکتی ہے بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بہی وہ آدم جو ابو البشر ہے مراد نہین بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قایم ہو کر روحانی پیدایش کی بنیاد ڈالی جائے گویا وہ روحانی زندگی کے رو سے حق کے طالبون کا باپ ہے اور یہہ ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے جس مین

---

۴ نقل کیا ہے ؎ جذبہ شوق بحدیست میان من و تو ٭ کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من و تو
اسکے بعد یہہ جملہ دعائیہ لکہا ہے۔ رزقنا اللہ من ہذہ الاتحاد فی الدنیا والاخرۃ
یعنے خدا تعالی ہمکو بہی ایسا ہی اتحاد دنیا و آخرت مین نصیب کرے۔ اس اتحاد پر بعض اسوقت کے لوگون نے کچہہ اعتراض بہی کئے ہین جنکے ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۸۸۴ء کے نمبر ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ مین
اونکے کافی جواب دئے ہین۔ ناظرین اون نمبرون کو دیکہین۔

روحانی سلسلہ کے قایم ہونیکی طرف اشارہ کیا گیا ہی ایسے وقت مین جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہین -

اس **عبارت** نی تو ہمارے بیانات کی پوری تائید کر دی اور مخالفین کی **تہمتون کی جڑہ کاٹ** ڈالی اُسکی اس جملہ نی کہ اس منصب خلافت سی (جسکا اس پیشگوئی مین مولف کو وعدہ دیا گیا ہی) خلافت ظاہری جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہی مراد نہین اور نہ وہ بجز قریش کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سی شریعت اسلام مین مسلم ہو سکتی ہی بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے" صاف تصریح کر دی ہی کہ مولف کو ظاہری حکومت و سلطنت اسلامی کا ہرگز دعوی نہین اور نہ وہ اس دعوی کو بحکم شریعت اپنے لئے جائز سمجھتا ہے کیونکہ وہ قریش سی مخصوص ہی اور مولف قریشی نہین فارسی الاصل ہی (چنانچہ صفحہ ۲۴۲ وغیرہ کتاب اسپر شاہد ہی) لو بس جھگڑا ختم ہوا اور خوب فیصلہ ہو گیا کہ مولف کی نسبت جو دعوی پولیٹکل سرداری کا (جو اسلام مین خلافت کہلاتی ہے) تجویز کیا گیا ہے یہہ بحکم اسلام اور خود مولف کی کلام کے امکان سی خارج ہی نہ اُسنی یہہ دعوی کیا نہ آیندہ کر سکتا ہی نہ اوسکا مذہب اس دعوی کی اجازت دیتا ہی -

بالآخر ہم اسقدر کہنی سے باز نہین رہ سکتی کہ اگر یہہ معاملہ **گورنمنٹ** تک پہنچا تو یقین تہا کہ ہماری زیرک اور دانشمند گورنمنٹ ایسی مفسدون کو (جنہون نی بحق ایسی شریف خاندانی کے جو ایک معزز نیکنام و خیر خواہ سرکار کا بیٹا ہی اور خود بہی سرکار کا دلی خیر خواہ و شکر گذار و دعاگو ہے اور درویشی و غربت سی زندگی بسر کرتا ہی ایسا مفسدانہ افترا کیا اور بہت لوگون کے دلون کو آزار پہنچایا ہی) سخت سزا دیتی -

اور ہم یہہ بہی امید رکہتے ہین کہ گورنمنٹ ایسی خیر خواہ و وفادار خاندان کو (جسکی جان نثاری اور وفاداری کا وہ نازک وقتون مین تجربہ کر چکی ہے) کبہی نہ بہولیگی اور یوماً فیوماً اوسکی قدر و منزلت کو بڑہائیگی ء

قدیان خود را بیفزاے قدر
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

مذہبی نکتہ چینی کا جواب

فریق اول (امرتسری منکرون) کی وجہ انکار کا جواب

تمہید

اس فریق کا انکار گو صورۃً انکار فریق دوم سے اخف ہے (کیونکہ فریق دوم مکفر ہے یہہ مکفر نہیں) مگر درحقیقت یہہ انکار اشد ہے۔ اسلئے کہ فریق دوم کا انکار گو حد تکفیر تک پہنچا ہوا ہے مگر وہ صرف اور خاص کر الہامات مولف براہین احمدیہ کی متعلق ہے اونکے سوا اور اولیاء اللہ کے الہامات سے اسکو تعلق نہیں اور اونکو مطلق الہام اولیاء اللہ سے انکار نہیں۔ اور یہہ حضرات فریق اول معتزلہ اور نیچریہ کی طرح مطلق اولیاء اللہ کے الہام غیبی (ہمرنگ وحی) سے انکاری ہیں۔ اور مولف براہین کے سوا بھی کسی ولی (سری سقطی۔ جنید بغدادی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ) کے الہام غیبی کو نہیں مانتے۔ اسلئے انکا انکار بلا تکفیر فریق دوم کے انکار با تکفیر سے اشد اور اغلظ ہے۔ اور اسکا جواب و تعاقب بہ نسبت جواب انکار فریق دوم اہم و مقدم ہے اور اسمین نہ صرف مولف براہین احمدیہ یا اور اولیاء اللہ کے الہامات کی نصرت و حمایت متصور و مقصود ہے بلکہ الہام انبیا کی تائید بھی اسمین متحقق ہے اور یہی تائید (الہام انبیا) ہمارا اصلی مقصد ہے۔ اسلئے کہ غیر نبی کے الہام غیبی سے مطلق انکار نبی کے الہام سے انکار کا مقدمہ ہے اور اوسکی طرف کھینچ لیجا سکتا ہے کیونکہ دونون الہامون کا حال و اصول ایک ہی بلکہ سچ پوچھو تو وہ دونو ایک ہی چشمہ یا منبع کی دو نہرین ہین لہذا ایک سے انکار ہو تو دوسرے کی تسلیم کرنے کی عقلی وجہ کوئی نہیں۔ اور ایک کے وجود سے انکار کرنے سے دوسرے سے انکار کا بھی خوف ہے۔ اسیوجہ سے محققین اہل عرفان نے کہا ہے۔ جس کو اولیاء کی اس فیض باطنی اور علم لدنی سے انکار ہو۔ اسکو سوء خاتمہ کا خوف ہے۔ شاید اوسکے دل مین ایک نہ ایک دن انبیا کے علم لدنی و الہام غیبی سے انکار بھی جگہ پکڑلے۔ تمہید ختم ہوئی اب جواب وجہ انکار فریق اول قلم مین آتا ہے۔

الہام غیبی (ہمرنگ وحی) جس سے فریق اول کو انکار ہے وہ الہام ہے جس کی چار صورتون کی تشریح براہین احمدیہ حصہ سوم کے صفحہ ۲۲۳ و ۲۳۶ و ۲۴۷ و ۲۵۸ مین ہو چکی ہے۔ اور اوسمین کلام و تکلم خداوندی پایا جاتا ہے۔ ایسا الہام (جسمین کلام و خطاب ہو) فریق اول کے نزدیک وحی کہلاتا ہے اور وہ انکے خیال مین بجز نبی ٭ کسی کو نہین ہو سکتا اور نہ کبھی کسی کو ہوا۔ پہر فریق اوّل نے اس دعوی کے مناقض یہہ بہی کہدیا ہے کہ جسکو خدا کی طرف سے کلام والفاظ سے خطاب ہو وہ اوسکو الہام کیون کہتا ہے وحی کیون نہین بولتا۔ اور اسکے ساتہہ یہہ بہی کہدیا ہے † کہ حضرت موسیٰ کی ماں کو انہین معنی کر وحی ہوئی تہی اور وحی بمعنی اعلام بکلام وارسال فرشتہ نبوت کا خاصہ نہین۔ اس قول مین انہون نے الہام بکلام (جسکو وہ وحی کہتے ہین اور خاصہ نبوت سمجہتے ہین) کو اورون کے لئے جایز کر دیا۔ (گو اسکا نام الہام نہین کہا) اور جس امر سے وہ انکاری تہے اوسکا انہون نے خود اقرار کر لیا۔ لہذا انکے اس خیال و مقال (گو وہ مجرد دعوی بلا دلیل ہے) کے جواب مین صرف اسقدر

٭ چنانچہ سرگروہ فریق اول کے رسالہ ابطال الہام مین ہے لیکن اس طور کہنا کہ خدا نے مجہکو یہہ اٰیتہ الہام کی۔ اور اسکی کلام و تکلم کا خیال کرنا کہ خدا نے مجہسے کلام کی اور اس اٰیتہ کو مجہے فرمایا ان معنون سے جایز نہین "

† چنانچہ اسی رسالہ مین ہے۔ اور اوحینا الی ام موسیٰ مین مفسرین الہام کی معنی کرتے ہین لیکن الہام کے معنی درست نہین ہوتے کیونکہ الہام صرف القا ہی ہوتا ہے وہان جواب نہین ہوتا۔ اگر وحی کے بمعنی صرف اعلام کے یا ارسال فرشتہ کے کئے جاوین تو منع نہین۔ کیونکہ وحی رسالت خاصہ انبیا ہے نہ وحی اطلاع وارسال فرشتہ کئی غیر انبیا کے پاس فرشتے آئے اور کلامین کین اور کئی نے آوازین سنین۔ پہر اسکی تمثیل مین چند وجہ نقل کرکے کہا ہے۔ جایز ہے موسیٰ کی ماں کو فرشتہ کے ذریعہ سے یا کسی اور وسیلہ سے کلام ہوئی ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی کہ الہام کے معنون مین کلام اور تکلم ماخوذ نہین اگر کوئی شخص دعوی کلام تکلم کا کرے تو ہم اوسکو صادق نہ جانینگے اسپر الہام بولنا اوسکا غلط ہے وحی کیون نہین بولتا وحی کے معنون ...

کہنا کافی ہے کہ مدعی الہام کا دعوی یہی تہا کہ مجھے خدا تعالی نے فلان فلان آیت
یا فلان کلام سے مخاطب فرمایا ہے ۔ اور مجہہ سے خدا تعالی ہمکلام ہوا ہے جس کو
فریق اول نے مان لیا ۔ رہی اُسکی یہہ نزاع کہ وہ بشہادت لغت اُسکو الہام نہین کہتا
وحی نام رکہتا ہے ۔ سو یہہ لفظی نزاع ہے (جسکی طرف محصلین و محققین کبہی رجوع نہین کرتے)
اس نزاع کا قطع و رفع مدعی الہام کی لفظ الہام کو چہوڑ دینے اور بجاے الہام لفظ وحی استعمال
کرنے سے باسانی ممکن ہے ۔ وہ بجاے دعوی الہام کلام یہہ دعوی کر سکتا ہے کہ خدا نے مجہہ وحی
بمعنے اعلام کلام سے (جو فریق اول کی نزدیک خاصہ نبوت نہین ہے) مشرف فرمایا ہے اور اسی
وحی کے ذریعہ سے فلان آیۃ یا فلان کلام سے مخاطب کیا ہے ۔ جسمین **فریق اول** کو
(اگر وہ انصاف کرے) کسی وجہ سے مجال مقال نہین ہے آہ اگر وہ انصاف سے مناظرہ
کی داب سے یکسو ہوکر اب اسمین یہہ بات نکالے کہ وحی کلام کا (جسکو ہم غیر نبی کی لئے جایز
رکہتے ہین) کانون سے مسموع ہونا ضروری ہے اور مدعیان الہام کلام ملہم کے دلپر وارد ہونیکا
دعوی کرتے ہین (چنانچہ مولف براہین احمدیہ نے پہلی تین صورتون الہام مین دلپر القا ہونیکا
صریح دعوی کیا ہے ۔ کانون سے آواز سننے کو صرف پانچوین صورت سے مخصوص کیا ہے) اور القا
و واردات قلبی کو عرفاً و لغۃً یہی کلام نہین کہا جاتا پس ہمپر تسلیم الہام کلام کا الزام کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے ۔ تو اگرچہ اب اُنکی یہہ بات لایق سماعت و مستحق جواب نہین کیونکہ مُشتی کہ بعد از جنگ
کا مصداق ہے ۔ **فریق اول** کے نزدیک وحی کلام و القائی قلب مین منافات تہی تو پہلے
اونہونے اس امر کی کیون نہ تصریح کی اور وحی کلام کو جب غیر نبی کے لئے جایز کیا تہا تو اُسمین
مسموع ہونے کلام کی کیون قید نہ لگا دی ۔ تاہم احقاق حق و اظہار صواب کے لئے اونکی اس
بات کا جواب یہہ دیا جاوے گا ۔ کہ اگر کلام ملہم کو (جسکا خدا کی طرف سے صرف دل پر القا ہو)
ظاہری کانون سے سنا نہ جائے) وحی نہ کہا جائے اور نہ اسکو کلام کہین تو وحی غیر متلو انبیاء
جسکو فرشتہ نہ لاتا تہا صرف اوسکا القا انبیاء کے قلب پر ہوتا تہا وحی نہ کہلاوے اور
نہ اسکو کلام ربانی کہا جاوے حالانکہ کوئی مسلمان اسکا قایل نہین ۔ اور عرف بہی اسکے
مخالف ہے ۔ عرف عام اور عرف شرع مین بلا اختلاف حدیث النفس اور کلام نفسی

اس لحاظ سے کہ وہ تکلم مین آسکتا ہے۔ اور کبھی نہ کبھی زبان پر آتا ہے کلام بولا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی تکلم و تلفظ عام ہے جیسے حقیقت لفظ مین جو کلمہ و کلام کا جز ہے لغتہً و عرفاً ماخوذ ہے*۔ لہذا فریق اول کو ہرگز نہین پہنچتا۔ کہ وہ کلام ملہم کے (جسکا صرف القا ہوا ہو کانون سے وہ سنائی نہ دیا ہو) وحی ہونے سے انکار کرے اور اس الزام تناقض سے بچ سکے۔ اِس بیان سے **ثابت** ہوا کہ جو اس **فریق** (اول) نے نفی الہام اولیاء اللہ پر **استدلال پیش کیا ہے اس سے اِس الہام کا ثبوت** نکلتا ہے نہ نفی اور اس استدلال کو پیش کرنے والے پر رجل قتل علی نفسہ کی مثل خوب صادق آتی ہے۔ یہہ اس فریق کے سر گروہ کی استدلال کا حال ہے+۔ اب اس فریق کے عوام مصداق **ومنهم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان هم الا یظنون کی استدلالات‡** اور اُن کے جوابات کو سُننا چاہیے

بعض عوام فریق اول نفی الہام اولیاء اللہ پر یہہ **نقلی استدلال** پیش کرتے ہین کہ خدا تعالے نے قرآن مین فرمایا ہے کہ وہی (عزوجل) غیب جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر بجز رسول کسی کو مطلع نہین کرتا۔ اسکے آگے اور پیچھے وہ پہرا چوکی رکھتا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ولی کو وہ اپنے غیب پر مطلع نہین کرتا۔

عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول فانه یسلک من بین یدیه ومن خلفه رصدا۔

(سورة الجن ۲۴)

---

* چنانچہ نحو کی پہلی کتاب پڑہنے والے لفظ کی تعریف مین تکلم و تلفظ کو ایسا ہی وسیع کرتے اور یہہ کہتے ہین۔ اللفظ ما یتلفظ به الانسان حقیقةً او حکماً۔ الخ

+ اور جو آپ کو غیر نبی پر نزول والہام آیات قرآن مین شبہہ ہے اسکا جواب جواب استدلال فریق ثانی کے ضمن مین عنقریب آتا ہے۔

‡ یہہ استدلالات بھی سرگروہ فریق اول کے افادات و تعلیمات سے ہین جو روزمرہ کی درس و تعلیم مین

اور **بعضی** یہہ **عقلی استدلال** پیش کرتے ہین کہ غیر نبی کو ہمرنگ وحی نبوی الہام غیبی ہو تو نبی وغیر نبی مین فرق نہین رہتا - اور نبی کی نبوّت مین اشتباہ واقع ہو جاتا ہے -

بعضی ان ہی استدلالات سے وسیع نتایج نکالتے ہین اور الہام غیبی اولیاءاللہ کے علاوہ انکے تمام **خوارق وکرامات** کا **بطلان** بہی ان دلایل سے استنباط کرتے ہین -

یہہ مقالات و **استدلالات** پُرانی **معتزلہ کرامیہ** وغیرہ کی ہین جو بواسطہ شیخ فریق اول اب اس گروہ کی عوام مین شایع ہوئی ہین اور انکے **جوابات** بہی پُرانے **علماء اہل سُنت** نے بسط وتفصیل کے ساتہہ اپنی کتب عقاید وتفاسیر مین دیدیے ہین - لہذا اس مقام مین اُن ہی علماء کے جوابات کو حوالہ قلم کرنا کافی ہے - ناظرین اہل علم ان پُرانی مباحث ودلایل کی نقل واعادہ کا اعتراض ہمپر نہ کرین - ان ہی حضرات (فریق اول) کو (جنہون نے اس پُرانے سلسلہ کو اب نئے سرے ہلایا اور اس زمانہ مین **اعتزال** کا جال پہیلایا اور اہل سُنّت خصوصاً اہل حدیث کو **معتزلی و نیچری*** بنانا چاہا ہے) جو کہنا ہو سو کہین -

---

اپ سے سرزد ہوتی ہین گو آپ کے رسالہ مین یہہ مندرج نہین ہوئے ورنہ وہ بیچارہ عوام استدلال ودلیل کو کیا جانین وہ اکثر تو اُمّی محض ہین اور بعض جوار دو فارسی مین لیاقت رُشد بود رکہتے ہین علوم دین سے ناواقف ہین لہذا جو کچہہ انکے شیخ کہتے ہین وہ اسپر بلا دلیل ایمان لے آتے ہین - اسکی صحت وفساد کو وہ پہچان نہین سکتے - خصوصاً بعض نو مسلم جو مشرف باسلام ہوتے ہی قبل استحکام تعلیم عقاید اسلام حضرت کی صحبت مین فیضاب ہوئے ہین انکے حال پر سخت افسوس آتا ہے کہ وہ آبائی تقلید چہوڑ کر ایسے شخص کے مقلد کیون ہوگئے - **اللھم ارحم**

* نیچری بنانا اس مسلہ سے بہی انکا مقصود ومتصور ہے کیونکہ معجزات وخوارق سے انکار مذہب نیچری کا اصل اصول ہے - اس سے علاوہ بہی یہہ حضرات نیچری مسایل اپنے گروہ کے عوام وجہلا مین پہلاتے ہین جیسا انکا یہہ مسئلہ نیچریہ کہ "حضرت **مسیح علیہ السلام** بلا پدر پیدا نہین ہوئے"

پس واضح ہو کہ ان حضرات نے جو **نقلی استدلال** پیش کیا ہے۔ یہ جار اللہ **زمخشری** معتزلی کا استدلال ہے۔ چنانچہ تفسیر کشاف میں آیتہ متمسکہ فریق اول کے ذیل میں اُسنے کہا ہے کہ اس آیتہ میں کرامات اولیاء کا ابطال پایا جاتا ہے کیونکہ جن لوگوں کی طرف کرامات منسوب میں وہ اگرچہ پسندیدہ دلی ہیں مگر رسول نہیں ہیں۔ اور خدا تعالے نے اپنے غیب پر مطلع کرنے کے لئے رسولوں کو مخصوص کر دیا ہے۔

> وفی ہذا ابطال الکرامات۔ لان الذین تضاف الیھم الکرامات وان کانوا اولیاء مرتضین فلیسو برسل وقد خص اللہ الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب۔ (کشاف)

اس کا جواب علماء اہل سُنّت (کثرھم اللہ تعالے) سے امام **رازی** قاضی **بیضاوی** شاہ **عبد العزیز** دہلوی وغیرہ اکابر نے متعدد وجوہ سے دیا ہے ان سب میں سے جواب حضرت شاہ صاحب بسیط و لطیف ہے۔ لہذا اس مقام میں اُسی جواب کی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ **عبد العزیز** نے **تفسیر عزیزی** میں فرمایا ہے۔

باید دانست کہ صاحب کشاف بنا بر مذہب اعتزال خود در تحت این آیتہ گفتہ **وفی ہذا ابطال الکرامات** الخ۔ ولیکن با وجود ادعاے دانشمندی این حرف از و بسیار بعید واقع شدہ زیرا کہ این آیتہ نفی اطلاع بر غیب بوجہیکہ رفع تلبیس و اشتباہ بکلی در آن حاصل شود از غیر رسولان میکند نہ نفی اطلاع بر غیب مطلقاً چہ جاے آنکہ کرامات دیگر را ابطال نماید و در تفسیر گذشت کہ اظہار شخصے بر غیب چیزے دیگر ست۔ و اظہار غیب بر آن چیزے دیگر۔ و از نفی آن نفی این لازم نمی آید۔ اولیاء اللہ را اگرچہ اظہار بر غیب حاصل نیست اما اظہار غیب بر ایشان جائز و واقع ست چنانچہ در حق مادر **موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام** در سورۂ قصص منصوص ست۔ کہ **انا رادوہ**

اور اونکا بلا پدر پیدا ہونا صریح طور پر قرآن سے ثابت نہیں جسکا فساد دکھا (اشاعۃ السنہ جلد ۱۴ کے نمبر ۲ و ۳ کے ملاحظہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔

الیک وجاعلوہ من المرسلین ۔ اکثر علماء اہل سنت کہ فرق در اظہار شخص بر غیب و اظہار
غیب بر شخص نکردہ اند میگویند کہ مراد از غیب درین آیۃ احکام شرعیہ اند کہ تکلیف بآنہا عام بر مکلفین
می باشد و اگر از غیب مطلق غیب مراد باشد لازم آید کہ نبی محض را مثل حضرت خضر نیز
اطلاع بر ہیچ غیب حاصل نہ شود زیرا کہ در آیۃ حصر علم غیب بر لفظ رسول فرمودہ اند و رسول
اخص از نبی ست آرے اطلاع بر احکام شرعیہ جدیدہ دادن خاصہ رسول ست کہ در وحی یافتہ
نمے شود و بعض از ایشان گفتہ اند کہ حصر بملاحظہ قید اصالت است یعنی بالاصالۃ اطلاع
بر غیب خاصہ پیغمبران ست و اولیا را اطلاع بر غیب بطریق وراثت و تبعیت حاصل مے شود
چنانچہ نور قمر مستفاد از نور شمس ست ۔ اور **اس سے پہلے تفسیر** آیۃ
فلا یظہر علی غیبہ میں غیب پر کسیکو مطلع کرنے اور اُسکو غیب کی اطلاع دینے میں
فرق کے بیان میں **فرمایا ہے** ۔ پس مطلع نمی کند ہیچکس را بوجہے کہ رفع تلبیس و اشتباہ
خطا بکلی در آن اطلاع حاصل شود ۔ و احتمال خطا و اشتباہ اصلاً نماند و ہمین اطلاع دادن
کذائی ست کہ اور اظہار شخصی بر غیب توان گفت بخلاف اطلاع منجمین و اطبا و کاہنان و رمالان
وجفریان و فال بینان کہ علم ایشان ببعض حوادث کونیہ از راہ استدلال باسباب و علامات ظنیہ
یا اخبار محتملہ الصدق والکذب جنیان و شیاطین تخمینی و وہمی می باشد نہ یقینے ۔ **و اولیا
را** ہرچند **علم الہامی یقینی** ببعض حقایق ذات و صفات یا وقایع کونیہ **حاصل می شود**
اما تلبیس و اشتباہ بجمیع الوجوہ از ان مرتفع نمے گردد تا اظہار ایشان بر غیب و استیلا بر ان مستحق
گردد بلکہ اظہار غیب بر ایشان و انعکاس صورت غیبیہ در آئینہ وجدان ایشان ست و لہذا تکلیف عام
بآن متحقق نمے شود و خود ہم در تحصیل یقین بآن و اعتماد بر آن محتاج بشواہد کتاب و سنت کہ تمام
وحی اند میشوند پس اظہار بر غیب ہیچکس را نمے دہند ۔ **الا من ارتضی من رسول** مگر کسیکہ
پسند می کند و آنکس رسول مے باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبریل علیہ السلام و خواہ
از جنس بشر مثل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ اور اظہار

بر بعض از غیوب خاصہ خود مفرماید تا آن غیوب را بمکلفین برساند و تلبیس و اشتباہ را از ان بکلی رفع نماید تا احتمال خطا و نا راستی اصلاً پیرامون آن نگردد و عامہ مکلفین کہ بدین معجزہ تصدیق رسول بشری نمودہ باشند در وحی ہر بارہ بر آن اعتماد نمودہ در غلط نیفتند و راہ گم نکنند ولہذا در انزال وحی احتیاط بلیغ بکار مے برد فانہ یسلک یعنی پس تحقیق پروردگار من روانہ میکند من بین یدیہ پیش دست آن رسول خواہ ملکی باشد خواہ رسول بشری و پیش دست قوت فکریہ و قوت وھمیہ و قوت خیالیہ است وطبائع و اخلاق حاضر الوقت و من خلفہ یعنی و از پس پشت آن رسول خواہ ملکی باشد خواہ بشری و پس پشت علوم مخزونہ در حافظہ اوست و عادات و اخلاق متروکہ رصدا چوکیداران را از جنس ملایکہ تا وقت آوردن وحی و گرفتن آن قوت فکریہ وھمیہ و خیالیہ را سبقت کردن ندہند۔" الخ

اس کلام بلاغت نظام مین حضرت شاہ صاحب مرحوم نے استدلال منکرین الہام وکرامات اولیاء اللہ کا شافی جواب دیا اور بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ اس آیہ مین خدا تعالی نے اپنے غیب پر بجز رسول کسیکو ایسے طور پر مطلع کرنے کہ اُسمین خطا و اشتباہ کا امکان فی نفس نہو اور اُسکے ساتھ فرشتون کا پہرہ چوکی بھی ہو کی نفی کی ہے۔ مطلق اطلاع غیب کی غیر رسول سے نفی نہین کی اور ایسی اطلاع غیب خدا کی طرف سے غیر رسول کے لئے جائز بلکہ واقع ہو چکی ہے۔ چنانچہ والدہ حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام کے لئے ہوئی۔

خاکسار (اڈیٹر) کہتا ہے۔ اس مقام مین ان تمثیلات کی تشریح ضروری ہے تاکہ عوام اہل حدیث جو فریق اول کے دام اعتزال مین پھنس رہے یا پھنسا چاہتے ہین۔ ان تمثیلات منصوصہ قرآنیہ سے واقف ہو کر ان کے دام سے رہائی پائین اور یہہ جان جائین کہ مطلق اطلاع غیب خاصہ انبیا نہین ہے خاص کر اطلاع بحفاظت و حراست انبیاء سے مخصوص ہے۔

حضرت موسی کی والدہ کو غیب پر مطلع کرنے کا حال قرآن مین یون

بیان فرمایا ہے۔ کہ ہمنے مادر موسیٰ کو یہہ الہام کیا (جب اسکو حضرت موسیٰ کے تولد ہونے پر

واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ (القصص ۱۶)

فرعون کے حکم قتل کا ڈر لگا) کہ تو اسکو دودہ پلا۔ پہر جب تجہہ (اسکی مارے جانیکا) ڈر لگے تو اسے (صندوق مین بند کرکے) دریا مین ڈالدے اور (اسکے ڈوب جانے یا فرعون کے ہاتہہ سے مارے جانیکا) خوف وغم نکر ہم اسکو تیرے پاس پہر لائینگے اور اسکو پیغمبر بنائینگے۔

اور حضرت **خضر علیہ السلام** کا حال اطلاع غیب قرآن مین یہہ بیان ہوا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتہہ کشتی مین سوار ہوئے تو اُنہوں نے کشتی کے تختے کو اوکہاڑ دیا۔ پہر ایک بیگناہ لڑکے کو مار ڈالا۔ پہر ایک قوم کی گرنے والی دیوار کو کہڑا کر دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان فعلون پر اعتراض کیا تو حضرت خضر نے اونکا سبب یون بتایا کہ وہ کشتی تو مسکینون کی تہی (جنکے ذریعہ سے) وہ دریا

اما السفینۃ فکانت لمسٰکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبہا وکان وراءھم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرھقہما طغیانا وکفرا فاردنا ان یبدلھما ربھما خیرا منہ زکوۃ واقرب رحما واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لھما وکان ابوھما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدھما ویستخرجا

مین کام کیا کرتے مین نے اسکو (اس لئے) عیب ناک کرنا چاہا (کہ) اُنکے پیچہے سے ایک (ظالم) بادشاہ آرہا تہا جو سب (اچہی) کشتیونکو بیگار مین پکڑ لیتا تہا وہ لڑکا (پیدایشی کافر تہا اور) اُسکے ماباپ مسلمان تہے۔ مجہے خوف لگا کہ وہ (بڑا ہوکر) انکو گمراہی و کفر مین ڈال دیگا۔ مین نے (اسکو قتل کر دیا) یہہ چاہا کہ خدا اُنکو اسکے بدلے اس سے بہتر ستہرا اور رحم والا فرزند عطا کرے۔ وہ دیوار

کنزھما رحمۃً من ربک وما فعلتہٗ عن امری ذالک تاویل مالم تسطع علیہ صبرًا - (الکہف ع ۱۰)

دو یتیم لڑکون کی تہی اور اسکے نیچے اُنکا خزانہ تہا اور انکا باپ نیک تہا خدا نے از راہ مہربانی (میرے اس فعل سے) یہہ چاہا کہ وہ دو تو جوان ہوکر اپنا خزانہ نکالین - یہہ جو کچہہ مینے کیا یا کہا اپنی راے یا اختیار سے نہین کیا یعنی یہہ خدا کا حکم اور الہام تہا -

ایسی ہی منصوص اور صریح ایک اَیسی نظیر مثال (حضرت مریم کو غیب کی اطلاع دی) قرآن مین موجود ہے جسکو شاہ صاحب نے اس مقام مین پیش نظر رکہکر ذکر نہین کیا - اوسکا ذکر بہی بمقابلہ اس نقلی استدلال* مخالفین کے کہ ہی مناسب ہے -

خداتعالے نے سورہ مریم مین فرمایا ہے نصیبے - کہ ہمنے مریم کی طرف اپنی روح الامین کو بہیجا وہ اوسکو پورے انسان کی صورت مین دکہائی دیا اوسنے کہا مین تجہہ سے خدا کی پناہ مین آئی اگر تجہے خدا کا ڈر ہے وہ بولا مین تو خدا ہی کا رسول ہون کہ تجہہ ایک ستہرا لڑکا دون وہ بولی مجہے لڑکا کیونکر ہوگا مجہے کسی بشر نے جائز طور پر ہاتہہ نہیں لگایا - اور نہ مین ناجائز فعل کرنے والی ہون اوسنے کہا ایسا ہی بلا مس بشر تولد فرزند ہوگا - تیرا رب کہتا ہے یہہ امر بلا مس بشر لڑکا دینا مجہے آسان ہے اور تا کہ مین اوسکو لوگون کے لئے ایک نشانی قدرت اور اپنی طرف سے رحمت بناؤن یہہ امر ہوا ہوا ہے -

فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لھا بشرًا سویًا قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلامًا زکیا قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذالک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہٗ ایۃ للناس ورحمۃً منا وکان امرًا مقضیا - (مریم ع ۲)

* گو سرگروہ فریق اول کے استدلال سابق کی مقابلہ مین پیش نہین کی جاسکتی کیونکہ اُسمین

اِن تمثیلات ثلثہ کو پڑھ یا سنکر مسلمان پیرو قران کو اسمین شک باقی نہین رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام اور والدہ موسیٰ علیہ السلام کو (جو بالاتفاق نبی نہ تہین) اور حضرت خضر علیہ السلام کو (جو باتفاق جمہور علماء اسلام نبی نہ تہے۔ اور انکے رسول نہ ہونے مین تو کلام ہی نہین۔) بعض غیب باتون کی اطلاع دی جس سے یقیناً وجزماً معلوم ہوگیا۔ کہ اس آیۃ متمسکہ مخالفین مین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی نفی ہرگز مراد نہین کسی خاص وجہہ (یا قسم کی) اطلاع غیب کی نفی مراد ہے۔ وہ وجہہ یا قسم وہ ہو جو شاہصاحب وغیرہ نے بیان کی ہے خواہ کوئی اور وجہہ (یا قسم) جسکو یہہ حضرات خود تجویز کرلین بہرحال مطلق اطلاق ہرگز مورد نفی نہین ہوسکتا۔

ان تمثیلات کی نسبت فریق دوم کا خیال و مقال

اُس کا بیان

یہہ تمثیلات منصوصہ قرآنیہ قطعیہ یقینیہ فریق دوم کے خواص اور بعض عوام پڑہتے یا سنتے ہین

اوسنے غیر نبی کی طرف وحی خداوندی (اطلاع غیب پر مشتمل کیون نہ ہو) جایز رکہی ہے لہذا اس تمثیل کا اسی نقلی استدلال مخالفین کے مقابلہ مین پیش کرنا مناسب ہے جسمین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی (بواسطہ فرشتہ ہو خواہ بلاواسطہ) نفی کی گئی ہے۔

٭ اس مین اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وجہ بیان کردہ شاہصاحب یا کسی اور صاحب کی صحت کا بالخصوصیتہ ہمکو دعوی نہین ہمارا مقصود صرف یہہ ہے کہ اس آیۃ مین مطلق اطلاع دینے کی نفی ہرگز مراد نہین۔ اس مطلق نفی کو چہوڑ کر اسکی مراد جو چاہو سو ٹہرالو۔ ہمکو اس سے اسمقام مین بحث نہین۔

تو باوجود ادعاء پیروی قرآن و ترک تقلید این وآن ناانصافی و سخن پروری سے ان تمثیلات کے جواب مین یہہ کہہ دیتے ہین کہ انہین غیرنبی کے لئے اطلاع غیبی پائی جاتی ہے تو یہہ پہلی امتون کے لئے ہے۔ اس امت محمدیہ کے اولیاء کہلانے والون کے لئے (جنکے الہامات سے ہمکو انکار ہے) ایسی اطلاع غیبی ان تمثیلات مین یا اور کہیں کہان پائی جاتی ہے۔ پہر اس امتہ کے اولیاء کو دعوی الہام غیبی کیونکر جایز ہے۔

انکے اس مقال کا مآل وماحصل یہہ ہے کہ ہمنے اپنے اوس انکار عام کو چہوڑا۔ اور یہہ مان لیا کہ مطلق اطلاع غیب خاصہ انبیا نہین۔ غیر نبی کو بعض صورتون سے اطلاع غیب دیجاتی ہے۔ مگر یہہ شرف و منصب پہلی ہی امتون کو حاصل تہا۔ یہہ امتہ (محمدیہ مرحومہ) اس شرف و فیض الہی سے محروم و بے نصیب ہے اس امتہ مین صحابہ سے لیکر اسوقت کے اولیاء تک کوئی اُس شرف و منصب (جو مادر موسیٰ یا حضرت مریم یا خضر علیہم السلام کو عطا ہوا تہا) لایق واہل نہین گذرا۔

ہرچند انکا یہہ خیال و مقال اس قابل نہ تہا کہ ہم اسکو نقل کرتے چہ جائیکہ اسکا جواب قلم مین لاتے کیونکہ اسمین پرلے سرے کی خفت اور اس امتہ مرحومہ کے اولیاء و اصفیا (صحابہ و تابعین وغیرہ ایمہ دین) کی اہانت پائی جاتی ہے مگر چونکہ انکا یہہ خیال و مقال پہلے سے عوام فریق اول مین شایع ہو کر صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلئے مجبوراً و اضطراراً اسکا جواب دیا جاتا ہے۔

بعد تسلیم اس امر کے کہ خدا تعالیٰ بعض وجوہ سے اطلاع غیب غیرنبی کو بہی دیتا ہے اور یہہ امر پہلی امتون مین بشہادت قرآن پایا گیا ہے۔ اس امتہ مرحومہ کے لئے اس شرف کے حصول پر ہمارے پاس کوئی خاص نص قرآن یا حدیث نہ بہی ہو تو ہمکو حصول اس شرف کے ثابت کرنے کے لئے ایک یہی آیتہ جسمین اس مرحومہ امتہ کو خیر ام...

كنتم خير امة اخرجت للناس

(آل عمران ع ۱۲)

عن بہز عن ابیہ عن جدہ انہ سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول فی قولہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس قال انتم تتمون سبعین امۃ انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ۔ ھذا حدیث حسن

(جامع ترمذی صفحہ ۴۷۹)

گیا ہے اور ایک وہ **حدیث** جو اس آیت کی تفسیر ہے اور اسمین یہ تصریح ہے کہ تم نے (امی امت محمدیہ) ستر امتون کو پورا کیا ہے اور تم ان سب سے اللہ کے نزدیک بہتر اور بہت باعزت ہو **کافی دلیل** ہے **ومع ہذا** بالفعل ہم ایک خاص **روایت حدیث** حصول اس شرف کے ثبوت مین پیش کرتے ہین منکرین مخالفین اس حدیث کا ثبوت اس مدعا کے لئے ناکافی ہونا ثابت کرینگے تو ہم اس قسم کی بیسیون روایات کُتب حدیث سے اور پیش کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ

المحب الطبری عن عمرو بن الحارث قال بینما عمر یخطب یوم الجمعۃ اذ ترک الخطبۃ ونادی یاساریۃ الجبل مرتین او ثلثا ثم اقبل علی خطبتہ فقال ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لمجنون ترک خطبتہ ونادی یاساریۃ الجبل فدخل علیہ عبدالرحمن بن عوف وکان ینبسط علیہ فقال یاامیر المومنین تجعل للناس علیک مقالا بینما انت فی خطبتک اذ نادیت یاساریۃ الجبل ھذا قال واللہ ما ملکت ذلک

مسجد نبوی مین منبر پر جمعہ کا خطبہ پڑہ رہے تہے کہ ناگاہ اثناء خطبہ مین آپ نے یہہ الفاظ فرمائے **"یاساریۃ الجبل"** یعنی اے ساریہ (یہہ ایک امیر لشکر ہے جسکو آپ نے سپہ سالار کرکے نہاوند[1] مین بہیجا تہا۔ اور وہ میدان جنگ مین بے موقعہ کہڑا ہوا تہا اور اُسکا یہہ بے موقعہ کہڑا ہونا خدا تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو غیب سے مشاہدہ کرا دیا تہا) پہاڑ کو پس پشت لے۔ لوگ آپ کے یہہ الفاظ سنکر متعجب و معترض ہوئے۔ تو بعد نماز حضرت عبدالرحمن بن عوف نے آپ سے

[1] نہاوند کوہستان جنوبی ہمدان مین ایک شہر کا نام ہے۔ قاموس

حين رايت سارية واصحابه يقاتلون
عند جبل ويؤتون من بين ايديهم
ومن خلفهم فلم املك ان قلت ياسارية
الجبل ليلحقوا بالجبل فلم تمض الايام حتى
جاء رسول سارية بكتابه ان القوم
لقونا يوم الجمعة فقاتلناهم من
حين صلينا الصبح الى ان حضرت الجمعة
وذر حاجب الشمس فسمعنا صوت مناد
ينادي الجبل مرتين فلحقنا بالجبل فلم
نزل قاهرين لعدونا حتى هزمهم
الله تعالى -

(ازالة الخفا حضرت
شاه ولي الله)

استفسار حال کیا۔ آپ نے فرمایا
مین نے ساریہ اور اسکے ساتھ والون کو ایک
پہاڑ کے پاس ایسے موقعہ پر کہڑے ہوئے
دیکہا کہ اون کے آگے پیچہے دونون
طرف سے دشمن آرہے تہے جسمین
اُنکی شکست کا خوف تہا تو مین یہہ بات
کہنے سے رک نہ سکا - پہر بہت دن نہ گذرے تہے
کہ ساریہ کا قاصد اوسکا خط لیکر پہنچا جسمین
یہہ لکہا تہا کہ صبح سے جمعہ کے وقت تک
ہمارا دشمن سے مقابلہ رہا (اور میدان ہاتہہ
نہ آتا تہا) کہ ناگاہ ہمنے دو دفعہ یہہ پکار سنی
کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے
پس ہمنے پہاڑ کو پس پشت لیکر دشمن
کا یکسو ہو کر مقابلہ کیا تو خدا نے دشمن کو بہگا دیا۔

اس حدیث کو امام بیہقی و حافظ ابی نعیم نے دلائل النبوت مین لالکائی
نے شرح السنت مین دیر عاقولی نے اپنے فوائد مین ابن الاعرابی
نے کرامات الاولیاء مین خطیب
بغدادی نے رواۃ مالک مین
محب طبری وابن مردویہ
ابو یعلے وغیرہ نے اپنی اپنی [illegible]
مین روایت کیا ہے - اور انکے [illegible] مین

اخرج البيهقي وابو نعيم في دلائل النبوة
واللالكائي في شرح السنة والديرعاقولي
في فوائده وابن الاعرابي في كرامات الاولياء
والخطيب في رواة مالك عن نافع عن
ابن عمر قال وجه عمر جيشا وامر عليهم

رجلاً یدعی ساریۃ فبینما عمر یخطب جعل ینادی یا ساریۃ الجبل ثلثاً الحدیث قال ابن حجر فی الاصابۃ اسناد قصۃ ساریۃ حسن۔
(تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۲)

و متکلمین (متقدمین و متاخرین) نے طبقۃ بعد طبقۃ اپنی تصانیف مین (جیسے صاحب مشکوۃ نے مشکوۃ مین حافظ ابن حجر نے اصابہ مین امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین علامہ تفتازانی نے شرح عقاید مین) نقل کر کے اس سے استشہاد اور اسپر اعتماد کیا ہے۔ اور حافظ امام ابن حجر نے اصابہ مین اسکی اسناد کو حسن کہا ہے۔ چنانچہ امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ان سے نقل فرمایا ہے۔

اس حدیث مین ایک تو حضرت عمر فاروق کو خدا تعالی کا غیب پر اطلاع دینا پایا جاتا ہے جنہون نے اتنی دور سے صف جنگ کا معاینہ کر لیا۔ دوسرے حضرت ساریہ اور انکے ساتھہ والون کو جنہون نے اتنی غیبوبت سے حضرت عمر فاروق کی آواز کو سن لیا۔

اب اس سے بڑھکر اس امتہ مرحومہ کے لئے حصول اس شرف پر شہادت دلیل اور کیسی بکار ہے اور اس دلیل کے ثبوت و دلالت مین کسیکو کب جاء انکار ہے اب تو فریق اول کا اپنے خیال سے دست بردار ہونا ہی شرط انصاف و علامت اتباع قرآن و حدیث ہے مگر افسوس فریق اوّل کے بعض ناانصاف اس حدیث کو ٹپکر یا سنکر بہی اپنے خیال سے دست بردار نہین ہوتے اور اس حدیث کی صحت یا دلالت مین کچہہ نہ کچہہ (اپنے خواہ نہ بنے) کہہ بیٹھتے ہین۔

+ اس کے ثبوت مین تو وہ یہہ کلام کرتے ہین کہ یہہ حدیث ضعیف ہے"

+ دعوے ہمنے اس فریق کے خواص سے نہین سنا۔ اور ان کے رسالہ ابطال الہام

اور دلالت مین یہہ کلام کہ اس مین صرف صحابہ کی اطلاع غیب کا ثبوت پایا جاتا ہے غیر صحابہ (پچھلے اولیاء) کے الہامات و اطلاع مغیبات کا اس مین کہان ثبوت ہے۔

انکے اس کلام (دوم) کا ماحصل یہہ ہے کہ ہمنے صحابہ کی اطلاع غیبی کو بہی مانا۔ اور اس سے انکار کو بہی چہوڑ دیا اب ہمکو صرف ان سے پچہلے اولیاء کے الہامات و اطلاع مغیبات سے انکار ہے اور اسیکا ثبوت بکار۔

انکے **دعوی ضعف** حدیث کا **جواب** تو ہمارے بیان سابق مین آچکا ہے کہ یہہ حدیث حسن ہے ضعیف نہین ہے اور شاید یہہ حضرات بہی (اگر انمین کچہہ سمجہہ وانصاف ہے) اس جواب کو دیکہکر پہر اس ضعف کا نام نلین۔

اور **دعوی خصوصیت صحابہ کا جواب** مولف براہین احمدیہ نے خود اپنی کتاب کے حصہ چہارم مین بصفحہ ۵۴۵ دیدیا ہے جسکا ماحصل ✱ یہہ ہے کہ صحابہ سے پچہلے

مین دیکہا صرف اون کے عوام کی زبان پر ہے۔ عرصہ تخمیناً پندرہ سال کا ہوا ہے کہ ہمنے اپنی وعظ مین اس حدیث کو ثبوت کرامات اولیاء اللہ مین پیش کیا تہا تو ایک نو مسلم نے (جو ہمارے گروہ فریق اول کا دست گرفتہ ہے) یہہ کہدیا تہا کہ یہہ حدیث ضعیف ہے اندنون بہی ایک نو مسلم نے (کہ وہ بہی ان حضرت کا مقلد و گرویدہ ہے) یہہ دعوی کیا ہے۔ ہر چند یہہ دعاوی بڑے حضرت کی تعلیمات و افادات سے ہین ورنہ وہ بیچارہ عوام کیا جانین مگر جب تک حضرت اعلی برملا خود یہہ دعوی زبان پر یا قلم پر نلاوین اور اسکی ثبوت مین کسی محدث امام جرح و تعدیل کا قول پیش نکرین ہم اس دعوی کی طرف زیادہ التفات نہین کرتے اور عامیون سے خطاب مناسب نہین سمجہتے۔ حضرت اعلی خود مدعی ضعف حدیث مین تو مرد میدان نہین پہر ہے اسکا جواب سنین بیچارہ نو مسلم جاہلون کے کانون مین ایسی باتین پہونک دینا اور اُنپر دین کو مشتبہ کرنا مردانگی کی بات نہین ہے۔

✱ اصل کلام مولف یہہ ہے ثبوت کے عہد مین مصلحت ربانی کا تقاضا یہی تہا کہ جو غیر نبی ہو اُسکے

پچھلے اولیاء اللہ کے اس قسم کے الہامات کا ثبوت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب فتوح الغیب اور شیخ مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی جلد دوم مین موجود ہے ان کتابون کو ملاحظہ کرو تو معلوم ہو کہ یہہ شرف (الہام غیبی) صحابہ کے بعد بھی اولیاء امت محمدیہ کو بطور وراثت عطا ہوتا چلا آیا ہے -

---

الہامات نبی کے وحی کی طرح قلمبند نہ ہون تا غیر نبی کا نبی کے کلام سے تداخل واقعہ نہ ہو جائے لیکن اُس زمانہ کے بعد جسقدر اولیاء اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہین اُن سب کے الہامات مشہور متعارف ہین کہ جو ہر یک عصر مین قلمبند ہوتے چلے آئے ہین اسکی تصدیق کے لئے شیخ عبد القادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابین دیکھنی چاہئین کہ کس کثرت سے اونکے الہامات پائے جاتے ہین بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مین جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اُسمین صاف لکھتے ہین کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے اور انبیاء کے مرتبہ سے اوسکا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے ایسا ہی شیخ عبد القادر صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات مین اسکی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات و مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اس قسم کے بیانات اُن کے کلمات مین بہت سے پائے جاوینگے اور امت محمدیہ مین محدثیت کا منصب اسقدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بیخبر کا کام ہے اس اُمت مین آجتک ہزارہا اولیاء اللہ صاحب کمال گذرے ہین جنکی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیون کی طرح ثابت اور متحقق ہو چکی ہین اور جو شخص تفتیش کرے اسکو معلوم ہوگا کہ حضرت احدیت نے جیسا کہ اس امت کا خیر الامم نام رکھا ہے ایسا ہی اس امت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بھی بخشے ہین جو کسی طرح چھپ نہین سکتے اور اُن سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے " براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۶

اور ظاہر ہے کہ صحابہ سے پچھلے اکابر کے حالات کے لئے اسی قسم کا ثبوت کافی ہے یہہ ضروری نہین ہے کہ پچھلے اکابر کے حالات و واقعات کو بھی قرآن وحدیث ہی سے نکالے

اور اگر یہہ حضرات دایرہ ثبوت و دلایل کو تنگ کرین۔ اور پچھلے اولیاء کے حالات کا ثبوت قرآن وحدیث ہی سے طلب کرین اور یہہ کہین کہ کس آیۃ یا حدیث مین آیا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی و مجدد الف ثانی کو فلان فلان الہام غیبی ہوا ہے تو مین نہین جانتا کہ کوئی عاقل (ہندو ہو خواہ مسلمان یہودی ہو خواہ نصرانی برہمو ہو خواہ آریہ) انکے اس سوال کو مستحق جواب قرار دے۔ لہذا مناسب ہے کہ یہہ حضرات ایسا سوال کرنے سے شرماوین اور اہل اسلام پر اقوام غیر کو نہ ہنساوین۔

اس بحث سے ثابت ہوا کہ تمثیلات ثلثہ قرآنیہ جنمین غیر نبی کا بعض مغیبات پر خدا تعالی کی طرف سے مطلع ہونا پایا جاتا ہی بلا مزاحمت ثابت ہین۔ اور ان تمثیلات کے نسبت فریق اول کا یہہ خیال کہ وہ پہلی امتون سے مخصوص ہین یا یہہ عذر کہ اس امۃ محمدیہ یا خاص کر صحابہ سے پچھلے اولیاء کی اطلاع غیب پر اسلام مین کوئی شہادت پائی نہین جاتی صحیح نہین۔ اور ان تمثیلات اور انکی نظایر سے جو امۃ محمدیہ مین پائی جاتی ہین یقیناً و قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ متمسکہ فریق اول مین غیر رسول کے لئے اطلاع غیب کی نفی مطلقاً ہرگز مراد نہین اور استدلال نقلی فریق اول اس آیۃ سے بتقلید جار اللہ زمخشری معتزلی باطل ہے۔

استدلال عقلی (عوام فریق اول) بھی معتزلہ ہی کا استدلال ہی جو انہون نے عموماً (الہام وغیرہ) کرامات اولیاء کی نفی مین پیش کیا ہے اور وہ کتب کلامیہ (شرح مواقف شرح عقاید۔ شرح فقہ اکبر۔ تمہید سالمی وغیرہ) مین منقول ہی۔ اور اسکا جواب بھی ان کتب مین موجود ہے۔ ہم اس مقام مین

ان کتابوں کی اصل عبارات معہ حاصل مطالب جو اس استدلال کے علاوہ فریق اول کو اور وساوس وخیالات کے جواب پر بہی مشتمل ہیں نقل کرتے ہیں۔

شرح مواقف مین لکہاہی مقصد نہم اس بیان مین ہے کہ کرامات اولیاء

المقصد التاسع فی کرامات الاولیاء وانہا جائزة واقعة۔ اما جوازہا علی اصولنا فھو ان وجود الممکنات مستند الی قدرتہ الشاملة ولا یجب غرض فی افعالہ ولا شک ان الکرامة امر ممکن اذ لیس یلزم من فرض وقوعہا محال واما وقوعہا فلقصة مریم حیث حبلت بلا ذکر ووجد الرزق عندھا بلا سبب وتساقط علیہا الرطب من النخلة الیابسة وجعل ہذہ الامور معجزة لزکریا او ارہاصا النبوة عیسی صلوة اللہ علیہما مما لا یقدم علیہ منصف وقصة آصف وقصة اصحاب الکہف وشی منہا لم یکن معجزا لفقد شرطہ ومن انکر الکرامة احتج بانہا لا تتمیز عن المعجزة فلا تکون المعجزة دالة علی النبوة وینسد باب اثباتہا والجواب انہا تتمیز بالتحدی مع ادعاء النبوة فی المعجزة وعدمہ فیہا

(جنمین الہام غیبی بہی داخل ہے) جایز (ممکن) اور واقع ہین۔ اسکا جواز تو ہمارے (اہلسنت کے) ان اصول سے ثابت ہے کہ جو امر ممکن ہو خدا اسپر قادر ہے اور خدا کے کسی فعل مین اسکی ذاتی غرض ضروری نہین اور یہہ ظاہر ہے کہ کرامت امر ممکن ہے کیونکہ اسکا وقوع فرض کرنے سے کوئی محال لازم نہین آتا ہی اور اسکا وقوع حضرت مریم علیہا السلام کے ان حالات سے کہ وہ بغیر مرد کے حاملہ ہوگئی اور اُسکے پاس رزق غیبی پہنچا اور خشک درخت خرما سے اُسپر کہجورین گرائی گئین ثابت ہے۔ ان امور کو حضرت زکریا کا معجزہ یا نبوت عیسی علیہ السلام کے لئے انتظار (یا پیشگی معجزہ) قرار دینا ایسا امر ہے کہ کوئی منصف اسپر متوجہ نہین ہو سکتا۔ اور قصہ آصف اور قصہ اصحاب کہف سے بہی انکا وقوع ثابت ہے۔ ان امور سے معجزہ کوئی نہ تہا۔ کیونکہ معجزہ کی شرط

* سرگروہ فریق اول کے بعض دست گرفتہ لوگون سے ہمنے یہی سنا ہی یہ لوگ اسکے جواب کو جو اس مقام مین اور صفحہ (۲۱۶) سے بغور پڑہین۔

التحدی مع ذالک الادعاء فی الکرامۃ
(شرح مواقف ص...)

(جسکا ذکر عنقریب آتا ہے) اسمین پائی نہین گئی - جو لوگ کرامات کے منکر ہین وہ یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ کرامتہ معجزہ کی مثل واقع ہو تو اُسمین اور معجزہ مین فرق نہین ہو سکتا اس صورت مین معجزہ دلیل نبوّت نہین رہتا اور اثبات نبوت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ معجزہ اور کرامتہ مین فرق یہہ ہے کہ معجزہ مین دعوی نبوت کے ساتھہ مقابلہ کا مطالبہ ہوتا ہے اور یہہ امر کرامت مین نہین ہوتا یعنی اسمین ولی اپنی نبوت کا دعوی کر کے بالمقابلہ کرامتہ نہین دکہاتا اور نہ اُسکا معارضہ چاہتا ہے -

اور **شرح عقاید نسفی** مین ان تمثیلات وقوع کرامتہ کے علاوہ بعض اولیاء اللہ کا پانی پر چلنا اور ہوا مین اُڑنا اور بعض اولیاء سے حیوانات اور جمادات کا کلام کرنا اور حضرت عُمر فاروق کا صف جنگ ساریہ کو غیب سے مشاہدہ کرنا اور حضرت خالد کا زہر کہانے سے ضرر نہ پانا اور حضرت فاروق کے فرمان سے دریاء نیل کا جاری ہونا وغیرہ نقل کر کے اُنکی مقابلہ مین اس استدلال معتزلہ کو نقل کیا اور اسکا جواب یہہ دیا ہے کہ ولی کے ہاتہہ پہ کرامت کا ظاہر ہونا اسکے پیشوا نبی کا معجزہ ہے اُسی کرامتہ سے اسکا ولی ہونا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ولی وہی شخص ہے جو نبی کی اطاعت کا اقرار کرے اور اگر یہہ ولی خود اپنی نبوت کا دعوی کرے تو یہہ ولی ہو ہی نہین سکتا اور نہ اُس کے ہاتہہ پہ کرامت ظاہر ہو سکتی ہے -

حاصل یہہ کہ امر خلاف عادت جو ہو وہ نبی کا معجزہ ہے خواہ اس سے صادر ہو

لما استدلت المعتزلۃ المنکرۃ لکرامتہ الاولیاء بانہ لو جاز ظهور خوارق العادات من الاولیاء لاشتبہ بالمعجزۃ ولم یتمیز النبی من غیر النبی اشار الی الجواب ویکون ذلک الظهور ای ظهور الخوارق من الولی الذی هو من احاد الامتہ معجزۃ للرسول الذی ظهرت هذہ الکرامتہ لواحد من امتہ لانہ یظهر بها انہ ولی لن یکون

(شرح عقاید نسفی)

محققًا فی دیانتہ و دیانتہ الاقرار بالقلب واللسان برسالتہ رسولہ مع الطاعتہ لہ فی اوامرہ ونواھیہ حتی لو ادعی ھذا الولی الاستقلال بنفسہ و عدم المتابعتہ لہ لم یکن ولیًا ولم یظھر ذلک علی یدہ۔ والحاصل ان الخارق للعادۃ ھو بالنسبتہ الی النبی معجزۃ سواء ظھر من قبلہ او من قبل احاد امتہ۔ وبالنسبتہ الی امتہ کرامتہ لخلوہ عن دعوی نبوۃ من ظھر ذلک من قبلہ

(شرح عقاید)

خواہ اُسکی امت سے اور وہی امر امتہ کی نسبت کرامتہ ہے معجزہ اسلئے نہیں کہ جس سے وہ سرزد ہوتا ہے اُس کیطرف سے اپنی نبوت کا دعوی پایا نہین جاتا۔

اسکے بعد شرح عقاید مین معجزہ اور کرامتہ مین وجوہ فرق بیان کی ہین ہمنے بنظر اختصار اور نیز اس خیال سے کہ بعض وجوہ فرق کا بیان اور کتب خصوصًا شرح فقہ اکبر کی عبارات مین اچھے طور پر ہوا ہے۔ پوری عبارت شرح عقاید کو نقل نہین کیا۔

یہی جواب تمہید ابو شکور سالمی مین معتزلہ کی اس استدلال کا دیا ہے

والذی یدل علی صحتہ ھذا ھو ان الکرامتہ لو لا یجوز اثباتھا للاولیاء فلا یجوز اثباتھا للانبیاء لان النبی قبل الوحی وقبل ظھور النبوۃ یکون ولیاء عند الناس وان کان نبیًا عند اللہ ویجب اثبات الکرامتہ لہ قبل ظھور نبوتہ کما کان لنبینا علیہ السلام وکان لابراھیم وموسی وعیسی وغیرہم من الانبیاء علیھم السلام فقبل الوحی والنبوۃ یسمی عند الناس ولیًا فلو لا یجوز

پھر اسکے معارضہ و مقابلہ مین مذہب اہلسنت پر یہہ استدلال قایم کیا ہے کہ اگر اولیا کے لئے اثبات کرامتہ جایز نہ ہو تو نبی کے لئے بہی کرامات کا اثبات جایز نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی دعوی نبوت سے پہلے لوگون مین ولی ہی کہلاتا ہے اور قبل نبوت اسکی کرامات کا ظاہر ہونا ممکن ہے چنانچہ آنحضرت و حضرت ابراہیم و حضرت موسی وغیرہ سے کرامات ظاہر ہوئی ہین۔ پس اگر ولی کے لئے اثبات کرامات جایز

اثبات الکرامۃ للولی فلا یجوز اثباتہ للنبی قبل الوحی فلیکن فیہ نفی الکرامۃ عن النبی صلعم وھو محال - الی ان قال قبل الدعوی لا یجب الفرق بین النبی والولی عند الناس ولا یجب الایمان قبل الدعوی واذا ادعی فلا تبقی شبہتہ فلا یلزم

(تمہید سالمی)

نہو تو قبل از وحی نبی کے لئے بھی جایز نہ ہوگا - اسمیں آنحضرت کی کرامات کا قبل از وحی سرزد نہ ہونا لازم آتا ہے جو محال ہے یہہ کہکر فرمایا ہے کہ قبل دعوی نبوت نبی اور ولی مین فرق ضروری نہیں اور نہ نبی پر قبل دعوی نبوت ایمان لانا واجب ہے اور جب دعوی نبوت ہوگا تو اس سے خود شبہ جاتا رہیگا - پس کرامت کا معجزہ مین شبہ ڈالنا ثابت نہ ہوا -

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین تمثیلات منقولہ سابق نقل کر کے کہا ہے

ثم ظاہر کلام الامام الاعظم فی ہذا المقام موافق لما علیہ جمہور العلماء الاعلام من ان کل ما جاز ان تکون کرامۃ لولی لا فارق بینہما الا التحدی خلافا للقشیری ومن تبعہ کابن السبکی حیث قال الا نحو ولد دون والد وقلب جماد بہیمۃ فلا تکون کرامۃ ھذا - والکتاب والسنۃ ینطق بظہور الکرامۃ من مریم وصاحب سلیمان - واما ما قیل من ان الاول ارھاص لنبوۃ عیسی علیہ السلام او معجزۃ لزکریا والثانی معجزہ لسلیمان علیہ السلام فمدفوع بان الاسند عی

کہ ظاہر کلام امام اعظم رح اس مقام (فقہ اکبر) مین جمہور علماء کے موافق ہے کہ جو امر خارق عادت بطور معجزہ نبی کے لئے جایز ہے وہ بطور کرامت ولی کے لئے جایز ہے - معجزہ اور کرامت مین بجز تحدی کوئی فرق نہین ہے - اسمین امام قشیری اور اُسکے متبع ابن السبکی کو اختلاف ہے وہ کہتے ہین اس قسم کی کرامۃ کہ "بدون باپ بیٹا تولد ہو یا پتھر کا جانور بن جائے" ولی سے سرزد نہین ہو سکتی اس قسم کے سوا اور کرامات کا سرزد ہونا جایز ہے اور قرآن وحدیث ظہور کرامات اولیاء حضرت مریم

معجزہ النبی جاز ان تکون لہ

الاجواز الخوارق لبعض الصالحین
غیر مقرون بدعوی النبوة ولا یضرنا
تسمیته ارهاصًا او معجزة لنبی هو من امته
سابقًا او لاحقًا وسیاق القصة والا لما
سأل عن الکیفیة والحاصل ان الامر
الخارق للعادة فهو بالنسبة الی النبی
معجزة سواء ظهر من قبله او من قبل امته
لدلالته علی صدق نبوته ورسالته فبهذا
الاعتبار جعل معجزة له والا فحقیقة المعجزة
ان تکون مقارنة للتحدی علی ید المدعی
وبالنسبة الی الولی کرامة الرازی ذکر
خوارق اعداء الله (فرعون ودجال)
وقال انما قضاء حاجات لا کرامات
ثم قال واعلم ان ظهور خوارق العادة
بطریق الموافقة علی ید المتأله جائز دون
المتنبی لان ظهورها علی ید المتنبی
یوجب انسداد باب معرفة النبی واما
ظهورها علی ید المتأله لا یوجب انسداد
باب معرفة الله لان کل عاقل یعرف
ان المدعی المشتمل علی دلالات الحدوث
وسمات القصور لا یکون الهًا وان

اور آصف سے صاف ناطق ہین۔ ان کرامات
کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ پہلے (کرامت
حضرت مریم) حضرت عیسی علیہ السلام
کی نبوت کا پیشگی معجزہ تہا یا حضرت زکریا
علیہ السلام کا معجزہ۔ اور دوسری کرامت
(آصف) حضرت سلیمان کا معجزہ تہا۔ اسکا
جواب† یہہ ہے کہ ہمکو تو صرف یہہ دعوی ہے
کہ امر خارق عادت جسکے ساتہہ دعوی نبوت
نہو نبی کے سوا اور صالحین سے سرزد
ہونا جایز و ممکن ہے اسکو کوئی ارہاص یا
معجزہ اُس نبی کا جسکی امتہ سے وہ سرزد
ہوا ہے (نبی پہلا ہو خواہ پچہلا) کہے
تو ہمارے دعوی کو اس سے کچہہ نقصان
نہین پہنچتا۔ اور قصہ کی روانگی (بیان)
سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ظہور خوارق
مریم یا آصف کسیکی نبوت کا دعوی نہین
کیا گیا۔ بلکہ حضرت زکریا کو تو خوارق حضرت
مریم کا علم بہی نہین تہا ورنہ آپ اسکی کیفیت
نہ پوچہتے۔ حاصل یہہ کہ امر خلاف عادت
نبی کے حقمین معجزہ ہے اُس سے ظاہر
ہو خواہ اُسکی امتہ سے۔ کیونکہ وہ نبوت

† دیکہو نوٹ صفحہ ۲۱۲۔

نبی کی صداقت پر شہادت دیتا ہے اسی لحاظ | رہائی مند الف خارق للعادۃ - (شرح فقہ اکبر)
سے اسکو معجزہ کہا گیا ہے ورنہ حقیقت مین تو معجزہ وہ ہوتا ہے جسکے ساتھ دعوی نبوّت
اور تحدی (طلب معارضہ) مقرون ہو - اور یہی امر خلاف عادت ولی کے حق مین کرامت ہے
اسکے بعد ملا علی قاری نے امور خلاف عادت اعداء دین (فرعون و دجّال وغیرہ) کو ذکر کیا اور
انمین اور معجزات انبیا مین یہہ فرق بتایا کہ خوارق اعداء دین کو کرامۃ نہین کہا جاتا - ان لوگون
کی حاجت روائی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے - جس سے مقصود ان لوگون کی نہایت
دعقوبت ہے پھر فرمایا کہ یہہ جان رکھو کہ اعداء دین سے جو مدعی الوہیت ہو اسکے ہاتھہ سے
ایسے خوارق عادت کا ظاہر ہونا جایز ہے نہ اُس شخص کے ہاتھہ سے جو خود بخود نبی بن بیٹھے
یہہ اسلئے کہ ناحق مدعی نبوت کے ہاتھہ پر ایسے امور ظاہر ہون تو سچے نبی کی نبوت
کے پہچان کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اُسمین اور جھوٹے نبی کے امر خارق عادت
مین فرق معلوم نہین ہوتا - اور مدعی الوہیت سے امر خارق عادت ظاہر ہو تو خدا
تعالے کی الوہیت کی پہچان کا دروازہ بند نہین ہوتا - کیونکہ جھوٹے مدعی الوہیت کا جھوٹ
اسکے حال سے کہ وہ حادث و پیدا ہے اور اسمین علامات نقصان و عجز (کہانا پینا جگہ کا محتاج
ہونا وغیرہ) پائے جاتے ہین ظاہر ہو جاتا ہے خواہ اس سے ہزار امر خارق مشاہدہ
مین آوین -

ان تقریرات و عبارات مین عقلی استدلال فریق اول کا جواب مع زواید و فواید ادا ہوا
اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ ولی کا الہام غیبی یا اسکی اور کرامات وہی الہام انبیاء اور ان کے
اور معجزات مین شبہ انداز نہین ہین - بلکہ اور موید اور منکرون کے لئے تازہ شواہد و
نظایر ہین - خصوصاً ایسے شخص کے الہامات و کرامات جو اُن کو اپنے نبی کی نبوت کی
تایید و شہادت مین پیش کرے اور منکرین الہام نبی کو اُسکے نظایر دکھائے اور بصد بیان
یہہ کہے کہ یہہ سب برکات میرے نبی افضل الرسل کی متبع اور خادم ہونیکا صدقہ ہے

اور اسی کے کرامات و معجزات چنانچہ مولف براہین احمدیہ* سے واقع ہوا ہے۔
مقالات و استدلالات فریق اول کا جواب تمام ہوا۔ اب فریق دوم (لودھیانہ کے مکفرین) کا جواب و خطاب شروع ہوتا ہے۔

جواب استدلال (وجہ انکار) فریق دوم

فریق دوم کی استدلال کا ماحصل یہ ہے کہ مولف براہین احمدیہ نے اپنے آپ کو بہت سی آیات قرآن کا (جو حضرت محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) و آدم و عیسیٰ و ابراہیم علیہم السلام کے خطاب میں وارد ہیں اور از انجملہ گیارہ آیات بذیل وجہ انکار فریق دوم بصفحہ ۱۷۲ منقول ہو چکی ہیں) مخاطب و مورد نزول ٹھہرایا ہے۔ اور ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں (جیسے وجوب اتباع۔ نزول قرآن۔ وحی رسالت فتح مکہ حوض کوثر۔ زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا وغیرہ) محل قرار دیا ہے۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مولف براہین احمدیہ کو در پردہ نبوت کا دعوی ہے

اسکے جواب دو ہیں۔ اول یہہ کہ **مولف** براہین احمدیہ نے ہرگز یہہ دعوی نہیں کیا کہ قرآن میں ان آیات کا مورد نزول و مخاطب میں ہوں اور جو کچھہ قرآن یا پہلی کتابوں میں **محمد رسول اللہ صلعم و عیسی و ابراھیم و آدم علیہم السلام** کے خطاب میں خدا نے فرمایا ہے اس سے میرا خطاب مراد ہے اور نہ یہہ دعوی کیا ہے کہ جو خصوصیات و کمالات اُن انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ مجھہ میں پائی جاتی ہیں۔ **کلا واللہ ثم باللہ ثم تاللہ** اس کتاب میں یا خارجاً مولف نے یہہ دعاوی نہیں کئے۔ اور ان کو کامل یقین

---

* اسکی کتاب کا صفحہ ۲۴۳ و ح ۴۸۸ و ص ۴۹۹ و ص ۵۲۱ و ص ۵۵۸ وغیرہ کو ملاحظہ میں لاؤ اور قیامت کو حساب کو ایمان کو قرآن کو پیش چشم رکھہ کر خلاف واقع سوء ظن سے باز آؤ۔

اور صاف اقرار ہے کہ قرآن اور پہلی کتابون مین ان آیات مین مخاطب و مراد وھی انبیا ہین جنکی طرف انہین خطاب ہے اور ان کمالات کے محل وھی حضرات ہین جنکو خدا تعالے نے ان کمال کا محل ٹھرایا ہے۔

اپنے اوپر اون آیات کے الہام یا نزول کے دعوی سے ان کی مراد (جسکو وہ صریح الفاظ سے خود ظاہر کرچکے ہین ہم اپنی طرف سے اختراع نہین کرتے) یہہ ہے کہ جن الفاظ یا آیات سے خدا تعالے نے قرآن یا پہلی کتابون مین انبیا علیہم السلام کو مخاطب فرمایا ہے ان ہی الفاظ (یا آیات) سے دوبارہ مجھے بھی شرف خطاب بخشتا ہے پر میرے خطاب مین ان الفاظ سے اور معانی مراد رکھے ہین جو معانی مقصود قرآن اور پہلی کتابون سے کچھہ مغایرت اور کسیقدر مناسبت رکھتے ہین اور وہ معانی ان معانی کے اظلال و آثار ہین۔

تمثیلات

آیۃ نمبر ۱ (منجملہ آیات پیش کردہ فریق ثانی) کے معنی قرآن مین وہ یہی سمجھتے ہین کہ یہہ آیۃ آنحضرت کے خطاب مین ہے اور اسمین آنحضرت کا اتباع امت پر واجب کیا گیا ہے۔ اور جب ان ہی الفاظ سے خدا نے انکو ملہم و مخاطب کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن مین) وہ اپنے آپ کو مخاطب سمجھتے ہین اور اپنے اتباع سے اتباع* آنحضرت صلعم مراد قرار دیتے ہین چنانچہ بصفحہ ۲۴۰ کتاب اُن الفاظ ملہمہ کا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو یعنے اتباع رسول مقبول کرو۔ تا خدا تم سے بھی محبت کرے۔

---

* یہی اتباع محمدی وہ اپنے اتباع سے اس اشتہار کے (جسکی بیس ہزار کاپی چھپواکر

اور آیتہ نمبر ۲ کے قرآن مین تو وہ یہہ معنی سمجھتے ہین کہ اسمین قرآن مجید کی نسبت مشرکین کی قول کی حکایت ہے کہ وہ دو بستیون (مکہ اور طایف) مین سے کسی سردار آدمی پر کیون نہ اُترا اور جب ہی ان الفاظ سے خدانے اونکو ملہم ومخاطب فرمایا تو (انھین نہ قرآن مین) امر منزل سے وہ اپنے الہام کو مراد خداوندی سمجھتے ہین (یہی وجہ ہے کہ انکے الفاظ مین لفظ منزل کے بعد لفظ قرآن واقع نہین ہوا جیسا کہ قرآن کی آیتہ مین ہے اور اسکے مطابق آیات پیش کردہ فریق ثانی کے ضمن مین نقل ہوا) اور دو شہرون سے کوئی اور دو شہر (مثلاً لدہانہ اور امرتسر) اور سردار آدمی سے کوئی مولوی فاضل (جیسے سرگروہ فریق اول وثانی) مراد قرار دیتے ہین چنانچہ بصفحہ ۵۰۴ ان الفاظ ملہمہ کا ترجمہ ان لفظون سے کرتے ہین" اور کہینگے کہ کیون نہین یہہ (انکا الہام) اُترا کسی عالم وفاضل پر اور شہرون مین سے الخ۔

اور آیتہ نمبر ۵ کے قرآن مین تو وہ یہی معنی سمجھتے ہین کہ وہ آنحضرت کے خطاب مین نازل ہوی ہی اور اسمین آپ سے پہلے رسولون کا حال بیان ہوا ہے۔ اور جسمین آپ کی رسالت کی طرف بہی اشارہ ہے۔ (باقی آیندہ)

ہندوانگلنڈ مین انہون نے شایع کرنی چاہی ہے) ۸ اسطر مین مراد رکھتے ہین۔ جو لوگ مولف کی اصل کتاب کو نہین دیکھتے وہ اس اشتہار کے اس جملہ کہ "اُسکے (یعنی مولف کے) قدم پر چلنا موجب نجات وسعادت وبرکت اور اسکے برخلاف چلنا موجب بُعد وحرمان ہے" سے یہی مولف کا دعوی نبوت نکالتے ہین، اور یہہ خیال نہین کرتے کہ مولف کس چال مین اپنی پیروی کو موجب نجات اور اسکے خلاف کو موجب بُعد کہتا ہے وہی آنحضرت کی چال جسپر چلنے کا مولف کو دعوی ہے یا اسکی اپنی ذاتی خیالی چال۔ معترضین اصل کتاب نہ سہی اسی اشتہار کے اس فقرہ سے پہلے ۲

۲ سطر ۱۲ کی ان الفاظ کو کہ مولف کو محض ببرکت متابعت حضرت خیر البشر وافضل الرسل ۲

بقیہ ریویو براہین احمدیہ

مذہبی نکتہ چینی کی جواب کا بقیہ

(جسمین فریق دوم یعنی لدھیانہ کی مکفرین کا جواب ہے)

اور جب انہی الفاظ سے (یعنی الفاظ آیت نمبر ۵ سے جو بہ صفحہ ۱۷۲ نمبر ۶ رسالہ منقول ہوئے) خدائے تعالیٰ نے انکو مخاطب و ملہم کیا تو اِن الفاظ مین (نہ قرآن کی آیت مین) وہ اپنا اور پہلے ولیون کا بیان حال مراد خداوندی سمجھتے ہین چنانچہ صفحہ ۵۰۴ مین کتاب کے اِن الفاظ کا ترجمہ اِن الفاظ سے فرماتے ہین "ہمین اپنی ذات کی قسم ہے ہمنے تجھسی پہلے بھی اُمت محمدیہ مین کیسے کامل اولیا بھیجے ہین"

اور آیت **نمبر ۶** (منجملہ آیات منقولہ صفحہ ۱۷۲) کے قرآن مین تو وہی معنی سمجھتے ہین کہ اسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخاطب ہین۔ اور اِسمین وحی سے آپ کی وحی رسالت **مراد** ہے اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالیٰ نے اِنکو مخاطب فرمایا تو اِن الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ اپنے آپکو مخاطب و مراد خداوندی سمجھتے ہین اور **وحی** سے **الہام عام** جو غیر نبی کو بھی ہوتا ہے اور اِسپر اطلاق لفظ وحی متعدد آیات مندرجہ حاشیہ وغیرہ مین پایا جاتا ہے۔

واوحینا الی ام موسیٰ (القصص ع۱)
واذا اوحیت الی الحواریین (مائدہ ع۱۵)

اور آیت **نمبر ۷** کا مخاطب تو وہ آنحضرت کو سمجھتے ہین اور اِس **فتح** سے جو اُس آیت مین مذکور ہے فتح مکہ مراد خداوندی جانتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالیٰ نے انکو مخاطب فرمایا تو اِن الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ فتح سے براہین و دلائل ہے فتح مراد خداوندی قرار دیتے ہین

(اسکی تشریح و تفصیل مولف کی کلام سے رسالہ نمبر ۶ و ۷ مین پولیٹیکل نکتہ چینی کی جواب مین بخوبی ہوچکی ہے)۔

اور آیت **نمبر ۸** کا مخاطب قرآن مین تو وہ آنحضرت ہی کو سمجھتے ہین اور **کوثر** سے اس آیت مین حوض کوثر میدان محشر (جسکا آنحضرت کو وعدہ دیا گیا ہے اور یہ وعدہ آنحضرت کے سوا کسی نبی کو بھی نہین دیا گیا چہ جائے ولی) مراد خداوندی سمجھتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان مین (نہ آیت قرآن مین) وہ آپنے آپ کو مخاطب سمجھکر کوثر سے وہ **معارف کثیرہ** (جو خدا نے انکو عطا فرمائے ہین) **مراد** خداوندی قرار دیتے چنانچہ بصفحہ ۵۱۰ کتاب ان الفاظ ملہمہ کا ترجمہ وہ ان الفاظ سے کرتے ہین "ہمنے تجھے معارف کثیرہ عطا فرمائے ہین سو اسکے شکر مین نماز پڑھ اور قربانی دے"

اور آیت **نمبر ۹** مین قرآن مین تو وہ لفظ یا عیسیٰ سے حضرت مسیح علیہ السلام سے خطاب مراد خداوندی سمجھتے ہین اور رفع سے انکا جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا جانا (جیساکہ عام مسلمانون کا خیال ہے) اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ لفظ **عیسیٰ** سے اپنے آپ کو (اس مناسبت روحانی کی نظر سے جو ان مین اور حضرت مسیح مین پائی جاتی ہے اور وہ بصفحہ ۴۹۰ رسالہ نمبر ۶ مین بیان ہوچکی ہے) **مراد** خداوندی سمجھتے ہین اور رفع سے حجج و براہین سے رفعت۔ اس کی تشریح بھی مولف کے الفاظ سے نمبر ۶ مین بخوبی ہوچکی ہے۔

اور آیت **نمبر ۱۰** مندرجہ قرآن کی نسبت تو وہ یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ اس مین **نازل** و **منزل** بحق سے قرآن مجید ہی **مراد** ہے جو آنحضرت پر اترا ہے اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب فرمایا تو ان الفاظ مین (نہ آیت قرآن مین) وہ نازل

و منزل بحق سے وہ معارف و حقایق اسلام مراد رکھتے ہین جو خدا تعالے کی طرف سے انکے دل پر منکشف ہوئے ہین۔

انہی معارف و حقایق کا نزول وہ اُس عربی فقرہ مین جسمین **قادیان** کے قریب الہام **نازل ہونے** کا بیان ہے **مراد** خداوندی سمجھتے ہین۔ ز قرآن مجید کا نزول جسکا آیت انا انزلناہ مین ذکر ہے۔ چنانچہ بصفحہ ۴۹۸ کتاب اِن الفاظ کا

انا انزلناہ قریبا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل

ترجمہ وہ اِن الفاظ سے فرماتے ہین "ہم نے اِن نشانون اور عجائبات کو اور نیز اِس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اُترا ہے"۔

اِسمین کسیکو لفظ **نزول** سے نزول قرآن یا وحی رسالت کا **شبہ** گذرے تو اُسکو یون دفع کرسکتا ہے کہ یہ لفظ (نزول) وحی رسالت یا قرآن سے مخصوص نہین ہے بلکہ یہ لفظ بخشش و عطا کے معنون مین بھی آیا ہے۔ دیکھو خدا تعالے نے جو ہمکو مواشی جانور کھانے دودھ پینے سواری کرنیکو عطا فرمائے ہین اِن کے عطا کو بھی آیات منقولہ حاشیہ مین اسی لفظ نزول سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ ایک آیت مین فرمایا ہے۔ خدا نے تمہارے لئے آٹھ جوڑے مواشی اُتارے (یعنی عطا فرمائے) ہین۔ جنکو دوسری آیت مین بکری بھیڑ گائے اونٹ کے جوڑون سے تفسیر کیا ہے۔ پس ایسا ہی عطا الہام معارف صاحب قادیان کو نزول سے تعبیر فرمایا تو اِس سے نزول قرآن و وحی آیات کا شبہ کیونکر پیدا ہوا۔

وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج (زمر ع) ثمانیہ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین۔ (انعام ع)

اور آیت **نمبر ۱۱** مین قرآن مین تو وہ آدم سے **باوا آدم** علیہ السلام اور انکی

زوج سے اماحوا اور بہشت سے وہ بہشت جسمین حضرت آدم علیہ السلام رہتے تھے مراد خداوندی سمجھتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدا نے انکو مخاطب کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن مین) ادم سے وہ اپنے آپکو (اُس مناسبت روحانی کی سبب جو بصفحہ ۴۹۷ کتاب بیان کر چکے ہین اور عنقریب وہ اس نمبر مین منقول ہو گی) مراد خداوندی قرار دیتے ہین اور زوج سے اپنے اتباع اور رفقا اور بہشت سے دین اسلام جو بہشت کا وسیلہ ہے چنانچہ بصفحہ ۴۹۶ کتاب ان الفاظ کو اور ان کے ہم معنی دو فقرے عربی منقولہ حاشیہ اور نقل کر کے انکا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین۔ اسے آدم اسے مریم اسے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت مین یعنی نجات حقیقی کے وسایل مین داخل ہو جاؤ۔

یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ (براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۶)

آیت نمبر ۲ و ۳ کا مولف نے ترجمہ نہین کیا اسلئے ہمنے ان کے الفاظ سے مراد مولف کی کلام سے نہین بتائی لیکن بلقیاس ترجمہ و مراد بقیہ الفاظ آیات یہی یقین کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید مین تو وہ لفظ مدثر سے آیت نمبر ۲ مین آنحضرت صلعم کو ایسا ہی لفظ فاصدع سے آیت نمبر ۳ مین آنحضرت صلعم کو مراد و مخاطب جانتے ہین اور جب انہی الفاظ سے خدائے تعالے نے انکو مخاطب کیا تو اُن الفاظ مین (نہ آیات قرآن مین) وہ اپنا کسی وقت کپڑا لپیٹ کر لیٹ جانا اور باظہار حق مامور ہونا مراد خداوندی قرار دیتے ہین۔

ایسا ہی اس فقرہ عربی کا جسمین مولف کی نسبت لفظ اُخترتک* (یعنی تجھے مین نے چن لیا) وارد ہے (اور وہ آیت نمبر ۱۱ کے بعد رسالہ نمبر ۶ مین بصفحہ ۱۷۴ منقول ہے) مولف کی کلام سے مطلب ظاہر نہین ہوتا مگر بہ قرینہ اور کلمات مولف کے جنمین صاف تصریح ہے کہ مولف کو پیغمبری کا دعوی نہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہان

*۔ اس فقرہ مین لفظ وجاہت بہی شائد محل اعتراض ہوگا۔ اسکا جواب صفحہ (۳۱۷) مین آویگا۔ (انشاء اللہ تعالی)

چن لینے سے وحی و رسالت سے چن لینا مراد نہین جو انبیا علیہم السلام سے مخصوص ہے اور متعدد آیات (منقولہ حاشیہ وغیرہ) مین اِن کے حق مین استعمال ہوا ہے - بلکہ اِس چن لینے سے خاص قرب و **ولایت** سے چن لینا جو انبیا کے سوا اور اصفیا و اولیا مین بھی پایا جاتا ہے - یا عام **ہدایت** اسلام و ایمان سے **چن لینا** (جو گنہگاران اہل ایمان مین بھی موجود ہے) مراد ہے اور ان دونون معنون مین اِس لفظ کا استعمال بھی بہت مواضع قرآن مین پایا گیا ہے - حضرت **مریم** علیہا السلام کے حق مین خدائے تعالے فرمایا ہے - ہمنے تجھے جہان والون کی عورتون سے چن لیا - حضرت **طالوت** کے حق مین (جبکہ وہ نبی نہین ہوئے تھے) انکے نبی شمویل کا یہ قول قرآن مین منقول ہے خدائے تعالے نے انکو چن لیا ہے - عام **بنی اسرائیل** کے حق مین خدائے تعالے نے فرمایا ہے ہم نے اِن کو علم کے ساتھ جہان والون سے چن لیا - عام **مومنون** کے حق مین فرمایا ہے پھر ہمنے کتاب کا وارث اِن لوگون کو کیا جن کو اپنے بندون مین سے چن لیا پھر ان مین سے کئی اپنی جان پر ظلم کرتے والے (گنہگار) ہین کئی نیک و بد مین میانہ رو کئی خدا کی مرضی سے نیکیون مین تیز رو ہین - یہی بڑا فضل ہے -

یاموسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی (اعراف ع ۱۷)
واصطنعتک لنفسی (طہ ع ۲)
وانهم عندنا لمن المصطفین الاخیار (ص ع ۴)

یامریم ان الله اصطفٰک (آل عمران ع ۵)
ان الله اصطفاه علیکم (بقر ع ۳۲)
ولقد اخترناهم علی علم علی العالمین (دخان ع ۲)
ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات باذن الله ذالک هو الفضل الکبیر (فاطر ع ۴)

ان **تمثیلات** مین اِن یازدہ گانہ آیت قرانیہ کی (جو استدلال فریق دوم کی تائید مین نمبر ۲ مین منقول ہوئی تہین) مولف براہین احمدیہ پر نازل ہونے سے مراد کی ایسی **تفصیل** ہوئی ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ مولف براہین احمدیہ کو مہبط وحی رسالت و مورد نزول و مخاطب قران ہونے کا دعوے نہین **اور** ان **آیات** وغیرہ عربی فقرات کے جنکے الہام و نزول کا مولف براہین کو دعوے ہے **معانی** ایسے بیان ہوئے ہین جن سے ثابت ہے کہ مولف براہین کو اُن کمالات کے حصول کا ادعا نہین جو انبیا سے مخصوص ہین - ایسا ہی اِن سب باقیماندہ آیات قرانیہ کو سمجھنا چاہئے جن کے نزول والہام کا مولف کو دعوے ہے -

قران مین تو وہ اِن آیات کو اِن ہی مواقع اور معانی سے مخصوص سمجھتے ہین جن سے وہ (قران یا پہلی کتابون مین) مخصوص ہین - اپنی شمولیت یا خصوصیت اور اپنے حال کے مناسب کوئی امر مراد خداوندی قرار دیتے ہین تو انہی الفاظ آیات یا فقرات مین جو خدائے تعالے نے اس زمانے مین اِن کے خطاب و الہام مین فرمائے ہین جس کو بہ نظر و لحاظ انکے مخاطب کے کوئی قران نہین کہہ سکتا اور نہ انکے معانی و مراد کو جنکی مولف نے تشریح کی ہے کوئی خاصہ انبیا سمجھتا ہے -

بالجملہ جو اہل اسلام مین قران کہلاتا ہے اِسکے نزول کا مولف کو دعوے نہین ہے اور نہ اِن کمالات کے حصول کا دعوی

٭ جو لوگ اِس نکتے کو نہین سمجھتے وہ مولف کے دعوے نزول آیات قرانیہ پر کبھی تو یہ اعتراض کرتے ہین کہ مولف براہین کو مہبط قران ہونے کا دعوی ہے اور کبھی (جب اِن آیات کے وہ معانی جو براہین احمدیہ مین بیان

ہے جو انبیا سے مخصوص ہین اور نہ معانی آیات قرآنی سے انکو تعرض ہے اور جسکے نزول وحصول کا انکو دعوے ہے اور اسکی تفسیر و تاویل سے انہون نے تعرض کیا ہے وہ بلحاظ مخاطب قران نہین کہلاتا - اور نہ اسکا حصول خاصہ انبیا ہے -

ہوئے اور ہم نے اس کتاب سے سلسلہ وار بذیل آیات مذکورہ نقل کئی ہین پڑھتے یا سُنتے ہین انہیہ اعتراض کرتے ہین کہ مولف براہین نے قرآن کی اپنی رائے سے تاویل کی ہے جو تحریف کہلاتی ہے جسکو علماء اسلام نے ناجائز کہا ہے چنانچہ شرح عقائد وغیرہ کتب عقائد و اصول مین لکھا ہے کہ نصوص کتاب و سنت کا ان کے

ظاہر معانی پر عمل کرنا واجب ہے جب تک کہ کوئی مانع قطعی ظاہر معانی سے نہ پھیرے	النصوص من الکتاب والسنة تحمل علی ظواھرھا مالم یصرف عنھا مانع قطعی شرح عقاید

ہمارے اس جواب نے ان دونون اعتراضون کو دفع کیا اور یہہ ثابت کر دیا ہے کہ جن آیات قرانیہ کے نزول کا مؤلف کو دعوے ہے اور ان کے معانی خلاف ظاہر معانی قران مولف براہین نے بیان کئے ہین وہ اسوقت جبکہ وہ مولف براہین پر القاءً نازل ہوئے ہین اور اس نظر سے کہ انکا مخاطب و ملہم مولف براہین احمدیہ ہے قران نہین کہلاتین - اور جو عام اہل اسلام اور مولف براہین احمدیہ کے نزدیک قران کہلاتا ہے اسکے ہبوط و مورد نزول ہونیکا مؤلف کو دعوی نہین اور نہ ان کے معانی مرادیہ سے اسنے کسی جہہ سے تعرض کیا ہے اس جواب سے جو مولوی صاحب امرتسری کا یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ آیات قرآن نہین تو مثل قران ہوئین جو صورت و الفاظ مین قران کی برابری و مقابلہ کر سکتی ہین اس سے قرآن کا دعوے بے مثلی و تحدی باطل ہوتا ہے اس کا جواب ابھی متن مین دیا جاتا ہے -

لفظ حاشیہ صفحہ ۲۶۴

اسپر **مولوی صاحب امرتسری** (سرگروہ فریق اوّل) کا یہہ **اعتراض** (جو بصفحہ ۲۷۴ نمبر ۹ جلد ۷ مین گزرا) کہ جو آیات غیر نبی کے الہام مین پائی جاتی ہین وہ قران نہین تو صورت و الفاظ مین مثل قران تو ہین ۔ اس سے قران کا **دعوی تحدی و اعجاز ٹوٹتا** ہے **نہایت تعجب** کا مورث اور کمال افسوس کا **محل** ہے ۔ خدا جانے اس بزرگ کے فہم کو کیا ہوگیا ۔ کہ ایسی باتین اسکی قلم و زبان سے نکلتی ہین ۔ اور زیادہ تر افسوس اُن لوگون پر ہے جو صاحب فہم سلیم و حواس مستقیم کہلاتے ہین ۔ اور کسی قدر پڑھے لکھے بھی ہین پھر وہ اپنے سرگروہ (معترض) کی ایسی باتون کو بے سوچ بن سمجھے بسروچشم قبول کر لیتے ہین ۔ یہہ **سب حضرات** استاذ و شاگرد اتنا نہین **سمجھتے** ۔ کہ ان **آیات** کو جو غیر نبی کے الہام مین پائی جاتی ہین مثل قران کیونکر کہہ سکتے ہین جبکہ وہ **بعینہا** قران مین موجود ہین ۔ **انکو قران** نہ کہنا تو صرف **اس نظر** سے ہے کہ اسوقت اِسکا مخاطب و ملہم غیر نبی ہے ۔ حقیقت مین تو یہہ وہی آیات ہین جو قرآن مین موجود ہین اور اس نظر سے کہ قران مین ان کے مورد نزول و مخاطب آنحضرت ہین وہ قران کہلاتی ہین ۔ اور ایک **کلام** کو ایک ہی وقت مین مخاطب (یا متکلم) کے لحاظ سے **قران اور غیر قران** کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد و محل اعتراض نہین ہے ۔ اور **کلام**٭ ہمیشہ مخاطب یا متکلم کے اختلاف سے (باوجودیکہ

٭ ہماری اِس بات کی تائید سرگروہ فریق اوّل کی کلام مین بھی پائی جاتی ہے ۔ آپ اپنے رسالہ ابطال الہام کے حاشیہ صفحہ ۳۵ مین بجواب اپنے خصم کے (جو قول منافقین **لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل**" کے موافق قران نازل ہونیسے جواز الہام آیات نکالتا ہے) ۔ فرماتے ہین "قبل از نزول قران یہہ کلمہ اسکو القا ہوئے قران کا الہام اسکو نہین ہوا کیونکہ یہ قران اسوقت نہین ہوا جب وحی رسول اللہ صلعم پر لیکر آیا تب کلام اللہ تھا" اسمین صاف اقرار ہے کہ پہلے یہ قول جبکہ منافقین نے کہا تھا قران نہ کہلاتا تھا جب حکایت حال منافقین کے ضمن مین اس کلام کا متکلم خدا ہوا اور قران مین اُترا تب قران کہلایا

اسکے الفاظ صورت کچھ نہ بدلی اختلف نام رکھواتا ہے - کبھی ایک کلام جبکہ اسکا متکلم (مثلاً) خدائے تعالے کو ٹھیرایا جاسے کلام رحمانی کہلاتا ہے - کبھی وہی کلام جبکہ اسکا متکلم شیطان یا فرعون ٹھیرایا جائے شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے - اسکی **تمثیل** مین ہم دو کلام قران سے پیش کرتے ہین - قرآن مین ایک یہہ **کلام ابلیس** سے منقول ہے - انا خیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین - اور ایک یہ **کلام فرعون** سے انا ربکم الاعلی - ان دونون کو اگر یون خیال کرین کہ یہ ابلیس و فرعون کے کہے ہوئے ہین (خواہ کسی زبان مین انہون نے کہے ہون) تو یہہ کلام **شیطانی و فرعونی** کہلاتے ہین - اور اگر بعینہ ان دونون کی نسبت یہہ خیال کرین کہ بہ ضمن حکایت ابلیس و فرعون یہہ کلام خدا مین پائے گئے ہین تو یہہ **کلام رحمانی** اور جزو قران کہلاتے ہین - ایسا ہی

ہ اس تقسیم مین اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گو وہ کلام جو فرعون یا ابلیس نے کہا تھا عربی مین نہ تھا - عربی مین صرف اسکا ترجمہ قران مین ہوا ہے مگر پھر بھی وہ بلحاظ اس کے کہ اسکا متکلم (خواہ کسی زبان مین ہو) فرعون یا ابلیس ہے - کلام فرعون یا کلام ابلیس کہلاتا ہے - سرگروہ فریق اول کا حاشیہ صفحہ ۳۵ رسالہ ابطال الہام مین یہہ کہنا کہ کلام فرعون انا ربکم الاعلی عربی مین نہ تہا اسلئے وہ وہ قران نہین ہوسکتا ہماری بات کے مخالف نہین بلکہ فی الجملہ موافق اور اسکا موید ہے - ہم بھی یہی کہتے ہین کہ اس لفظ انا ربکم الاعلی کو جب کلام فرعون ٹھیرایا جائے (خواہ وہ کسی زبان مین ہو) قران نہین کہا جاتا - یہ لفظ قران مین آیا اور خدا نے حکایت حال فرعون مین فرمایا تب قران کہلایا گو اس کی وجہ ہم اور بیان کرتے ہین - اور وہ بزرگ اور جس سے ہم کو انکار نہین -

اختلاف* مخاطب کے سبب اختلاف کلام کو سمجھنا چاہئیے - جو کلام خدا تعالے نے آنحضرت کے خطاب مین فرمایا ہے اور وہ ایک کتاب (معروف) مین درج ہوکر مسلمانون مین پڑہا جاتا ہے - وہ قران کہلاتا ہے - وہی کلام اگر کسی غیر نبی کے خطاب مین اور پہلی کتاب (توریت انجیل وغیرہ) مین یا کسی ولی کے الہام مین خدا نے فرمایا ہے تو وہ قران نہین کہلاتا - گو حقیقت مین وہ بعینہ وہی کلام ہے جو قرآن مین پایا جاتا ہے **بالجملہ** یہان بجز ایک کلام دوسرا کلام نہین ہے - جسکو مثل یا نظیر کہا جا سکے -

یہہ بات معترض کے خیال مین بھی آئی ہے - اور بنا بر علیہ اپنے اعتراض مقابلہ بالمثل سے آنکھ بند کرکے خود یہہ خیال کر لیا یا کسیکو اس خیال پر پایا ہے کہ ان الہامات مین اقتباس بقران پایا جاتا ہے - پہر اسپر یہہ **اعتراض** جڑ دیا ہے کہ اقتباس بقران کو تو فقہا نے کفر قرار دیا ہے - ان الہامات مین اقتباس بقران کیون کیا گیا - لیکن اس اعتراض کے وقت بھی اتنا نہ سوچا کہ فقہا تو کس اقتباس کنندہ کو کافر کہا ہے - اور یہان اقتباس کنندہ کون ہے -

بزرگ آدمی فقہا کے نزدیک (آپ کے زعم مین نہ نفس الامر مین) اقتباس کرنے سے کافر ہوتے ہین تو انسان یا مسلمان جو انسان ہوکر کلام خدا سے اقتباس کرتے ہین اور ان **الہامات** مین (اگر اقتباس بقران ہے تو) اقتباس بقران کرنے **والا خود خدا ہے** - **جو** کبہی کسی فعل سے اور کسی فقیہ کے فتوے سے **کافر** نہین ہوسکتا - اور اگر خدا کی نسبت بہی اس اقتباس کے سبب آپ فتوی

* اسکی مثالین ہزار ہا کلام مین جو قران اور پہلی کتابون مین مشترک ہین - پہلی کتابون مین وہ اور انبیا کے خطاب مین فرمائی گئی ہین - قران مین آنحضرت کے خطاب مین نازل ہوئے -

کفر دیتے ہین تو بتادین کہ اس فتوی مین آپ کا پیشوا و مقتدا کون ہے اور کس کتاب فقہ چھوٹی یا موٹی نئی یا پرانی مین لکھا ہے کہ اگر خدائے تعالےٰ اپنی کسی کلام مین اپنی دوسری کلام سے اقتباس کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے اسکا جواب آپ دین خواہ نہ دین ان الہامات مین آپ کی تجویز اقتباس اور اُسپر مقتبس کی تکفیر سے اتنا تو ثابت ہوا کہ آپ اس کلام کو بعینہ قرآن سمجھتے ہین تب ہی اسپر اقتباس کا اعتراض کرتے ہین۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک بھی وہ آیات مثل قران نہین عین قران ہین اور وہ اعتراض آپ کا بے سوچے بن سمجھے قلم سے نکل گیا ہے۔ اس مقام مین پھر معترض کے فہم پر افسوس کرتا ہون اور زیادہ تر ان لوگون پر جو صاحب فہم وحواس کہلا کر معترض کے ایسے اعتراضونکو تسلیم کر لیتے ہین۔

اور اگر بر سبیل تنزل اور بطور فرض ان آیات ملہمہ کا مثل قران ہونا ہی مان لین تو بھی قران کا بے مثل ہونا باطل نہین ہوتا اور نہ اسکا دعوی اعجاز و تحدی ٹوٹتا ہے۔ یہان اگر (بقول معترض) قرآن کی مثل پائی گئی ہے تو وہ خود خدائے تعالی کی طرف سے ہے نہ کسی مخلوق (جن و انس) کی طرف سے۔ اور جس مثل قران کی خدائے تعالےٰ نے نفی کی ہے اور بناء علیہ قران معجز و بے مثل کہلاتا ہے اور منکرین سے تحدی (طلب معارضہ و مقابلہ بالمثل) کرتا ہے اس سے مخلوق کی بنائی ہوئی مثل مراد ہے نہ وہ مثل جسکو خود خدا نازل کرے خدائے تعالےٰ نے جہان مثل کا مطالبہ کیا ہے وہان منکرین قران (جن و انسان) کو مخاطب کیا ہے چنانچہ مشرکین مکہ کو فرمایا ہے کہ تم کو قران کی

منجانب اللہ نازل ہونے مین شک ہے تو تم کوئی سورت مثل قران بنا لاؤ۔	وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (بقرہ ع)

دوسری آیت مین یون فرمایا ہے کہ اگر آدمی اور جن ملکر اس بات پر اتفاق کرین کہ اس قران کی مثل بنا لائین تو نہ لاسکین گے اگرچہ ایکدوسری	قل لئن اجتمعت الانس والجن علے ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (بنی اسرائیل ع ۱۰)

کا مددگار ہوجائے -

ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قران کی مثل مخلوق سے نہین بنائی جاتی نہ یہہ کہ خدا سے تعالے بھی اسکی مثل بنانے پر قادر نہین - بنا رعلیہ اگر آیات ملہمہ کو (جو خدا کی طرف سے مؤلف براہین احمدیہ پر نازل ہوئی مانی جاتی ہین) مثل قران بھی مان لیا جائے تو اس سے قران کا وہ دعوی کہ اس کی مثل بنانے پر جن وانس قادر نہین ہین اور وہ جن والنس کی بنائی ہوئی مثل نہین رکھتا کہان باطل ہوتا ہے - اس مقام مین مجھ پھر معترض کے فہم پر **افسوس** کرنے کا موقع ملا ہے اور **زیادہ** اُن لوگون پر افسوس کرنیکا جو اہل علم کہلا کر معترض کی ایسی باتون مین اسکی تقلید کرتے ہین اور بے سوچے بن سمجھے ان باتون پر ایمان لاتے ہین اور اتنا نہین سوچتے کہ بہ تشق فرض نزول آیات قرآن غیر نبی پر ان آیات کا نزول خدا کی طرف سے ہے - پھر اگر وہ مثل قران ہون بھی تو اس سے قرآن کا کیا نقصان ہے اور ایسی مثل قران کے نفی ومحال ہونے پر عقلی یا نقلی کونسی دلیل قائم ہے -

استدلال فریق دوم کا ایک جواب تمام ہوا کہ مولف کو ہرگز یہ دعوی نہین کہ آیات قرآن کا مورد نزول ومخاطب مین ہون اور نہ یہہ دعوے ہے کہ جو کمالات انبیا مین پائے جاتے ہین وہ مجھہ مین متحقق ہین اور جن الہامات وکلمات مولف سے فریق دوم نے یہہ دعاوی نکالے ہین ان سے یہہ دعاوی ہرگز نہین

نکلتے۔ پہر انکی نسبت فریق دوم کا یہ گمان بد وظن فاسد کہ ان کو در پردہ پیغمبری کا دعویٰ ہے بہتان وافترا نہین توکیا ہے؟

دوسرا جواب ہمنے بطور تنزل وفرض محال یہہ بھی مان لیا کہ جن باتون کی ہمنے جواب اول مین نفی کی ہے وہ مولف کی کلام سے ضرور نکلتی ہین اور جوکچہہ ہمنے انکے کلام کی تصحیح وتشریح مین کہا ہے وہ سب غلط ہے پہر بھی جو کچہہ اُن کے ذمے لگایا جاتا ہے اِن کے کلام کا مفہوم ولازم ہوگا اِسکو صریح منطوق کلام مولف توکوئی نہ کہہ سکیگا کیونکہ مولف نے صریح کہین نہین کہا کہ قران مجہہ پر نازل ہوا ہے اور نہ کہین صریح پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور نہ یہہ صریح کہا ہے کہ جو کمالات انبیا مین پائے جاتے ہین وہ مجہہ مین پائے جاتے ہین یہ باتین فریق دوم کو انکی کلام سے مفہوم ہوئی ہین اور بزعم فریق دوم مولف کے دعاوی سے لازم آئی ہین۔ اور ظاہر ہے کہ **لازم مذہب عین مذہب نہین** ہوتا اور نہ **مفہوم کلام بمقابلہ منطوق لایق اعتبار** سمجہا جاتا ہے۔ یہ باتین کتب اسلام مین بطور اصول تسلیم کی گئی ہین۔ چنانچہ **حضرت شاہ ولی اللہ** نے **حجۃ اللہ البالغہ** مین اور امام **شعرانی** نے **یواقیت والجواہر** مین فرمایا ہے کہ لازم مذہب عین مذہب نہین ہوتا۔ اور عامہ کتب اصول مین مرقوم ہے کہ مفہوم بمقابلہ منطوق حجت نہین ہوتا۔

> لازم المذھب لیس بمذھب (حجۃ اللہ البالغہ) قال الکمال والصحیح ان لازم المذھب لیس بمذھب (یواقیت والجواھر)

پس جس **حالت** مین مولف کی **صریح کلام** مین یہہ باتین کہ وہ اونے امتی ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہین اور جوکچہہ مولف کو عطا ہوا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا طفیل ہے اور اصل کمالات وبرکات آنحضرت مین ہین، مولف مین صرف الکاظل

(سایہ) ہے*۔ پائی جاتی ہین تو اس منطوق کلام مولف کے مقابلے مین اُس مفہوم کلام مولف کا (جو صرف فریق دوم کے خیال مین آیا ہے) کیا اعتبار ہے - اور انکے قول کا لازم (بزعم فریق دوم) عین انکا قول و مذہب کیونکر ہو سکتا ہے؟

فریق دوم اور جو ان کا ہم خیال فریق* اول سے ہو ہم کو اِس بات کا جواب دین اور ان اصول اہل اسلام کو جو ہمارے جواب کا مدار ہین غور سے سوچین -

اب ہمکو یہہ دکہانا باقی رہا کہ مولف کی صریح کلام مین وہ باتین کہان پائی جاتی ہین جو ہمنے اس مفہوم کے مخالف اِن سے نقل کی ہین - اِسکے ثبوت مین ہم اصل کلام مولف انکی کتاب سے نقل کرتے ہین - آپ بصفحہ ۲۴۲ کتاب براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ا مین چند الہامات جن مین آپ کو بشارتین دی گئی ہین اور آپ کی بہت تعریف پائی جاتی ہے * نقل کر کے فرماتے ہین " اِس جگہہ یہہ وسوسہ دل مین نہین لانا چاہئے کہ کیونکر ایک ادنیٰ اُمتی (اپنے آپ کو کہتے ہین) ان رسول مقبول کے اسما یا صفات یا محامد مین شریک ہو سکے بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت کے کمالات قدسیہ

*: سرگروہ فریق اول سے توامید نہین کہ وہ مفہوم ولازم قول مؤلف کو قول مؤلف قرار دین و بناء علیہ انکی تکفیر کرتے ہون کیونکہ وہ اِس اصل کو کہ "لازم مذہب عین مذہب نہین ہوتا" مانتے ہین - ایکدن از راہ فرط کرم مجہہ سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ "یہہ قاعدہ ہمنے تمسے اخذ کیا ہے"، شاید ان کے شاگردون مین سے جو بن پڑے مجتہد ہین اس مفہوم ولازم قول کو عین قول قرار دین اور بعید نہین کہ حضرت اعلےٰ بھی اپنی اِس تسلیم کو بھول بیٹھے ہون - ایسا ہو تو وہ بھی اِس بات مین غور کرین اگر کسی وقت ہو سکے۔

سے شریک مساوی نہین ہوسکتا - بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہہ برابری سکے دم
مارنے کی جگہہ نہین (ان الفاظ کو ناظرین غور سے پڑہین) چہ جائے کہ کسی اور کو آنحضرت
کے کمالات سے کچہہ نسبت ہو مگر اے طالب حق ارشدك الله تم متوجہ ہوکر اِسبات کو
سنو کہ خداوند کریم نے اِس غرض سے کہ تا ہمیشہ اِس رسول مقبول کی برکتین ظاہر ہون
اور تا ہمیشہ اِسکے نور اور اِس کی قبولیت کی کامل شعاعین مخالفین کو ملزم اور لاجواب
کرتی رہین اس طرح پر اپنے کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض
افراد امت محمدیہ کہ جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کی متابعت اختیار کرتے ہین (یہہ الفاظ بھی غور و انصاف ناظرین کے طالب ہین)
اور خاکساری کے آستانے پر پڑکر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہین -
خدا اُنکو فانی اور ایک مصفا شیشے کی طرح پاکر اپنے رسول مقبولؐ کی برکتین انکے
وجود بے نمود کے ذریعے سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچہہ منجانب اللہ اُنکی تعریف کیجاتی
ہے یا کچہہ آثار اور برکات اور آیات اُن سے ظہور پذیر ہوتی ہین حقیقت مین مرجع تام
اِن تمام تعریفون کا اور مصدر کامل اِن تمام تعریفون کا اور مصدر کامل اِن تمام
برکات کا رسولؐ کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفین
اُسی کے لائق ہوتی ہین (یہان بھی نظر انصاف ہو) اور وہی انکا مصداق اتم ہوتا
ہے مگر چونکہ متبع سنن آن سرور کائنات کا اپنے غائت اتباع کی جہت سے اُس
شخص نورانی کے لئے کہ جو وجود باجود نبوی ہے مثل ظل کی ٹھہر جاتا ہے
(یہان بھی غور ہو) اِسلئے جو کچہہ اُس شخص مقدس مین انوار آلہیہ پیدا اور ہویدا
ہین اِسکے اِس ظل مین بھی نمایان اور ظاہر ہوتے ہین اور سایہ مین اِس تمام وضع
اور انداز کا ظاہر ہونا کہ جو اِسکی اصل مین ہے ایک ایسا امر ہے جو کسی پر پوشیدہ
نہین - ہان سایہ اپنی ذات مین قائم نہین اور حقیقی طور پر کوئی فضیلت اِسمین

موجود نہین بلکہ جو کچھہ اُسمین موجود ہے وہ اِسکے شخص اصلی کی ایک تصویر ہے
جو اُسمین نمودار اور نمایان ہے - پس لازم ہے کہ آپ یا کوئی دوسرے صاحب
اِس بات کو حالت نقصان نخیال کرین کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
انوار باطنی انکی اُمّت کے کامل **متبعین** کو پہونچ جاتے ہین اور سمجھنا چاہیے
کہ اِس انعکاس انوار سے کہ جو بطریق افاضہ دائمی نفوس صافیہ اُمّت محمدیہ ؐ
پر ہوتا ہے - دو بزرگ امر پیدا ہوتے ہین - ایک تو یہہ کہ اِس سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی بدرجہ غایت کمالیت ظاہر ہوتی ہے* (یہہ بھی لایق غور ہے)
کیونکہ جس چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوسکتا ہے وہ ایسے چراغ سے بہتر ہے
جس سے دوسرا چراغ روشن نہوسکے - دوسرے اِس اُمّت کی کمالیت اور دوسری
امتون پر اسکی فضیلت اِس افاضہ دائمی سے ثابت ہوتی ہے (یہ بھی طالب توجہ
ناظرین ہے) اور حقیقت دین اسلام کا ثبوت ہمیشہ تر و تازہ ہوتا رہتا ہے -
صرف یہی بات نہین ہوتی کہ گذشتہ زمانے پر حوالہ* دیا جائے اور یہہ ایک
ایسا امر ہے کہ جس سے قرآن شریف کی حقانیت کے انوار آفتاب کی طرح ظاہر
ہوجاتے ہین اور دین اسلام کے مخالفون پر حجت اسلام پوری ہوتی ہے اور
معاندین اسلام کی ذلّت اور رسوائی اور روسیاہی کامل طور پر کہل جاتی ہے

* یہ حوالہ زمانہ گذشتہ کا اقوام غیر مین بہی موجود ہی - وہ اپنی بزرگون اور پیشواون کی کرامات
وخرق عادات اسقدر بیان کرتی ہین کہ وہ ہماری بزرگون کی معجزات وکرامات سے کم نہین
اور اگر ہم بقواعد نقل انکو جہوٹا ٹھیرا دین تو وہ ہمکو جہوٹا ٹھیراتے ہین ہم مین انمین تمیز اور ہمارا
غلبہ وصدق ایسے عام فہم دلایل سے نہین ہوسکتا جسکو کم عقل وکم فہم اور عام
لوگ بلا اشتباہ سمجھہ سکین - اخر تجربہ و مشاہدہ دم نقد کرا دیتے ہی سے
(جسکا مولف کو دعوے ہے) انکا مُنھہ بند ہوتا ہے - ایڈیٹر

کیونکہ وہ اسلام مین وہ برکتین اور وہ نور دیکھتے ہین جنکی نظیر کو وہ اپنی قوم کے پادریون اور پنڈتون وغیرہ مین ثابت نہین کر سکتے فتدبر ایہا الصادق فی الطلب ایدک اللہ فی طلبک

اِس جگہہ **بعض خامون** کے دلون مین یہ وہم بھی گذرتا ہے کہ اِس مندرجہ بالا الہامی عبارت مین کیون ایک مسلمان کی تعریفین لکھی ہین سو سمجھنا چاہئے کہ اِن تعریفون سے دو بزرگ فائدے متصور ہین - جنکو حکیم مطلق نے خلق اللہ کی بھلائی کے لئے مدنظر رکھ کر اِن تعریفون کو بیان فرمایا ہے ایک یہہ کہ تا نبی متبوع کی متابعت کی تاثیرین معلوم ہون اور تا عامہ خلایق پر واضح ہو کہ حضرت **خاتم الانبیا** صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگ ہے (یہ بھی غور سے ملاحظہ طلب ہے) اور اُس آفتاب صداقت کی کیسے اعلے درجے پر روشن تاثیرین ہین جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے کسی کو آیۃ اللہ اور حجۃ اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے - اور محامد الٰہیہ کا مورد ٹھیراتا ہے -

دوسرے یہ فائدہ کہ نئے مستفیض کی تعریف کرنے مین بہت سے اندرونی بدعات اور مفاسد کی اصلاح متصور ہے کیونکہ جس حالت مین اکثر جاہلون نے گذشتہ اولیا اور صالحین پر صدہا اِس قسم کی تہمتین لگا رکھی ہین کہ گویا اُنھون نے آپ یہہ فہمائش کی تھی کہ ہم کو خدا کا شریک ٹھیراؤ اور ہم سے مرادین مانگو اور ہم کو خدا کی طرح قادر اور متصرف فی الکائنات سمجھو تو اِس صورت مین اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفون سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفین انکو اپنے پیرون کی نسبت ذہن نشین ہین تب تک وعظ اور پند اُس مصلح جدید کا بہت ہی کم مؤثر ہوگا کیونکہ وہ لوگ ضرور دل مین کہین گے کہ یہہ حقیر آدمی ہمارے پیرون کی شان بزرگ کو کب

پہنچ سکتا ہے اور جب خود ہمارے بڑے پیرون نے مرادین دینے کا وعدہ دے رکھا ہے تو یہہ کون ہے اور اسکی کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت تا اُن کو چھوڑ کر اسکی سنین سو یہہ دو فائدے بزرگ ہین جنکی وجہ سے اِس مولے کریم نے کہ جو سب عزتون اور تعریفون کا مالک ہے اپنے ایک عاجز بندے اور مشت خاک کی تعریفین کی ورنہ درحقیقت ناچیز خاک کی کیا تعریف۔ سب تعریفین اور تمام نیکیان اسی ایک کی طرف راجع ہین کہ جو رب العالمین اور حی القیوم ہے اور جب خداوند تعالے عز اسمہ بمصلحت مذکورہ بالا کی غرض سے کسی بندے کی جسکے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح منظور ہے کچھہ تعریف کرے تو اس بندے پر لازم ہے کہ اس تعریف کو خلق اللہ کی نفع رسانی کی نیت سے اچھی طرح مشتہر* کرے اور اس بات سے ہرگز نہ ڈرے کہ عوام الناس کیا کہین گے۔ عوام الناس تو جیسا انکا مادہ اور انکی سمجھہ ہے ضرور کچھہ نہ کچھہ بکواس کرینگے کیونکہ بدظنی اور بداندیشی کرنا عوام الناس کی قدیم سے فطرت چلی آتی ہے اب کسی زمانہ مین کب بدل سکتی ہے مگر درحقیقت یہہ تعریفین عوام کے حق مین موجب بہبودی ہین اور گو ابتدا مین عوام الناس کو وہ تعریفین مکروہ اور کچھہ افترا سے معلوم ہون لیکن انجام کار خداے تعالے انپر حق الامر کھول دیتا ہے اور جب اس ضعیف بندے کا حق بجانب ہونا اور موید من اللہ ہونا عوام پر کھل جاتا ہے تو وہ تمام تعریفین ایسی شخص کی جو میدان جنگ مین کھڑا ہے ایک فتح عظیم کا موجب ہو جاتی ہین - اور ایک عجب

* اسمین مخالفین کے اِس اعتراض کا کہ مولف اپنے الہامات وکرامات ظاہر کیون کرتا ہے" جواب ہے - یہہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ بغرض صدق الہامات اِن الہامات کا اظہار ملہم پر بحکم فاما بنعمۃ ربک فحدث واجب ہے - اگر یہہ اظہار عیب ہوتا تو اُس عیب سے بچنے کے اول مستحق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے جنہون نے اپنے فضائل صدہا خود بیان کئے ہین (ایڈیٹر)

اثر پیدا کر کے خدا کے گم گشتہ بندون کو اسکی توحید اور تفرید کی طرف کہینچ لاتے ہین اور اگر تھوڑے دن بھی اور ملامت کا موجب ٹہیرین توان ٹھٹھون اور ملامتون کا برداشت کرنا خادم دین کے لئے عین سعادت اور فخر ہے ۔ والذین یبلغون رسالات ربھم لایخافون لومۃ لائم ۔ اور آپ نے بصفحہ ۴۹۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ مین الہام یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ معہ و وفقرہ ہم معنی اس الہام کے جو بصفحہ ۲۶۰ منقول ہوئے نقل کر کے اسکے اخیر مین یہہ فقرہ الہامی نقل کیا ہے نفخت فیک من لدنی روح الصدق پہر اسکے ترجمہ کے بعد فرمایا ہے ۔ اس آیت مین بھی روحانی آدم مین بلا توسط اسباب ظاہریہ نفخ روح ہوتا ہے اور یہ نفخ روح حقیقی طور پر انبیا علیہم السلام سے خاص ہے اور پہر بطور تبعیت اور وراثت کے بعض افراد خاصہ اُمّت محمدیہ کو یہ نعمت عطا کیجاتی ہے (یہہ بھی لائق توجہ ناظرین ہے) اور آپ نے بصفحہ ۴۸۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ مین یہہ الہام کہ مین تجہہ سے راضی ہون اور تجہے بلند کرون گا نقل کر کے فرمایا ہے اور اِن کلمات کا حاصل مطلب تلطفات اور برکات الٰہیہ ہین جو حضرت خیر الرسل کی متابعت کی برکت سے ہر ایک کامل مومن کے شامل حال ہو جاتے ہین اور حقیقی طور پر مصداق ان سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور دوسرے سب طفیلی ہین اور اس بات کو ہر جگہہ یاد رکہنا چاہئے کہ ہر یک مدح و ثنا جو کسی مومن کے الہامات مین کیجاسے وہ حقیقی طور پر آنحضرت ؐ کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اِس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے اور وہ بھی محض خدا سے تعالے کے لطف اور احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت اور خوبی سے اور بصفحہ ۵۲۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ مین یہہ الہام کہ مین نے تجھکو تیرے وقت کے تمام عالمون پر فضیلت دی ہے نقل کر کے فرمایا ۔ اِس جگہہ جاننا چاہئے کہ

یہہ تفضیل طفیلی اور جزوی ہے - یعنی جو شخص حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل طور پر متابعت کرتا ہے اسکا مرتبہ خدا کے نزدیک اسکے تمام تمام ہمعصرون سے برتر و اعلےٰ ہے پس حقیقی اور کلی طور پر تمام فضیلتین حضرت خاتم الانبیا کو جناب احدیت کی طرف سے ثابت ہین اور دوسرے تمام لوگ اسکی متابعت اور اسکی محبت کی طفیل سے متابعت و محبت علی قدر مراتب پاتے ہین فما اعظم شان کمالہ اللہم صل علیہ و آلہ اور بصفحہ ۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴ اس مضمون کے الہامات کہ تو خدا کا دوست ہے خلیل اللہ اسد اللہ ہے محمد پر درود بہیج وغیرہ وغیرہ نقل کرکے فرمایا ہے یعنی یہ اسی بنی کریم کی متابعت کا نتیجہ ہے -

یہہ حواشی کتاب مین آپکا کلام ہے - اور متن کتاب مین آپ نے ایک خاص تمہید (ہشتم) مین ثابت کیا ہے کہ جو امر خارق عادت اولیاء اللہ سے (جن مین وہ اپنے آپ کو بھی داخل سمجھتے ہین) صادر ہوتا ہے وہ اُسی نبی متبوع کا معجزہ ہوتا ہے جبکی وہ اُمت ہین - پہر اسکو تفصیل و دلیل سے ثابت کیا ہے -

اور اُس اشتہار مین جبکی آپ نے بیس ہزار کاپی چہپوا کر ہند و انگلنڈ مین شائع کرنی چاہی ہے آپ نے یہہ فرمایا ہے اُس کتاب مین دین اسلام کی سچائی کو دوطرح پر ثابت کیا گیا ہے اوّل تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اِس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام اِن دلایل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار ہوا ہے - اگر کوئی چاہے تو اپنی تسلی کے لئے عدالت مین رجسٹری بھی کرالے دوم اُن آسمانی نشانون سے کہ جو سچے دین کی کامل وسچائی ثابت ہونے کے لئے از بس ضروری ہین - اِس امر دوم مین مؤلف نے اِس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جاے

تین قسم کے نشان ثابت کرکے دکہائے ہین **اوّل** وہ نشان کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مخالفین نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توجہ اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے جنکو مؤلف یعنی خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلی درجہ کے ثبوت سے مخصوص وممتاز کرکے درج کتاب کیا ہے -
دوم وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات مین دائمی اور ابدی اور بے مثل طور پر پائے جاتے ہین جنکو راقم نے بیان شافی اور کافی سے ہر ایک عام وخاص پر کہولدیا ہے - اور کسی نوع کا عذر کسی کے لئے باقی نہین رکہا **سوم** وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور **متابعت رسول** برحق سے کسی شخص **تابع کو بطور وراثت** ملتی ہین جنکے اثبات مین اس بندہ درگاہ خدا نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہہ بدیہی ثبوت دکہایا ہے کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائین قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوتی ہین اور جنکی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (آریہ وغیرہ) بشہادت رویت گواہ ہین کتاب موصوف مین درج کئے ہین اور مصنف کو اسبات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اسکے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہین اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت ومشابہت ہے اور اسکو خواص انبیا ورسل کے نمونے پر محض بہ برکت **متابعت** حضرت **خیر البشر** وافضل الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بہتون پر اکابر اولیا سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہین اور اسکے قدم پر چلنا* موجب نجات وسعادت وبرکت اور اسکے برخلاف چلنا موجب بُعد

---

* اس فقرہ کا مطلب نمبر ۲ کے صفحہ ۲۱۹ مین گزرا -

حیران ہیے ہو" - یہہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑہنے سے کہ منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے - ظاہر ہوتے ہین اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے - و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و لا فخر والسلام علی من اتبع الھدیٰ" -

ان **تصریحات** و عبارات کے علاوہ آپ کی کتاب کا کوئی ورق و صفحہ بلکہ سطر و لفظ ایسا نہین ہے جس سے نبوت محمدی اور حقانیت قرآن کا ثبوت مقصود نہ ہو - جن لوگون نے کتاب نہین دیکھی اور بن دیکھے آپ پر دعویٰ پیغمبری کا بہتان باندہتا ہے وہ آپ کی کتاب کا پورا نام "البراھین الاحمدیۃ علی حقیۃ کتاب اللہ القران والنبوۃ المحمدیۃ" ہی کسی سے سنین تو انکو اپنے گمان کا بہتان ہونا ثابت ہو جائے اور بخوبی معلوم ہو کہ اِس کتاب کی تصنیف سے مؤلف کا مقصود یہی ہے کہ قرآن خدا کا کلام برحق اور آنحضرت اُس کے رسولؐ ہین جس کے ساتھ دعوے نبوت کا امکان نہین رہتا -

اسکے سوا مؤلف کا شبانہ روزی **عمل و قول** دیکھنا چاہیے کہ وہ **کلمہ** کس نبی کا پڑہتے ہین - لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہین یا لا الہ الا اللہ غلام احمد نبی اللہ **نماز** کس دین کے مطابق پڑہتے ہین مُنہ کس **قبلے** کی طرف کرتے ہین حلال حرام وغیرہ احکام ہین کس **کتاب** کے **پابند** ہین - اپنے الہامات و کرامات سے کیا **نتیجہ** نکالتے ہین - اُن سے اپنی نبوت ثابت کرتے ہین یا آنحضرت کی نبوت **عام لوگون** کو (جن مین بڑے بڑے پادری پنڈت برہمو آریہ راجگان و سرداران غیر مذہب داخل ہین) جو بڑے

مبارزانہ وبہادرانہ تحدی سے دعوت کرتے ہین توکس مذہب کی **دعوت** کرتے ہین مذہب اسلام کی یا اپنے مذہب احمدی یا میرزائی کی۔

ان **تصریحات** و دلائل سے کس وناکس کو بشرطیکہ اسکا دل تعصب و نفسانیت سے سیاہ نہ ہوگیا ہو یقین ہوگا کہ انکو **اپنی نبوّت کا ہرگز ہرگز دعوی نہین** انکے ہرایک دعوی وکارروائی کا اصل اصول اثبات نبوّت محمدّیہ ہے وبس۔
اِس صریح منطوق کے مقابلے مین بعض الہامات وکلمات کے مفہوم کا (اگروہ اِن کلمات کا مفہوم ہے اوراس سے بزعم مخالف دعوی نبوت نکلتا ہے) کیا اعتبار ہے وبنار علیہ ایک مسلمان فخر اسلام کی تکفیر کیونکر جائز ہے **خصوصاً** ایسی **حالت** مین کہ اِن الہامات وکلمات کے صحیح معنی بہی (جو جواب اوّل مین بہ تفصیل بیان ہوچکے ہین اوراُن سے مؤلف کا دعوی نبوّت مفہوم نہین ہوتا وبنار علیہ اسکا اسلام باقی رہتا ہے) ہوسکتے ہین اور **فقہا** متکلمین کتب فقہ و کلام مین صاف تصریح کرچکے ہین کہ جب تک کسی کلام کے معنی موافق اسلام ہوسکین اسکے قائل کی تکفیر بعض معانی کفریہ کی نظر سے جائز نہین۔ حتے کہ بعض کتابون مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اگرایک کلام کے ننانوے وجوہ کفر ہون اور ایک وجہ اسلام تو بہ نظر اُس وجہ اسلام کے اسکے قائل کو مسلمان کہنا لازم ہے بہ نظر اِن وجوہ کفر کے کافر بنانا جائز نہین۔

> ونقل صاحب المضمرات عن الذخیرۃ ان فی المسئلۃ اذا کان وجوہ یوجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم
> (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی)

وجہ استدلال فریق دوم کا جواب دوم بھی تمام ہوا۔ اب دونون

فریق کے مشترک اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔

اعتراض اوّل کا جواب

اِس اعتراض کا ماحصل یہہ ہے کہ اِن الہامات مین بعض غلطیان ہین۔ جن سے الہام ھذی الیک بجذع النخل مین مؤلف کا بصیغہ تانیث خطاب اور الہام یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ مین مریم علیہا السلام کا صیغہ تذکیر سے خطاب

الجواب پہلے الہام مین غلطی کا دعوے محض افترا ہے۔ کتاب مین لفظ ھذی یا ہز سے جو صیغہ تانیث ہے کہین نہین اسمین بصفحہ ۲۲۶ لفظ ہز بحذف یا ہے اور الہام یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ مین لفظ مریم سے مولف مراد ہے جسکو ایک روحانی مناسبت کے سبب مریم سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ وہ مناسبت یہہ ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلا شوہر حامل ہوئی ہین۔ چنانچہ ظاہر قرآن کی دلالت ہے۔ اور انجیل مین تو اسپر صاف تصریح ہے (دیکھو اشاعۃ السنۃ نمبر ۲ و ۳ جلد ۴) ایسے ہی مؤلف براہین بلا تربیت وصحبت کسی پیر فقیر ولی مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پاکر مورد الہامات غیبیہ و علوم لدنیہ ہوئے ہین۔ اِس تشبیہہ کی ایک ادنی مثال نظامی کا یہہ شعر ہے جسمین اُنہون نے اپنی طبیعت کو مریم سے تشبیہہ دی ہے۔

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن ست ✱ کہ مریم صفت بکر آبستن ست

اِس صورت مین مریم کا خطاب بصیغہ تذکیر محل اعتراض نہین اور اسکے لئے زوج کا اثبات بھی مستبعد نہین اور یہان تو زوج سے مولف کی اتباع و رفقا مراد ہین (دیکھو صفحہ ۲۰۰ رسالہ ہذا)

* کسی کو یہ شبہ نہ گذرے کہ بر عایت لفظ مریم لفظ اسکن کو مؤنث کیون نہ کیا گیا۔ اِسلئے کہ لفظ مریم مین تانیث لفظی نہین۔ تاکہ لفظ کی رعایت ہوتی۔ معنوی تانیث تھی جو اس مقام مین مولف کی مراد ہونے سے نہ رہی۔

اعتراض دوم کا جواب

اس اعتراض کا ماحصل یہہ ہے کہ بعض الہامات انگریزی زبان مین ہوئے ہین جسکا پڑھنا بولنا کفر ہے پہر اسمین الہام و خطاب کیونکر ممکن ہے۔

الجواب - انگریزی کے پڑہنے بولنے کو کفر کہنا انہی لوگون کا کام ہے جنکا دل و دماغ کفر کا خزانہ یا سانچہ یا میشین (یعنی کل) ہے یا اُنہون نے کفر کا ٹھیکہ لے رکھا ہے پس وہ جسکو چاہتے ہین کافر بنا دیتے ہین - دین اسلام مین تو اس حکم کفر کا کہین پتہ و نشان نہین نہ کتاب و سُنت مین اسپر کہین شہادت پائی جاتی ہے نہ تصانیف علماء امت مین مؤلف نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۰۹ مین خود بہی ثابت کر دیا ہے کہ زبانین (انگریزی ہون خواہ ہندی عربی ہون خواہ فارسی) سبہی خدا کی تعلیم سے ہین اور اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۵ مین اس مسئلے کی قران و حدیث سے کافی تحقیق ہو چکی ہے جو نظارہ ناظرین کے لائق ہے پس اگر کسی زبان کے بولنے پڑہنے پر فتویٰ کفر لگایا جاے تو یہ فتویٰ کفر خدا ے تعالے کی طرف عائد ہوتا ہے - یہ کفر (بقول ان جہلا مکفرین کے) خدا نے آپ اپنے لوگون کو خود سکہلایا ہے - اور اس کفر کی استعمال پر لوگون کو مضطر و مجبور کر دیا -

بالفعل ہم اس اعتراض کے جواب مین اس سے زیادہ کچہہ کہنا نہین چاہتے خصوصم معترض شہادت کتاب و سنت و اقوال علماء امت سے یہہ ثابت کر دین گے کہ انگریزی کا بولنا پڑہنا کفر ہے اور یہہ زبان خدا کی سکہائی ہوئی نہین تو اس وقت اسکے جواب مین کچہہ اور بھی کہین گے اسوقت تک تو ہم اس اعتراض کو لائق خطاب و مستحق جواب نہین سمجھتے -

ہان بجاے اس اعتراض کے اگر یہان یہہ سوال کیا جائے کہ باوجودیکہ

مؤلف براہین احمدیہ کی مادری زبان ہندی ہے اور مذہبی و علمی زبان عربی اور صرف علمی و استعمالی فارسی انگریزی نہ انکی مادری زبان ہے نہ مذہبی نہ علمی نہ اس زبان سے ان کو کسی قسم کی واقفی ہے پھر انکو انگریزی مین کیون الہام ہوتے ہین اور اسکا سر و فائدہ کیا ہے تو یہہ سوال لائق خطاب و مستحق جواب ہے اور اسکا جواب یہہ ہے کہ اس زبان مین (جس سے مؤلف کی زبان - کان - دل - خیال کسیکو آشنائی نہ تھی) مولف کو الہام ہوتے ہین ایک فائدہ دسر تو یہہ ہے کہ اسمین سامعین و مخاطبین کو مولف کی طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال و گمان نہو - ہندی فارسی - عربی (جو انکی مادری و مذہبی و علمی زبانین ہین) کے الہامات مین یہہ بھی احتمال اور مترددین کو خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ الہامات مولف نے خود عمداً بنا لئے ہین یا بلا ارادہ و اختیار انکی حالت خواب مین ان کے دماغ و خیال نے گھڑ لئے ہین - اس گھڑت و بناوٹ کا خیال الہامات انگریزی مین (جس سے صاحب الہام کی زبان - کان - دل و خیال کو کسی قسم کا تعلق نہین) کوئی نہین کر سکتا کیونکہ طبیعت و خیال کو اسی چیز تک رسائی ہوتی ہے جس سے اُسکو کسی وجہ سے تعلق ہو - ہندی نژاد (جو عربی سے محض ناآشنا ہو) کا خیال عربی نہین بنا سکتا جیسے مچھلی اُڑ نہین سکتی - اور چڑیا تیر نہین سکتی -

شاید امرت سری معترضین و منکرین جو اہل حدیث کہلا کر حدیث کے نام کو بدنام کر رہے ہین - یہہ **اعتراض** کرین کہ انگریزی زبان کے الہام مین طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال نہین تو یہہ احتمال تو ہے کہ یہہ انگریزی الہام شیطان کی طرف سے ہو جو انگریزی عربی فارسی ہندی وغیرہ سبھی زبانین جانتا ہے - اور جو اسمین غیب کی باتین اور پیشین گوئیان ہین وہ شیطان نے آسمان سے چھپ کر سُن لے ہون کذلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم یہی بات پہلے مشرکین عرب نے آن حضرت کے الہامات عربی کی نسبت کہی تھی پس جو اسکا

جواب خدا تعالےٰ نے آنحضرت کی طرف سے دیا ہے وہی ہم اِس مقام مین مولف براہین کیطرف سے دے سکتے ہین

الجواب سورۃ شعرا مین اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اسی بات کے جواب مین فرمایا ہے کہ اِس قران کو شیطانون نے نہین اتارا اور نہ انکو یہ طاقت ہے وہ تو آسمانون کی خبرین سننے سے آگ کے شعلون کے

وما تنزلت به الشياطين وما ينبغي لهم وما يستطيعون انهم عن السمع لمعزولون هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم يلقون السمع واكثرهم كاذبون۔ (شعرا ع ۹)

ساتھ (اب) روکے جاتے ہین۔ ہم تمہین بتاوین شیطان کن لوگون پر اترتے ہین۔ وہ بڑے جھوٹے گنہگارون پر اُترتے ہین اور انکو وہ جو کچھ چوری سے (انگار پہنچنے سے پہلے) سن پاتے ہین پہنچاتے ہین۔ وہ اکثر باتون مین جھوٹے نکلتے ہین۔

اِس جواب کا ماحصل (چنانچہ بیضاوی و امام رازی نے بیان کیا ہے) یہہ ہے کہ قرآن جو آنحضرت پر نازل ہوا ہے **دو وجہ** سے القاے شیطانی نہین ہو سکتا۔ **اوّل** یہہ کہ جن لوگون کے پاس شیطان اُترتے ہین وہ اپنے افعال و اعمال مین شیطانون کے دوست اور بھائی ہوتے ہین بڑے گنہگار اور بڑے جھوٹے۔ اور یہہ باتین آنحضرت صلعم مین پاے نہین جاتین وہ تو شیطان کے دشمن ہین اور اُسکو لعنت کرنیوالے جھوٹ اور گناہون سے مجتنب اور ان سے منع کرنیوالے **دوم** وہ باتین جو شیطان لاتے ہین اکثر جھوٹی نکلتی ہین اور آنحضرت کے تو انکی ایک بات بھی جھوٹی نہین۔

یہی **جواب** ہم الہامات مؤلف براہین کی طرف سے دے سکتے اور یون کہہ سکتے ہین کہ شیطان اپنے ان دوستون کے پاس آتے ہین اور اُن کو (انگریزی خواہ عربی مین) کچھہ پہنچاتے ہین جو شیطان کی مثل فاسق و بدکار اور جھوٹے دوکاندار ہین

اور مولف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہین اور نیز شیطانی القا اکثر جہوٹ نکلتے ہین اور الہامات مولف براہین سے (انگریزی مین ہون خواہ ہندی وعربی وغیرہ) آجتک ایک بھی جہوٹ نہین نکلا (چنانچہ اُنکے مشاہدہ کرنے والون کا بیان ہرگو ہمکو ذاتی تجربہ نہین ہوا) پہروہ القا شیطانی کیونکر ہوسکتا ہے۔ کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی یہہ قوت قدسی ہے کہ وہ ابنیا و ملائکہ کی طرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے اور اسکی کوئی خبر غیب صدق سے خالی نہ جائے حاشا وکلا۔

شاید بیان ہمارے **معترض** مہربان مولف براہین احمدیہ کے ساتھ ہم کو بھی ملائین اور ہم پر بھی **فتوی کفر** لگائین اور یہ فرمائین کہ اسجواب مین مولف براہین کو آنحضرت سے ملایا گیا ہے اور انکے الہامات کو وحی نبوی کی مانند تصرف شیطانی سے معصوم ٹھہرایا گیا ہے۔ **لیکن مین** انکے فتوے کفر سے نہین ڈرتا کیونکہ مین خود اُن پر فتوی کفر لگا سکتا ہون۔ جو انکے پاس آرہ یا سانچا یا میشین تکفیر ہے وہ مین بھی کہین سے مستعار لیکر کام چلا سکتا ہون۔ ہان انکی بات کا یہہ جواب دیتا ہون کہ مولف براہین احمدیہ (جبکہ اسکے الہامات صادق ہون اور ولایت مسلم) یا اور اولیاء امت محمدیہ اپنے الہامات مین نبیون کی مثل معصوم نہین تو محفوظ تو ہوسکتے ہین خصوصاً ان الہامات مین جو قرآن اور دین اسلام کے موافق اور مؤید ہون۔ ان الہامات مین حفاظت کا حصہ وہ بطور ورثہ بحکم العلماء ورثۃ الانبیاء عصمت ابنیا سے پاتے ہین۔ ان مین اُن مین فرق یہہ ہے کہ ابنیاء علیہم السلام عموماً (یعنی اپنے ہر ایک الہام مین) معصوم ہوتے ہین اور اولیاء خصوصاً ان الہامات مین جو شرع نبی کے مخالف نہون) اور ان الہامات پر وہ قائم و ثابت ہی ہون محفوظ ہوتے ہین۔ ابنیا کے الہامات کی عامہ خلائق کو پابندی واجب ہے

اولیا کے الہامات کی پابندی غیر پر واجب نہین - الہامات انبیا اصل ہین - یہہ الہامات انکی ظل -

اسی مناسبت کی نظر سے ہم نے اِس جواب کو مؤلف کی طرف سے پیش کیا ہے - اسپر جو چاہو فتوے لگاؤ - یہان بھی قلم دوات حاضر ہے کما تدین تدان ہمارے اِس بیان کی تائید رسالہ نمبر ۷ جلد ۷ مین بصفحہ ۲۱۶ وغیرہ بھی ہوچکی ہے - اور پوری تائید اِسکی جواب اعتراض سوم مین آتی ہے - انشاء اللہ تعالی -

دوسرا فائدہ دوسرا الہام انگریزی زبان کا یہہ ہے کہ اسوقت مؤلف کے مخاطب اور اسلام کے منکر و مخالف (عیسائی آریہ برہمو وغیرہ) اکثر انگریزی خوان ہین - انکا افہام یا افحام (ساکت کرنا) جیسا کہ الہامات انگریزی سے ممکن ہے عربی یا فارسی وغیرہ الہامات سے ممکن نہین - عربی وغیرہ مشرقی زبانون کے الہامات کو (وہ انکے مضامین سے آنکھ بند کرکر) یقیناً مؤلف کا ایجاد طبع سمجھتے - اب (جبکہ وہ انگریزی الہامات پڑہتے اور مؤلف کا انگریزی زبان سے محض اُمّی و اجنبی ہونا سنتے ہین) وہ ان الہامات مولف کو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور بے اختیار ان کو خرق عادت و برخلاف عام قانون قدرت (جن کو وہ غلطی سے قدرت خداوندی کا پیمانہ سمجھ رہے تھے) ماننے لگے ہین -

ماہ صیام مین جبکہ مین سملہ پر تھا ایک بابو صاحب برہم سماج کے لکچرار و پریسیڈنٹ (جو میرے ہمسایہ تھے) مجھہ سے قانون قدرت (جس کو لوگون نے قانون سمجھہ رکھا ہے اور درحقیقت وہ خدا کی قدرت کا قانون نہین ہے [دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۴ مین مضمون "النیچر"] کے تغیر و تبدل مین ہم کلام ہوئے - جب مین نے

یہہ ثابت کر دیا اور اُن سے تسلیم کرالیا کہ خدا کی قدرت انہی حالات و واقعات مین (جو ہم دیکھ رہے ہین) محصور و محدود نہین ہے بلکہ وہ اس سے فوق الفوق اور ورا الورا وسعت رکھتی ہے اور ممکن ہے کہ خدا تعالے ان اسباب موجودات سے وہ کام لے جو اسوقت تک ان سے نہین لئے گئے یا ہمنے نہین دیکھے - تو وہ صاحب بولے کہ یہہ امر ممکن تو ہے اور بہ نظر قدرت وسیع و غیر محدود خداوندی ہم اس امکان کو مانتے ہین پر ہم اسکی فعلیت (وقوع) کو کیونکر مان لین جب تک اسکا مشاہدہ نہ کر لین - اسپر مین نے مولف براہین احمدیہ کے الہامات انگریزی زبان کو پیش کیا اور یہہ کہا کہ ایک شخص کا انگریزی زبان سے امی و اجنبی محض ہو کر (جسکو ہم روزمرہ کے مشاہدے و تجربے سے بخوبی جانتے ہین اور دوسرے کو ثابت و معلوم کرا سکتے ہین) بلا تعلیم و تعلم اس زبان مین ایسی باتین بیان کرنا (جن کا بیان انسانی طاقت سے خارج ہو) تمہاری تجویزی قانون قدرت کے مخالف نہین تو کیا ہے ؟ یہہ سُنکر بابو صاحب موصوف نے سکوت کیا اور یہہ فرمایا کہ ایسے شخص کو مین بھی دیکھنا چاہتا ہون - پھر مین نے یہہ بھی سنا کہ انہون نے ایک خط بھی متضمن اظہار اشتیاق ملاقات مولف براہین احمدیہ کے نام لکھا اور مجھے یہہ بھی امید ہے کہ اگر وہ اپنے ارادے و وعدے کو پورا کرین گے اور مولف کے زاد بوم کے ساکنین ہندو مسلمانون کی متواتر شہادت سے انکا انگریزی زبان سے محض ناواقف ہونا ثابت کر لینگے تو وہ اس امر کا خرق عادت اور کرامت ہونا مان لین گے - اور وہ جب الہامات یا مولف کی کسی اور پیشین گوئی کا خود تجربہ و مشاہدہ کر لین گے تو قبول و اظہار اسلام سے بھی دریغ نکرینگے -

ایسا ہی مجھے اور انگریزی خوانان اہل انصاف سے توقع ہے کہ اگر وہ بچشم انصاف انگریزی الہامات مولف کو پڑہین یا بگوش انصاف سُنین اور

ساتھ ہی اِسکے انکو یہ بھی تصدیق ہو کہ مولف انگریزی کا ایک حرف نہین جانتا تو وہ
اِس امر کا کرامت ہونا مان لین - یہہ لوگ جو اپنے تجویزی قانون کو قانون قدرت خداوندی
سمجھتے ہین اور اِسکے خلاف کو محال جانتے ہین تو اس کی وجہ یہی ہے کہ آج کل ان کو
اِس قانون کے مخالف کچھہ دکہانے والا کوئی نظر نہین آیا - اور پچھلے خوارق انبیا و
اولیا پر (جو بواسطہ نقل انکو پہنچے) انکو راستی کا گمان نہین ہے اور جو ان مین سے
(جیسے حضرات نیچریہ جو مسلمان برہمو یا فلسفی مسلمان کہلانے کے مستحق ہین) اس نقل کو
راست جانتے ہین وہ اِس مین تاویل و تصرف کر کے اِن خوارق کو امور عادیہ بنا لیتے
ہین - ان لوگون کو بھی کوئی ظاہر کرامات دکھانے والا نظر آوے تو امید ہے کہ انکا
انکار بھی مبدل باقبال ہو جاوے - اسی امید پر ہم مولف براہین احمدیہ کو یہہ
صلاح دیتے ہین کہ جیسے آپنے پادریون اور برہمو سماج و آریہ سماج کے سرگروہ
و اعیان کے نام خطوط متضمن وعدہ مشاہدہ خوارق تحریر کئے ہین ویسے ہی سرگروہ
فرقہ نیچریہ کے نام بھی ایک خط تحریر فرمائین - اِسکے جواب مین اگر وہ یہ کہین
کہ ہم تو اسلام کو قرآن کو مانتے ہین خدا کو خدا اور رسولؐ کو رسول جانتے ہین ہمکو خوارق و
کرامات کی (جن کے مشاہدے سے صرف تصدیق نبوت مقصود ہوتی ہے) کیا ضرورت ہے-
تو اِسکا جواب ان کو یہہ دین کہ آپ لوگ گو ذات یا لفظ خدا کو مانتے ہین مگر اسکے صفات پر
پورا ایمان نہین رکہتے - اسکا قادر مطلق ہونا تسلیم نہین کرتے - اسکو اس بات پر کہ وہ
آگ سے پانی کا اور پانی سے آگ کا کام لے قادر نہین سمجھتے بلکہ اِس امر کو اسکی قدرت
مین بٹہ لگانے والا خیال کرتے ہین (دیکھو تہذیب اخلاق رجب ۱۲۹۶ ہجری)
اور خدا کو ایسا ماننا نہ ماننے کے برابر ہے - اسلئے آپ لوگون کو بھی اس امر کی
سخت حاجت ہے کہ کرامات و خوارق کا بچشم خود ملاحظہ کرین اور اپنے اس ایمان کو
صحیح یا کامل بنا دین -

تیسیر اسرار و فائدہ الہامات انگریزی زبان کا یہہ ہے کہ جو لوگ انگریزی بانج پڑہنے بولنے کو کفر سمجہتے ہین انکا یہ خیالی کفر ٹوٹے اور انکو (جب وہ انصاف سے کام لین) اس مسئلہ شرعیہ کا کہ "زبانین بہی خدا کی تعلیم و الہام سے ہین اور کسی زبان کا بولنا پڑہنا منع نہین ہے اور کسی زبان کو (عربی ہو خواہ فارسی ہندی ہو خواہ انگریزی) اسکے مضامین سے نظر اٹھاکر اچہا یا برا نہین کہا جا سکتا" (جسکا مفصل بیان و ثبوت شرعی اشاعة السنة نمبر ۲ جلد ۵ مین گزر آئم) بامشاہدہ الہام سے ثبوت ملے۔

ہر چند قبل تسلیم الہام مولف یہ الہامات انگریزی زبان ان لوگون پر حجت نہین ہو سکتے۔ مگر جب وہ انصاف سے کام لینگے اور اس بات کو کہ مولف براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہین جانتا اے A بی B سی C کی صورت تک نہین پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کر لین گے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار غیب کو (جن پر کوئی بشر بذات خود قادر نہین) انصاف کی نظر سے دیکہین گے تو انصاف انکو ان الہامات کی تسلیم پر مجبور کر دیگا۔ اسوقت انکو اس مسئلہ قدیمہ شریعت محمدیہ کا بامشاہدہ الہام سے ثبوت ملیگا۔

انکو انصاف نصیب نہوگا تو یہہ فائدہ انہی لوگون کو ہوگا جو مولف کو سچا جانتے ہین اور انکے الہامات کو مانتے ہین اور اس سے پہلے وہ انگریزی زبان کو برا سمجہتے تھے اور انگریزی پڑہنے والون کو سخت حقارت سے دیکہتے تھے اب ان سے امید ہے کہ وہ اس متعصبانہ جاہلانہ خیال کو دماغ سے نکال دینگے اور دنیاوی اغراض کے لئے جیسے اپنے بچون کو فارسی ہندی سکہاتے ہین انگریزی بہی سکہائینگے اور اسباب ترقی حسن معاشرت سے جنمین اور لوگ بڑہے جاتے ہین اور یہہ باوجود طلب محض جہالت و تعصب سے پس ماندہ ہین حصہ پائینگے۔

بعض خوش فہم ان فوائد ظاہرہ کو سنکر غور و انصاف سے یکسو ہوکر یہ اعتراض کرتے ہین

کو انگریزی زبان کے الہاموں مین یہہ فوائد تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انگریزی زبان مین الہام کیون نہ ہوا۔

اِس کا جواب ان فوائد کی تقریر کے ضمن مین ادا ہو چکا ہے مگر توفیق رفیق نہ ہو تو سمجھہ مین کیونکر آوے اِن حضرات کے فہم پر ترس کہا کر ما علم ضمنا (یعنی جو ضمنا معلوم ہوا) کی تصریح اور اِس جواب کی با لاختصار تقریر کیجاتی ہے۔

(۱) آنحضرت کے مخاطب وقت انگریزی خوان نہ تہے اسلئے آپ کو انگریزی زبان مین الہام نہوا وہ لوگ عربی زبان تھے لہذا انکو عربی زبان ہی مین قرآن نے اعجاز دکہایا۔ اس اعجاز کے علاوہ صدہا معجزات اور بھی اُنکو دکہائے گئے جو اُس* وقت اُن لوگون کے مناسب حال تہے۔

* خدا تعالی کی قدیم عادت ہے کہ ہر زمانے مین اِس قسم کے معجزات و خوارق منکرین کو دکہاتا ہے جو اُس کے زمانے کے لئے مناسب ہون۔ حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین سحر کا بڑا زور تہا۔ اسلئے انکو ایسا معجزہ (لاٹھی کا سانپ بن جانا وغیرہ) دیا جو سحر کا ہم جنس یا ہم صورت تہا اور پہر وہ سحر پر غالب آیا۔ حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانے مین طب کا بڑا چرچا تھا اسلئے انکو ایسا معجزہ (اندہے مادر زاد اور کوڑہی کو اچہا کرنا اور مردے کو زندہ کرنا) دیا گیا جسنے طبیبون کو مغلوب کیا۔ آنحضرت صلعم کے مخاطبین وقت کو فصاحت کا ایسا دعوے تہا کہ وہ اپنے سوا کسی کو اہل سخن نہ جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بلاد غیر کے لوگون کا عجم (یعنے گونگے) نام رکہتے تھے۔ اِسلئے خدائے تعالےٰ نے انگریزی خوانون پر (جو عربی سے محض نا آشنا ہین اور سماعی باتون پر وہ ایمان نہین لاتے) دین محمدی اور قرآن کا صدق ظاہر کرنا چاہا تو آنحضرت کے امتیون اور خادمون مین سے ایک شخص کو انگریزی الہامات سے (جو انگریزی خوانون کے افحام یا افہام کا باعث ہون) ممتاز فرمایا۔

(۲) اور آنحضرت کے زمانے مین اقوام غیر کی زبان سیکہنے کو برا نہ سمجھتا تھا بلکہ آن حضرت نے زید بن ثابت کو عبرانی سیکہنے کا حکم دیا ہے چنانچہ بخاری مین بصفحہ ۱۰۶۸ منقول ہے اور اس روایت کی تخریج اشاعۃ السنتہ نمبر ۶ جلد ۵ مین ہوچکی ہے آنحضرت کے زمانے مین ایسے متعصب (جو ہمارے زمانے مین موجود ہین) ہوتے تو ضرور آنحضرت بھی اقوام غیر کی زبانون مین ملہم و مخاطب ہوتے اور ابطال خیال متعصبین زمانہ حال کے لئے وہی حکم جو زید بن ثابت کو ارشاد ہوچکا ہے کافی ہے اور آیات قرآن وعلم آدم الاسماء اور ومن آیاتہ اختلاف السنتکم وغیرہ مین بہی اس خیال کا ابطال پایا جاتا ہے ۔چنانچہ اشاعۃ السنتہ نمبر ۶ جلد ۵ مین اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

بعض **انگریزی خوان** ان الہامات انگریزی پر یہہ **اعتراض** کرتے ہین کہ ان کی **انگریزی** اعلےٰ درجہ کی **فصیح** نہین۔

اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اعلی درجہ کی فصاحت تو قرآن ہی کا معجزہ ہے جو بجز قرآن کسی مسلم الثبوت کتاب آسمانی مین بھی نہین پایا جاتا پہر ان الہامات مین اعلے درجے کی فصاحت نہ پائی گئی تو کونسا محل اعتراض ہے ۔ یہان صرف غیر زبان مین الہام ہوتا ہی (معمولی طور پر کیون نہو) خرق عادت اور کرامت ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا (جن کی امت مین یہ الہام ہوا) معجزہ

بعض یہہ بہی **اعتراض** کرتے ہین کہ ان الہامات کی انگریزی مین **غلطیان** بھی ہین جیسے اس فقرہ ملہمہ مین (جو بصفحہ ۴۸۰ کتاب موجود ہے)۔ ”آئی کین ویٹ آئی ول ڈو“ لفظ ویٹ غلط ہے صیحح اس مقام مین لفظ وہٹ چاہیئے۔

اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اس غلطی کا الہام سے ہونا متعین ومتیقن نہین

جائز و ممکن ہے کہ الہام مین لفظ وہٹ ہو مولف نے اس وجہ سے کہ وہ اس زبان
اور حروف سے محض اجنبی و امی ہے دیٹ پڑھ لیا ہو جو لفظ وہٹ کا ہم شکل و
مشابہہ ہے جیسے لفظ دیٹ جو کتاب مین مکتوب ہے اسی تشابہ کے سبب وہٹ
پڑہا جا سکتا ہے چنانچہ ایک لائق انگریزی خوان (سٹیشن ماسٹر بٹالہ) سے اس
غلطی کا ذکر آیا تو انہون نے فرمایا کہ مین نے تحیاس لفظ کو وہٹ ہی پڑہا تہا۔

بعد تحریر اس جواب کے **اُسیدن** (جسدن یہہ جواب لکھا جا چکا تھا) جناب **مولف** اس شہر بٹالہ مین جہان مین اب ہون تشریف لائے اور آپ کی **ملاقات** کا اتفاق ہوا تو مین نے آپ سے پوچھا کہ انگریزی الہامات آپ کو کس طور پر ہوتے ہین انگریزی حروف دکہائے جاتے ہین یا فارسی حروف مین انگریزی فقرات لکہے ہوئے دکہاے جاتے ہین انہون نے جواب مین فرمایا کہ فارسی حروف مین انگریزی فقرات مکتوب دکہاے جاتے ہین جس سے مجہے اپنی تجویز کا یقین ہوا اور معلوم ہوا کہ یہہ غلطی ہے تو مولف کے فہم کی غلطی ہے جنہون نے وہٹ کو دیٹ پڑہا اصل الہام کی غلطی نہین اور ایسی غلطی فہم یا تعبیر (جس سے کوئی گمراہی پیدا نہ ہو اور نہ اس سے صدق ملہم یا الہام مین فرق آوے) ایسے الہام مشتبہ یا مبہم مین کوئی نئی بات نہین اور نہ محل تعجب و انکار ہے۔ اس قسم کی غلطیان پہلے ملہمین مسلّم الالہام سے بھی ہو چکی ہین اور یہہ ان کے الہام مین خلل انداز نہین سمجہی گیئن۔

عصمت انبیا کا مسئلہ نہایت صحیح و درست اور تسلیم و

صحت نبوت کا مناط و مدار ہے مگر وہ انہی امور سے متعلق ہے جو تکلیفی و

---

* تکلیفی امور سے وہ احکام شرعیہ مراد ہین جنکے کرنے یا نہ کرنے پر لوگ مکلف و ماموہین تبلیغی امور مین احکام شرعیہ کے علاوہ انبیا علیہم السلام کے

تبلیغی ہین اور ان سے عامہ مکلفین کی ہدایت یا نفع (اگر وہ ٹھیک طور پر ادا ہون) یا ضلالت و نقصان (اگر انکے ادا و تبلیغ مین غلطی ہو) متصور ہے **زائد امور** مین جو ہدایت اور ضلالت کا مدار نہ ہون اور نہ ان کے وقوع یا عدم وقوع سے صدق یا کذب ملہم ثابت ہوتا ہو۔ **غلطی** فہم یا تعبیر یا اشتباہ مراد اس عصمت مین خلل انداز نہین ہے۔

اسکی **تفصیل** اور اسپر **دلیل** پیش کرنے کیلیہ **موقع نہین** اس تفصیل و دلیل کا محل ہمارا مضمون اثبات نبوت ہے جسکا وقت اتمام عنقریب آنیوالا ہے۔ اس مقام مین ایسی دو **تمثیلون** کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے جن مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۱

ذاتی **افعال** (جنکی تبلیغ وہ اپنے فعل سے کرتے ہین اور اُمت پر ان افعال کا اقتدا واجب ہے) بھی داخل ہین اور امور تبلیغی مین وہ **اخبار** گذشتہ یا آیندہ داخل ہین جنکے صدق سے صدق انبیا متصور ہے اور کذب سے کذب۔

جو شایقین ہمارے مضمون اثبات نبوت کا انتظار نہ کر سکین وہ اس تفصیل و دلیل کو کتب تفاسیر (تفسیر کبیر وغیرہ) و کتب عقائد (شرح عقائد شرح فقہ اکبر۔ تحفہ اثنا عشریہ شرح مواقف وغیرہ) مین ملاحظہ کرین

ہم اس مقام مین صرف مذاہب اسلامیہ کی **تفصیل** کرتے ہین۔ جس سے ناظرین کو معلوم ہو کہ سبھی مذاہب مین محل عصمت وہی امور ہین جو مدار صدق اور متعلق تبلیغ و شریعت ہین۔ زائد امور کو جن کو شریعت و تبلیغ سے تعلق نہین اور نہ وہ گناہ یا طاعت سے تعلق رکھتے ہین عصمت کا محل کوئی نہین سمجھتا

فقہ اکبر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور اسکی شرح منح الازہر (تالیف مُلا علی قاری) مین ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام گناہون سے صغیرہ ہون خواہ کبیرہ

سید الملہمین خاتم المرسلین کا بعض الہامات (غیر متعلق بہ تکلیف و تبلیغ) کے

والانبیاء علیہم السلام	خصوصاً کفر اور بے حیائی کے
کلھم منزھون عن الصغائر	کامون سے معصوم ہوتے ہین۔
والکبائر والکفر والقبائح	ہان بعض انبیا سے لغزش اور بھول
وقد کانت منھم زلات	چوک ہو جاتی ہے جو ان کے
وخطیات ای عثرات بالنسبۃ	عالی مقامات اور روشن حالات کی
الی ما لھم من علی المقامات	طرف نظر کرنے سے خطا معلوم ہوتے
وسنی الحالات ذکر القاضی	ہین قاضی ابو زید نے اصول فقہ
ابو زید فی اصول الفقہ ان	مین فرمایا ہے کہ نبی صلعم کے
افعال النبی صلی اللہ علیہ	افعال جو قصداً ان سے سرزد
وسلم عن قصد علی اربعۃ	ہوئے چار قسم ہین واجب۔
اقسام واجب ومستحب ومباح	مستحب مباح اور لغزش اور جو
وزلۃ فاما کان یقع غیر قصد	بلا قصد سرزد ہوئے جیسے سوتے
کما یکون من النائم والمخطی	ہوئے یا بھولنے والے کا فعل
ونحوھما فلا عبرۃ بھا لانھا	اسکا اعتبار نہین کیونکہ وہ متعلق
غیر داخلۃ تحت الخطاب	حکم الٰہی نہین اور فعل لغزش کے
ثم الزلۃ لا تخلو عن القران	ساتھ اسکی لغزش ہونے کا بیان
ببیان انھا زلۃ اما من	ضروری ہے خواہ نبی سے ہو جیسے
الفاعل نفسہ کقول موسی	حضرت موسی کا اپنے فعل قتل
حین قتل القبطی بوکزتہ	قبطی کی نسبت یہہ کہنا کہ یہہ
ھذا من عمل الشیطان	فعل شیطان ہے) خواہ

نفحات مکیہ صفحہ ۲۹۳

مراد سمجھتے ہیں اشتباہ و شک پایا جاتا ہے -

واما من اللہ سبحانہ کما
قال تعالی فی حق آدم وعصی
آدم ربہ فغوی مع انہ قیل
زلتہ کانت قبل نبوۃ لقولہ
تعالی ثم اجتبیہ ربہ فتاب
علیہ وھدی واذا لم یخلو
الزلۃ عن البیان لم یشکل
علی احد انہا غیر صالح
للاقتداء بہا فتبقی العبرۃ
للانواع الثلثہ وقد
ذکر شمس الائمۃ ایضا نحو
وفی شرح العقائد ان الانبیاء
معصومون عن الکذب
خصوصا فی ما یتعلق بامر
الشرع وتبلیغ الاحکام و
ارشاد الامۃ اما عمدا
فبالاجماع واما سہوا فعند
الاکثرین وفی عصمتہم عن
سائر الذنوب تفصیل و
ھو انہم معصومون عن الکفر

[illegible] ص ۲۹۴

خدا کی طرف سے جیسے خدا کا حضرت
آدم کے ممنوع درخت کا پہل کہانے
پر) یہہ فرمانا کہ آدم نے اپنے اِس
فعل میں اپنے رب کا کہا نہیں مانا
اور چونکہ انبیا کی لغزش اس بیان
سے خالی نہیں ہوتی لہذا یہ بات
کسی پر مشتبہ نہیں کہ انبیا کا فعل
لغزش لائق اقتدا نہیں پس لائق
اعتبار پہلے تین قسم ہوئے ایسا
ہی شمس الائمہ نے ذکر کیا ہی -
اور شرح عقائد میں ہے کہ انبیاء
جہوٹ سے خصوصاً اس امر میں جو
شرع و تبلیغ احکام اور ہدایت
امت کے متعلق ہو معصوم ہوتے
ہین عمداً گناہ کرنے سے تو سب
کے نزدیک معصوم ہین سہو سے
سے گناہ کرنے سے اکثر کی خیال
ہین جہوٹ کے سوا اور
گناہوں سے معصوم ہونے مین
مذاہب کی یہ تفصیل ہے کہ کفر سے

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو الہام منامی (یعنی خواب ہین)

قبل الوحی و بعدہ با لاجماع	تو وہ نبوت سے پہلے اور پیچھے
وکذا عن تعمد الکبائر	معصوم ہین ایسا ہی عمداً کبیرہ
عند الجمھور خلافا للحشویہ	گناہ کرنے سے اسمین حشویہ کو
واما سھوا فجوزہ الاکثرون	(جو قران وحدیث کے ظاہری
واما الصغائر فیجوز عمداً	الفاظ بے سوچے سمجھے پکڑ لیتے
عند الجمھور خلافا للجبائی	ہین) خلاف ہے وہ عمداً
واتباعہ ویجوز سھوا بالاتفاق	گناہون کے سرزد ہونے کے
الا مایدل علی الخسہ کسرقۃ	بھی قائل ہین ہونے سے گناہ
لقمۃ وتطفیف حبہ لکن	سرزد ہونے کو اکثر ممکن سمجھتے
المحققین اشترطوا ان	ہین چھوٹے گناہون کا عمداً
ینبھوا علیہ فینتھوا عنہ	سرزد ہونا جمہور کے نزدیک جائز
ھذا کلہ بعد الوحی واما	ہے - اسمین جبائی معتزلی اور اسکے
قبلہ فلا دلیل علی امتناع	اتباع کو خلاف ہے - سہواً سرزد ہونا
صدور الکبیرۃ خلافا	صغائر کا سب کے نزدیک درست ہے بجز
للمعتزلۃ ومنع الشیعۃ صدور	ایسے صغیرہ کی جسمین خست پائی جاوے
الصغیرۃ والکبیرۃ قبل	جیسے ایک لقمہ کا چرا لینا یا ایک دانہ وزن
الوحی وبعدہ	مین کم دینا لیکن محققین کہتے ہین
	کہ ایسے صغائر سے بہی انکا خدا کی طرف
(شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۸ وغیرہ)	سے متنبہ ہوکر باز آجانا ضروری ہے

یہ نبوت سے پچھلے زمانے کا حکم ہے - اور نبوت سے پہلے کبیرہ گناہ کے

۱۶۴ صفحہ ملاحظہ ہو ۲۹۴ (حاشیہ)

عن عائشۃ ان النبی صلعم قال لہا اریتک فی المنام مرتین اناک فی سرقۃ من حریر ویقول ھذا امرءتک فاکشف عنہا فاذا ھی انت فاقول ان یک ھذا من عند اللہ یمضہ (صحیح بخاری ص۵۵۸)

قال القسطلانی ناقلا عن شرح المشکوۃ وجہ التردد ھل ھی رؤیا وحی علے ظاہرہا او حقیقتہا او رؤیا وحی لہا تعبیر وکلا الامرین جائز فی حق الانبیاء قال فی الفتح ھو المعتمد وبہ جزم السہیلی عن ابن العربی۔

(شرح قسطلانی جلد ۶ ص۲۳۷)

حضرت عائشہ صدیقہ کی صورت قبل از نکاح مشاہد کرائی گئی اور کہا گیا کہ یہہ تیری زوجہ ہوگی۔ آنحضرت کو (باوجودیکہ آپ کو اصل الہام مین شک نہ تھا اور ابنیا کا الہام منامی کیون نہو ہمیشہ یقینی ہوا کرتا ہے) اس الہام کی تعبیر و مراد سمجھنے مین اشتباہ واقع ہوگیا اور آپ نے یہہ فرمایا کہ اگر یہہ خدا کی طرف سے ہے (یعنی بظاہر معنی کہ اس صورت سے عائشہ صدیقہ ہی مراد ہو) تو خدا اسکو سچا کریگا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۵

سرزد ہونے کے محال ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے۔ اسمین معتزلہ کو خلاف ہی۔ شیعہ کا یہہ قول ہے کہ نبی نبوت سے پہلے اور پیچھے صغیرہ اور کبیرہ بہی گناہون سے معصوم ہوتا ہے"

اس تفصیل مذاہب سے ثابت ہوا کہ جو امر زاید و غیر متعلق بہ تکلیف ہو اور اُسکو صغیرہ یا کبیرہ گناہ نہ کہا جاسکے اس مین کسی مذہب کے رو سے نبی کی خطا سے محافظت ضروری نہین۔ ان مذاہب کے دلائل دیکھتے ہون تو تفسیر کبیر جلد (۱) صفحہ (۵۰۴) اور شرح مواقف ص۶۵۸ ملاحظہ کرین۔

(۲) آنحضرت صلعم کو الہام منامی مین آپ کی ہجرت کی ایسی جگہہ دکہائی گئی جسمین درخت خرما تھے اِس کی تعبیر آپ کے خیال مین یہہ آئی کہ وہ یمامہ ہے یا موضع ہجر۔ مگر یہہ خیال واقع کے مخالف نکلا وہ ہجرت کی جگہ مدینہ طیبہ تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اس امر کا اظہار فرمایا۔

عن ابی موسی عن النبی صلعم رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بہا نخل فذھب وھلی انہا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی یثرب (صحیح بخاری صفحہ ۵۵۱)

جب ان دونون الہامون کے (جو متعلق بہ تبلیغ و تکلیف نہین) معنے سمجہنے مین سید الملہمین وخاتم المرسلین کو شک و اشتباہ واقع ہوا اور الہام دوم کے معنی سمجہنے مین تو آپکا خیال واقع کے بھی مخالف نکلا تو پہر مولف براہین احمدیہ کا (جو نبی نہین ہے صرف نبی آخر الزمان کے خادمون اور امتیون سے ہے) ایک لفظ الہامی غیر زبان کے سمجہنے مین غلطی کرنا (جس سے نہ کوئی گمراہی مخلوق متصور ہے نہ اس سے الہام یا ملہم کی کسی خبر کی نسبت خلاف کوئی ثابت ہوتی ہے) کونسا محل تعجب و انکار ہے۔

یہہ جواب اور اسکی موید مثالین ان انگریزی خوان معترضین کے (جو اہل اسلام ہین اور وہ انبیا کے ان حالات کو مانتے ہین) خطاب مین پیش کی گئی ہین اور اگر معترضین اقوام غیر سے ہین (جو نبیون اور اُن کے حالات و مقالات مندرجہ کتب حدیث کو نہین مانتے) تو انکا جواب یہی بس ہے کہ ایسے امور زائد مین (جو صدق وہدایت کا مدار نہون) ملہم کے خطا سے حفاظت کی ضروری ہونے پر کوئی دلیل نہین اور یہہ خطا ان کے فرض منصبی مین خلل انداز نہین کیونکہ ان امور زائد کو ان کے فرض منصبی سے

کچھہ تعلق نہین - ان امور مین انکا غلطی کرنا ایسا ہے جیسا کہ انکا راستے مین چلتے ہوئے پھسل جانا یا چھت پر سے گر پڑنا یا کسی کے ہاتھ سے مارے جانا یا چوٹ کہانا یا کپڑا سینے یا کہیتی کرنے مین کوئی غلطی کرنا جسکو کوئی بھی ان کے فرض منصبی کے مخالف نہین سمجہتا -

اعتراض سوم کا جواب

اس اعتراض کا ماحصل یہہ ہے کہ مولف براہین احمدیہ اپنے الہامات کو حجت قطعی جانتا ہے حالانکہ علماء اسلام نے الہام غیر نبی کو مطلق حجت نہین مانا اور اسکو دلیل شرعی قرار نہین دیا -

الجواب

علمائے اسلام نے جو قرار دیا ہے کہ الہام و کشف غیر نبی حجت نہین تو اس سے انکی مراد (جس کو وہ خود بہ تصریح بیان کر چکے ہین ہم اپنی طرف سے نہین کہتے) یہہ ہے کہ غیر نبی کا الہام یا کشف کسی دوسرے پر حجت نہین اور وہ ان دلائل شرعیہ مین سے نہین ہے جنکا اتباع عام اہل اسلام پر واجب ہے اور مولف براہین احمدیہ نے اس قرار داد علما کا خلاف ہرگز نہین کیا اور کہین نہین فرمایا کہ میرا الہام اور لوگون پر حجت ہے چہ جائیکہ اسکو قطعی حجت ٹھہرایا ہو جو لوگ یہہ دعوے کرتے ہین کہ مولف براہین اپنے الہامات کو اورون پر حجت ٹھہراتے ہین اور دوسرے لوگون کو ان پر یقین کرنا واجب سمجھتے ہین - وہ ہمکو مولف براہین کا کوئی ایک ہی کلمہ اس کتاب مین سے یا اور کہین سے ایسا بتاوین جس مین انہون نے اپنے الہامات کو اورون کے لئے حجت یا قطعی دلیل ٹھیرایا ہے - اور اگر وہ کوئی ایسا کلمہ انکی کلام مین نہ پائین تو یہہ اعتراض کرنے

ہوئے خدا سے شرمائین اور اس اعتراض بیجا اور طعن ناروا سے باز آئین -

کتاب براہین احمدیہ کی جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ اور جلد ۴ صفحہ ۴۸۵ وغیرہ کے ان فقرات سے (جن مین مولف نے الہام اولیاء اللہ کو قطعی کہا ہے) یا مولف کی کسی اور عبارت و کلام سے یہہ ہرگز مفہوم نہین ہوتا کہ وہ الہام غیرنبی کو ملہم کے سوا اورون کے حق مین بھی قطعی جانتے ہین - اور حجت واجب العمل خیال کرتے ہین بلکہ ان کے ان فقرات سے جو جلد چہارم مین آپ نے فرمائے ہین - صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس الہام کو ملہم ہی کے حق مین حجت و دلیل سمجھتے ہین غیرون پر اسکا عمل واجب نہین جانتے چنانچہ بصفحہ ۴۴۵ جلد چہارم خود فرماتے ہین "خود ظاہر ہے کہ اگر خضر اور موسی کی والدہ کا الہام صرف شکوک اور شبہات کا ذخیرہ تھا اور قطعی اور یقینی نہ تھا تو ان کو کب جائز تھا کہ وہ کسی بیگناہ کی جان کو خطرہ مین ڈالتے یا ہلاکت تک پہنچاتے یا کوئی دوسرا ایسا کام کرتے جو شرعاً و عقلاً جائز نہین ہے آخر یقینی علم ہی تھا جس کے باعث سے وہ کام کرنا ان پر فرض ہوگیا تھا اور وہ امور ان کے لئے روا ہوگئے کہ جو دوسرون کے لئے ہرگز روا نہین"

ایکدفعہ مولف سے بالمشافہ انکے الہام کی نسبت کچھہ ذکر ہوا تو انہون نے صاف فرمایا کہ "ملہم پر تو اپنے الہام کے موافق عمل کرنا واجب ہی ہے اور لوگ اس کے موافق عمل نہ کرین تو ملہم کو رنج ضرور ہوتا ہے" اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اورون کے حق مین اسکو واجب العمل نہین سمجھتے اور حجت خیال نہین کرتے -

اس بیان سے جواب اعتراض سوم تو پورے طور پر ادا ہوا

مگر اس سے ایک یہہ سوال پیدا ہو گیا کہ ولی اپنے الہام کو اپنے حق مین کیون حجت و دلیل سمجہتا ہے اور اسکے منجانب اللہ ہونے کا یقین کر لینا اسکو کیونکر جائز ہے ۔ جس حالت مین اسکے الہام مین وسوسہ شیطانی کا بہی احتمال ہے اور وہ خود تلبیس ابلیس سے معصوم نہین ہے ۔ اسی نظر سے ادلہ شرعیہ چار سے زیادہ شمار نہین ہوئین اور الہام و کشف غیر نبی اُن چار مین داخل نہین ۔

یہہ سوال مولف براہین احمدیہ پر وہ لوگ بھی کرتے ہین جو خود الہامی خاندان سے مشہور ہین اور مولف براہین سے پہلے وہ اپنے بزرگون کے الہام خود لوگون کو سناتے تہے اور انہی الہامات کے سبب وہ اپنے زمرہ اتباع مین آجتک ممتاز و مقتدا تصور کئے جاتے ہین ۔ جب وہ مولف کے ان دعاوی کو جن مین وہ اپنے الہامات کا اپنے لئے مفید علم و یقین ہونا بیان کرتے ہین ۔ سنتے ہین تو انکی طرف تعجب و حیرت کی نگاہون سے دیکھتے ہین ۔ اور جب وہ آپ کے وہ دعاوی مبارزانہ (جن مین وہ اپنے الہامات کے بہروسے مخالفین اسلام کو شرطین لگا کر خوارق مشاہدہ کرانے کا وعدہ دیتے ہین) سنتے ہین تو ان پر سخت معترض ہوتے ہین ۔ اور بعید نہین کہ وہ لوگ یا اَور معترض اشاعۃ السنتہ نمبر ۵ و ۶ جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۳ کی مندرجہ عبارات احیاء العلوم و میزان کبرے شعرانی وغیرہ کو بھی اپنے تعجب و اعتراض کے موید سمجہین اور ان عبارات کی دستاویز سے ہمارے ہی رسالہ سے ہم کو الزام دینے پر بہی مستعد ہو جائین ۔ لہذا اس سوال کے جواب دینے مین ہمکو خود بھی کسیقدر زیادہ غور کی ضرورت پیش آئی ہے اور ناظرین با انصاف کو بھی اسمین مزید توجہ کی ضرورت ہے ۔ بلکہ سچ پوچہو تو

اس کتاب یا اسکے مولف کی نسبت جسقدر اعتراضات منقول ہوئے ہین ان مین سے صرف یہی ایک علمی یا مذہبی سوال ہے جسکے جواب مین کچھہ ہم کو سوچنا پڑا اور اسکی طرف ناظرین اہل علم کی بھی توجہ ضروری ہے اور اعتراضات تو محض حاسدون کے افترارات یا وہمیون کے خیالات ہین جنکے جوابات سے صرف عوام یا اوساط الناس کے دہوکا کہا کر گمراہی مین پڑ جانے کے خوف سے قلم اٹھایا گیا ہے ورنہ اہل علم کے نزدیک وہ سوالات لایق تعرض و جواب نہ تہے ۔

جواب

یہہ اصول تو مسلم ہین کہ ملہم[1] (غیر نبی) اپنے سبہی الہامات مین معصوم نہین ہوتا - اسکے بعض الہامات مین تلبیس ابلیس کا امکان و احتمال ہے (۲) اور وہ خود بھی اپنے ہر ایک الہام پر (جب تک انکا مخالف شریعت نہونا ثابت نہ کرلے) یقین کرنے کا شرعاً مجاز نہین (۳) اور اسکا یقین (جو اسکو اپنے الہام پر خود بخود حاصل ہوتا ہے) شرعی حکم نہین (۴) اور (بنا رعلیہ) اسکا ہر ایک الہام خود اسکے حق مین بھی ایسی دلیل شرعی (جسپر اہل اسلام کا اتفاق ہو) نہین ہے چہ جائیکہ وہ اور ون کے حق مین دلیل شرعی قطعی واجب العمل ہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ و ۶ جلد ۲ کے صفحہ ۱۵۳ وغیرہ مین انہی اصول کی تائید و تسلیم کے متضمن عبارات احیاء العلوم میزان کبرے و فتوحات وغیرہ منقول ہوئے ہین جن کی تسلیم سے ہم کو اب بھی انکار نہین ہے -

ولیکن یہہ مسلم[1] نہین کہ ولی اپنے کسی الہام مین بھی معصوم (بمعنے محفوظ) نہین ہوتا - اسکا ہر ایک الہام محتمل تلبیس ابلیس (یا وسوسہ شیطانی ہوتا ہے) (۲) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ ولی کو اپنے کسی الہام پر

جب تک کہ کتاب آسمانی مین اسکی شہادت و تائید نہ پائی یقین کرنا جائز نہین ہے
(۳) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ یہہ یقین اسکو اپنے کسی الہام مین حاصل نہین ہوتا جب تک کہ وہ اپنے الہام کی شہادت کسی کتاب آسمانی مین نہین پاتا (۴) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ اسکو اپنے الہام پر (گو وہ مخالف شرع نہو) عمل کرنا شرعاً ممنوع ہے جب تک کہ کسی کتاب آسمانی مین اس پر عمل کرنے کی صریح اجازت نہ پاوے (۵) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ اسکا کوئی الہام بدون شہادت آسمانی اسکے حق مین (اتفاقی نہ سہی) اختلافی دلیل بھی نہین ہے جسپر عمل کرنے کے لئے وہ کسی وجہ سے اور کسی کے نزدیک مامور و مجاز نہ ہو۔

ان اصول کو جنکی تسلیم سے ہم کو انکار ہے ہمنے **اشاعۃ السنۃ** نمبرہ و ۶ جلد ۲ **مین تسلیم نہین کیا** اور نہ کسی اور محقق عالم اسلام کو ان اصول کا قائل و مسلم پایا اور نہ ان کی تسلیم و صحت پر کتاب اللہ و سنت یا تصانیف علماء امت و فقہاء ملت مین کسی دلیل کا مشاہدہ کیا۔

لہذا ہم باوجود تسلیم ان اصول کے جو اشاعۃ السنۃ نمبرہ و ۶ جلد ۲ مین تسلیم کر چکے ہین یہہ **چار دعوے کر سکتے ہین (۱)** ملہم غیر نبی جو نیکوکار و پرہیزگار ہو نہ فاسق و بدکار اپنے الہامات مین (جو کتاب اللہ کے مخالف* ہون بلکہ

---

* یہہ قید محض ادباً و تعظیماً للشریعۃ لگائی گئی ہے ۔ ورنہ قید دوام و ثبات الہام اس قید (عدم مخالفت کتاب اللہ) سے مغنی ہے ۔ اور کوئی الہام اولیاء اللہ جسپر وہ منجانب اللہ قائم و ثابت رکھے جاوین خلاف شریعت نہیں ہوتا ۔ اسی نظر سے مولف براہین احمدیہ نے الہام اولیا کے مخالف کتاب اللہ کے ہونے سے انکار کیا ۔ اور بصفحہ ۲۳۵ کتاب بضمن حاشیہ در حاشیہ نمبر ا کہا ہے "اور یہہ وہم کہ اگر الہام اولیا

موید و موافق ہون اور ان مین کذب و گمراہی کا دخل نہو اور ان پر ملہم کو بہ تکرار و تاکید قائم رکہا گیا ہو ۔ تلبیس ابلیس (یا وسوسہ شیطانی) سے محفوظ ہوتا ہے (۲) اور ان الہامات کے منجانب اللہ ہونے کا اسکو یقین کر لینا اس الہام کا لازمہ ہے اور شرعاً منع نہین گو اس یقین کی وجہ و دلیل بجز اس الہام کے اور کوئی اسکے پاس نہو ۔ (۳) اور اس یقین کے موافق اسکو کوئی عمل یا دعوی (جسکو شریعت منع نہ کرے) کر لینا بھی اس الہام کے لوازم سے ہے اور شرعاً منع نہین گو اس عمل یا دعوے کے لئے کوئی اور دلیل شرعی اسکے ہاتھ مین نہو (۴) یہی الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوا ہے اس ملہم کے حق مین خدا کی طرف سے **دلیل** ہے گو یہہ دلیل ایسی **شرعی دلیل نہین** ہے جسپر اور لوگون کو عمل کرنا واجب یا جائز ہوتا ہے اور نہ ایسی دلیل ہے جسکو عام **اہل اسلام** دلیل سمجہتے ہین صرف **بعض علما** رجو کشف و الہام کا مذاق رکہتے ہین ۔ اسکو ملہم کے حق مین دلیل سمجہتے ہین اور **ان دعاوی اربعہ** پر **دلائل ذیل سے استدلال** کر سکتے ہین ۔

دلائل دعوے اوّل

اس دعوی کی موید **دو دلیلین پہلی** یہی بضمن جواب اعتراض دوم گذر چکی ہین جو آیت ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین سے ماخوذ ہین اور

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۰۲

شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو تو پہر کیا کرین ۔ یہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف ہو تو پہر کیا کرین پس وساوس کا یہ جواب ہے کہ ایسا کامل النفد الہام جسکی ہمنے اوپر تعریف لکہی ہے ممکن نہین کہ شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو اور اگر کوئی کم فہم کچہ مخالفت سمجہے تو وہ اسکی سمجہ کا قصور ہے"

ان سے خاص کر الہامات براہین احمدیہ کا منجانب شیطان ہونا ثابت کیا گیا ہے

اس مقام میں دو دلیلیں اور پیش کیجاتی ہیں -

دلیل اوّل (جو دلیل دوم سابق الذکر کے قریب قریب ہے) یہ ہے کہ شیطان بجز برائی و گمراہی کے اور کچھہ القا نہیں کرتا اور ان الہامات میں سراسر ہدایت تسلیم کی گئی ہے گمراہی کی کوئی بات ان میں مانی نہیں گئی پھر یہ القا شیطانی کیونکر ہو سکتے ہیں -

اس دلیل کا دوسرا مقدمہ ظاہر الثبوت ہے پہلے مقدمے کے شواہد قران میں کثرت سے موجود ہیں - ایک جگہ ارشاد

انما یامرکم بالسوء والفحشاء (بقرہ ع ۲۱)

ہوا ہے کہ شیطان تم کو برائی اور بے حیائی ہی کی باتیں کرنے کو کہتا ہے -

الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء (بقرۃ ع ۳۷)

اور جگہہ فرمایا ہے شیطان تم کو فقری سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کی باتیں بتاتا ہے -

یرید الشیطان ان یضلہم ضلالا بعیدا (نساء ع ۹)

اور فرمایا شیطان چاہتا ہے کہ انکو دور بہکا دے

* اسمین اسمین فرق یہ ہے کہ وہ چند خاص الہامات کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل ٹھیرائی گئی ہے یہ اسی قسم کی پہلی الہامات پر (۲) اسکا اخذ ایک آیت ہے اسکا ماخذ کئی آیات (۳) اسکا نتیجہ یہ ہے کہ الہامات براہین احمدیہ شیطان کیطرف سے نہیں اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے الہامات شیطانی الہامات ہو ہی نہیں سکتے -

** کیونکہ ان ہی الہامات کو تلبیس ابلیس سے محفوظ مانا گیا ہے جو کتاب اللہ کے مخالف نہ ہوں بلکہ اسکے موید و موافق ہوں

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم

(انعام ع ۱۴)

اور فرمایا کہ شیاطین اپنے دوستونکو یہہ وسوسہ ڈالتے ہین کہ وہ تم سے (اے اہل قرآن مسئلہ ذبیحہ مین بمقابلہ قرآن) جھگڑین

وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا (انعام ع ۱۴)

اور فرمایا ایسا ہی ہمنے ہر ایک نبی کے لئے شیطان آدمیون اور جنون مین سے دشمن بنائے ہین جو ایکدوسیرکو دہوکھا دینے کے لئے ملمع کی باتین سکہاتے ہین

اس مضمون کی آیات قرآن مین اور بیسیون ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین حق اور ہدایت کی باتین کسی کو نہین سکہاتے وہ گمراہی اور برائی ہی سکہاتے ہین۔

سوال۔ بحکم الکذوب قد یصدق (یعنی جہوٹا کبھی غرض فاسد سے سچ بول لیتا ہے) ممکن ہے کہ وہ الہامات حقہ شیطان کیطرف سے ہون جس سے کوئی نتیجہ بد نکالنا اسکو مدنظر ہو۔ اسکا موید وہ قصہ کتب حدیث ہے جس مین شیطان کا حضرت ابوہریرہ کو آیۃ الکرسی سکہا جانا پایا جاتا ہے۔

جواب جہوٹے کا کبھی سچ بولنا مسلم مگر اسکا لازمہ یہہ نہین کہ اس کے سبھی بول سچ ہون۔ اسکا لازمہ تو یہہ ہے کہ اسکا جہوٹ سچ سے زیادہ ہو۔ پہر جس کلام مین جہوٹ کا شائبہ بھی نہو تو وہ جہوٹے کا کلام کیونکر ہوسکتا ہے بناءً علیہ جن الہامات مین ازسرتاپا حق وہدایت ہو۔ جہوٹ اور گمراہی کا ہمین نام ونشان نہو وہ القار شیطانی کیونکر ہوسکتے ہین۔ اور اگر کہو یہ الہامات

کسی خاص ایسے شیطان کے القار سے ہین جو کبہی جہوٹ نہین بولتا اور وہ آنحضرت کے قرین شیطان* کی طرح مسلمان ہوگیا ہے اور قول نبوی فلا یامرنی الا بخیر کا مصداق بن گیا ہے تو ایسے شیطان کا القا عین القار رحمانی ہے اور ایسا شیطان (ملہم الحق) نائب رحمان ہے جو بجز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسکے فروعات و مویدات کی کچہہ القا نہین کرتا - ایسے شیطان سے خدا نے آنحضرت سید الرسل کو نہین بچایا تو اس سے ملہم غیر نبی کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے اور اس سے محفوظ ہونے کا دعوی کون کرتا ہے؟

دلیل دوم - متقی و نیکوکار (نہ فاسق و بدکار) خدا کے مخلص بندون سے ہے - اور مخلص بندہ خدا کے الہام مین گو شیطانی وسوسہ کا امکان ہے مگر یہہ ممکن نہین کہ وہ اسی وسوسہ مین مبتلا رہی اور شیطان کو اسپر ایسا

* چنانچہ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا

وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر رواہ مسلم

(مشکوۃ صفحہ ۱۰)

کہ تم مین سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہمنشین شیطانون مین سے مقرر ہوتا ہے ایک فرشتون مین سے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپکے ساتھ بہی؟ آپ نے فرمایا ہان میرے ساتھ بہی ہے - پر خدا تعالے نے مجہکو اس (ہمنشین شیطان) پر غالب کردیا ہے - اور وہ میری تابع ہوگیا ہے - لہذا وہ مجہے نیکی کے سوا کچہہ نہین کہتا -

تسلط ہو جائے کہ وہ اس کو اس وسوسہ سے نکلنے نہ دے پھر جب الہامات پر
خدا اپنے متقی اور مخلص بندون کو بتکرار و تاکید قائم و دائم رکھے وہ القار شیطانی
کیونکر ہو سکتے ہین

اس دلیل کا بھی پہلا مقدمہ **ظاہر الثبوت** ہے ۔ **دوسرے
مقدمہ پر دلائل** بہت سی آیات قرآن ہین **ازانجملہ** وہ آیات جن
مین یہہ بیان ہے کہ خدا کے مخلص
بندون پر شیطان کا تسلط نہین ہوتا
اسکا تسلط انہی لوگون پر ہوتا ہے
جو اسکے دوست ہین (یعنی خدا
کے دشمن) اور شیطان کو خدا کا
شریک بنانے والے ۔

ولاغوینهم اجمعین الا عبادك
منهم المخلصین قال هذا صراط
علی مستقیم ان عبادی لیس
لك علیهم سلطان (حجر ع ۳)
انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین
هم مشرکون (نحل ع ۱۳)

اور **ازانجملہ** وہ آیات قرآنی (جو اب قرآن مین پڑہی نہین
جاتین اور وہ مشہور قرائتون مین نہین ہین ۔ صرف بعض صحابہ ابن عباس
وابن مسعود وغیرہ کی وہ قرات ہے
لہذا اسکا رتبہ استدلال مین حدیث
کا سا ہے) جسمین یہہ بیان ہے کہ
ہمنے تجہہ سے پہلے (اے رسول)
کوئی نبی یا رسول یا محدث (یعنی ملہم)
ایسا نہین بہیجا کہ اس کی بات
مین شیطان نے بات نہ ملادی ہو
پر خدا شیطان کی ملائی ہوئی بات کو

قال ابن عباس من نبی ولا محدث
(صحیح بخاری ص ۵۲۱)
قوله قال ابن عباس من نبی
ولا محدث ای فی قوله تعالی وما
ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی
الا اذا تمنی الایة كان ابن عباس
زاد فیها ولا محدث اخرجه سفیان
بن عیینه فی اخر جامعه اخرجه عبد

ابن حمید من طریقہ واسنادہ الی ابن عباس صحیح فلفظہ عن عمرو بن دینار قال کان ابن عباس یقول وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث (فتح الباری شرح صحیح بخاری)

مٹا دیتا ہے اور اپنی اصلی آیات (یعنی الہامات) کو محکم (ثابت) رکھتا ہے ۔

اور از انجملہ وہ آیت جسمین ارشاد ہے کہ پرہیزگارون کو جب شیطان وسوسہ ڈالتا ہے تو وہ ہوشیار ہوجاتے ہین اور اس وسوسہ کو جان لیتے

ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون واخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون (اعراف ع ۲۴)

ہین اور جو لوگ شیطانون کے بہائی ہوتے ہین انکو شیطان گمراہی مین کہینچتے ہین پھر وہ ڈھیل نہین دیتے ۔

اور ظاہر ہے کہ جو شخص ہمیشہ وسوسہ مین مبتلا رہے اور اس وسوسہ شیطانی کو الہام رحمانی سمجھتا رہے وہ ہوشیار اور سمجھہ دار نہین کہلاتا شیطان کا بہائی کہلانے کا مستحق ہے ۔

اور از انجملہ وہ آیات جن مین خدا تعالے نے بندون سے وعدہ کیا ہے

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا (انفال ع ۴)

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ (حدید ع ۴)

کہ اگر وہ پرہیزگار ہونگے تو انکو حق باطل (جسمین الہام رحمانی اور وسوسہ شیطانی بہی داخل ہے) کی تمیز عطا کریگا اور انکو نور رحمت فرمائیگا جس سے وہ سیدہی راہ چلین ۔

اور ظاہر ہے جو شخص ہمیشہ وسوسہ شیطانی مین مبتلا رہے اسکو صاحب تمیز اور اہل نور نہین کہا جا سکتا ۔

اور از انجملہ وہ آیت جس مین ارشاد ہے کہ جو شخص خدا کی طرف

قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب (رعد ع ۴)	رجوع کرتا ہے خدا اسکو اپنی طرف راہ دکہاتا ہے۔

اور از انجملہ وہ آیت جس مین ارشاد ہے کہ جن لوگون نے ہماری راہ (کی طلب)

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین (عنکبوت ع ۷)	مین کوشش کی انکو ہم اپنی راہ دکہاتے ہین اور خدا نیکو کارون کے ساتھ ہے

اور ظاہر ہے کہ جو شخص ہمیشہ شیطان کے وسوسہ مین مبتلا رہا اوسکو خدا نے راہ نہ دکہایا اور نہ خدا اُسکے ساتھ ہوا۔

اور از انجملہ وہ آیت جسمین خدا تعالے کا ارشاد ہے کہ تم مجھے پکارو مین تمہاری پکار سنون گا یا مین خود تم کو جواب دون گا (یعنی تمہاری دعا قبول کرون گا۔

وقال ربکم ادعونی استجب لکم (مومن ع ۶)

اور ظاہر ہے کہ شیطان کے جواب کو خدا کا جواب نہین کہا جا سکتا پس اگر کوئی خدا کا مخلص اور سچا طالب خدا کو پکارے اور اپنی پکار اور طلب مین پوری عاجزی کرے اور خدا کے دروازہ پر گڑگڑائے اور سر جہکاوے تو پہر کیونکر ممکن ہے کہ خدا کی جگہ شیطان اس کو ایسا جواب دے جسکو وہ خدا کا جواب سمجہتا رہے اس امر کو ممکن کہنا نہ صرف ولایت اولیا یا نبوت انبیا مین خلل ڈالتا ہے بلکہ خدا کی خدائی کو بٹہ لگاتا ہے اور اُسکی وصف ربوبیت وقیومیت کو مٹاتا ہے اور یہہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے وعدہ کو باوجود قدرت پورا اور سچا نہین کرتا یا وہ اس وعدہ کو پورا کرنے کی طاقت نہین رکہتا شیطان کو اسکے نیک بندون اور مخلص طالبون پر اس سے زیادہ قدرت وتصرف ہے تعالیٰ اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیراً۔

ان دلایل قراینہ سے مقدمہ دوم دلیل دوم ثابت ہوا۔ اور ان

دو دلیلون سے ہمارا دعوی اوّل ثبوت کو پہنچا - اور ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اپنے اُن الہامات مین (جن پر وہ قائم اور دائم رہین) تلبیس ابلیس سے محفوظ ہوتے ہین

اسمقام مین شاید ہمارے وہ معاصرین (جو باوجود دعوے ترکِ تقلید تقلیدِ سابقین کے خوگر ہین اور بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے تمسک نہین کرتے اور جو بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے استدلال کرے اوسکو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین) یہ سوال کرین کہ تم سے پہلے کسی نے ولی غیر نبی کو معصوم و محفوظ کہا ہے؟ اور اس دعوے پر ان آیات سے تمسک و استدلال کیا ہے؟ لہذا بپاسخاطران حضرات کے اسمقام مین چند اقوال علماء سابقین پیش کئے جاتے ہین اور چونکہ اس سوال کا اندیشہ زیادہ تر مجہے اپنے ہی علیٰ بہائیون (اہلحدیث) سے ہے جو ذرا سے اختلاف کے سبب سنیون کو بدعتی اور اہلحدیث کو حنفی بنا دیتے ہین اسلئے ان ہی علماء کی نقل اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے جنکو اس گروہ اہلحدیث سے زیادہ تعلق ہے تاکہ اس فرقہ ناجیہ کی نوخیز مجتہد اس دعوے کے سبب ہمکو بدعتی بناتے ہوئے شرمائین اور یہہ خیال فرمائین کہ اس صورت مین اس مذہب کے مجتہد و مجدد اور اس ملک مین اسکے مروج بہی بدعتی ہوجائینگے پہر ہم اہلحدیث کس منہ سے کہلائینگے پس واضح ہوا کہ از انجملہ ایک عالم نبیل فاضل جلیل مولانا محمد اسمعیل شہید ہین جو رسالہ منصب امامت و صراطِ مستقیم مین کاملین اولیاء اللہ کو ہر قول و فعل و الہام* و اعتقاد مین معصوم بتاتے اور اس حصہ عصمت مین ان کو وارث انبیاء ٹھہراتے ہین -

آپ کے رسالہ منصب امامت کو صفحہ ۳ سے ۴۲ تک ناظرین ملاحظہ فرماوین گے تو ہمارے اس دعوے بلکہ بہی دعاوی بلکہ کتاب براہین احمدیہ کے

* بہتر تو احتیاط کے ساتھ قیدین لگا کر اونکو محفوظ بتایا تہا مولانا مرحوم نے ان قیود لگانا بہی اظہار نہین فرمایا

اس قسم کے بہی مطالب کا اسکو ہویدا پاوینگے -

ہم اس مقام مین تشویق ناظرین کے لئے اُن چالیس ۴۰ صفحہ کا چند سطور مین خلاصہ بیان کرتے ہین اور جو عصمت اولیار کے باب مین خاصکر انہون نے فرمایا ہے اسکو بعینہٖ معرض نقل مین لاتے ہین -

اس رسالہ کے صفحہ ۳ مین اصول کمالات انبیار پانچ وصف بیان کئے ہین - (۱) وجاہت (۲) ولایت (۳) لبعثت (۴) ہدایت (۵) سیاست پہر فرمایا کہ وجاہت کی تین شاخین ہین -

(۱) محبوبیت حضور رب العالمین مین (۲) عزت ملائکہ مقربین مین (۳) سیاست یا سیادت بندون مین -

پہر صفحہ ۶ مین فرمایا ہے ولایت کی تین شاخین ہین اول (معاملات صادقہ (الہام - تعلیم - تفہیم عینی حکمت وغیرہ) دوم مقامات کاملہ (محبت - خشیت توکل رضا - تسلیم صبر - استقامت - زہد قناعت تفرید - تجرید) سوم اخلاق فاضلہ (علوہمت - وفور شفقت - حلم - حیا - محبت - وفا - سخاوت شجاعت) پہر فرمایا یہہ ولایت سبہی خواص بندگان خدا کو حاصل ہوتی ہے مگر کاملین خوص کو ان دو صفتون کے ساتھ (۱) عبودیت (۲) عصمت -

پہر بصفحہ ۷ فرمایا و معنی عصمت آنست کہ آنچہ با ایشان تعلق میدارد اقوال وافعال وعبادات وعادات ومعاملات ومقامات واخلاق واحوال آن ہمہ را حق جل وعلی از مداخلت نفس شیطان وخطا ونسیان بقدرت کاملہ خود محفوظ میدارد و ملائکہ حافظین را بر ایشان مے گمارد تا غبار بشریت دامن پاک ایشان را نہ آلاید ونفس بہیمی بہ بعضے مکنونات خود امر نفرماید واگر احیانا چیزیکہ خارج از قانون رضامندی حضرت حق باشد از ایشان بطریق شذوذ وندرت

صادر میگردد و فی الفور حافظ حقیقی ایشان را بآن آگاہ مے فرماید و عصمت غیبیہ
طوعاً و کرہاً ایشان را کشان کشان براہ راست مے آرد و این ولایت مذکورہ
کہ رنگین باشد برنگ عبودیت و عصمت آنرا **ولایت النبوۃ** میگویند پس
ولایت النبوۃ غیر منصب نبوت ست چہ منصب نبوت مخصوص است بانبیاء و این
ولایت النبوۃ اگرچہ **بالاصالت** در انبیا یافتہ مے شود فاما بعضے اکابر اولیا را
ہم **بتبعیت** انبیا ازان نصیبے بدست مے آید چنانچہ دلائل این دعوی از کتاب و
سُنّت عنقریب مذکور خواہد گردید انشاء اللہ تعالےٰ -

پہر **بصفحہ ۸** بعثت کی ظاہری صورت اور حقیقت بیان فرمائی ہے -

پہر بصفحہ **۱۲** ہدایت کے پانچ طریق بیان فرمائے ہین (۱) نزول برکت -
(۲) عقد ہمت (۳) فیض صحبت (۴) خرق عادت (۵) اظہار دعوت - اور
ہر ایک کی شرح فرمائی ہے -

پہر **بصفحہ ۲۲** سیاست ایمانی کو خاصہ انبیا ٹہرا کر اُس کے چار قسم بیان
کئے ہین -

پہر بصفحہ ۲۵ اس سیاست کے پانچ اصول بیان کئے ہین (۱) فراست (۲)
امارت (۳) عدالت (۴) حفاظت (۵) نظامت -

پہر بصفحہ ۲۸ یہ دعوی کیا ہے کہ بعض مقبول بندے اگرچہ نبوت کا منصب نہین
رکہتے مگر انکو ان کمالات نبوت کا اپنی استعداد اور لیاقت کے موافق حصہ پہنچتا ہے
پہر صفحہ **۲۹** سے صفحہ ۳۷ تک ہر ایک کمال کا منجملہ کمالات مذکورہ غیر نبی مین
پایا جانا آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے اس زور و شور سے ثابت کیا ہے کہ جنہین
کسی منکر کو مجال مقال باقی نہین رہنے دے - **ازانجملہ کمال عصمت** کے بیان و اثبات
مین فرمایا ہے و از اعظم مقامات ولایت عصمت انست تا بدانی کہ حقیقت عصمت

حفاظت غیبی است کہ جمیع اقوال و افعال و اخلاق و احوال و اعتقادات و مقامات معصوم
را بر راہ حق کشان کشان میبرد و از انحراف از حق مانع مے شود ہمین حفاظت کہ بانبیاء اللہ
متعلق مے باشد آنرا عصمت مے نامند و اگر بکاملی دیگر متعلق مے باشد آنرا حفظ میگویند
پس عصمت و حفظ فی الحقیقت یک چیز ست اما بنابر تادب لفظ عصمت را بر حفظ کہ متعلق
باولیاء اللہ ست اطلاق نے نمایند بالجملہ مقصود ازین مقام آنست کہ حفاظت غیبی
چنانکہ بانبیاء اللہ متعلق ست ہمچنین به بعضے اکابر از اتباع ایشان ہم متعلق مے باشد
قال اللہ تعالی ان عبادی لیس لك علیهم سلطان وکفی بربك وکیلا ۔ پس
معلوم شد کہ تعلق حفاظت غیبیہ ثمرہ کمال عبودیت است خواه در انبیاء اللہ یافتہ شود
خواه در اتباع ایشان وقال اللہ تعالی وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی
الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ
آیاته ودر قرایت ابن عباس این کریمہ مسطوره باین طریق مرویست وما ارسلنا من قبلك
من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ
ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاته پس برین تقدیر معنی عصمت کہ مفاد این کریمہ
است چنانکہ برسل و انبیاء ثابت شده ہمچنین بمحدثین ہم ثابت گردید ہرچند قرارت
ابن عباس از قراءة متواترہ نیست واما قراءة غیر متواتره در اثبات حکم بمنزلہ خبر
مشہور ست پس امتیاز متواتر از غیر متواتر در تلاوت ست نہ در اثبات حکم
(۱) وقال النبی صلعم لعلی اللهم ادر الحق معه حیث دار (۲) وقال النبی صلعم القرآن مع علی وعلی مع القرآن
(۳) وقال انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (۴) وقال
النبی علیه السلام الحق ینطق علی لسان عمر و قلبه (۵) وقال صلعم نعم المرء صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصه

تراجم عبارت عربیہ ۔ آیات قرآنیہ کا ترجمہ صفحہ (۳۰۷) مین گزرا ۔ احادیث کا ترجمہ یہ ہے ۔ (۱) آنحضرتؐ نے حضرت علی مرتضی کے حق مین فرمایا ہے خدایا حق کو اور ہر پہیر جدہر علی پہیرے (۲) اور فرمایا قرآن علیؓ کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے (۳) اور فرمایا مین تم مین دو بڑی چیزین چھوڑ جاتا ہون قرآن ۔ اور اپنے اہلبیت یہ دونو جدا ہونگے نہیں یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آ وین (۴) اور آنحضرتؐ نے فرمایا حق عمرؓ کے دل وزبان پر ناطق ہے ۔ (۵) اور فرمایا صہیب اچھا آدمی ہے

پہر صفحہ ۳۳ سے ۳۴ تک ان کمالات مین غیر نبی کی نبی سے مشابہت کے معنی بیان کئے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ ان کمالات کا ادنی مرتبہ ہر ایک مومن مین موجود ہے۔ اور درجہ اعلی انبیا سے مخصوص ہے اور اسکے ما بین بہت مراتب ہین جو مختلف اہل ایمان کو اُنکی لیاقت و کمال ایمان کے موافق حاصل ہوتے ہین سب سے کامل مومن کو وہ درجہ کمال حاصل ہوتا ہے جو درجہ عام مومنون سے بالاتر اور درجہ انبیا سے فروتر مگر اسکے قریب ہوتا ہے۔

اور صراط مستقیم مین آپ بصفحہ ۴ فرماتے ہین ”واین حفظ نصیبہ انبیا و حکما است وہمین را عصمت مے نامند ندانی کہ اثبات وحی باطن و حکمت و وجاہت و عصمت مر غیر انبیا را مخالف سنت واز جنس اختراع (امرات انے مان) بدعت ست چہ بسیارے ازین امور در احادیث رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام در مناقب صحابہ کبار منقولست چنانچہ بر مہرہ اہل حدیث پوشیدہ نیست واگر خوف ملال بسبب تطویل کلام نبے شد پارہ ازان احادیث درین مقام ذکر کردہ مے آمد وندانی کہ ارباب این کمال از عالم منقطع شدہ اند و قرب الوجود از روئے زمین منطمس گردیدہ (ایسے مان)“۔

قرب الوجود کی تفسیر آپ نے بصفحہ ۴ کتاب ان الفاظ کی ہے ”واین صدیقیت ممزوجہ بذکار عقل را کہ از لوازم حکمت و وجاہت است جناب سید الحکماء سند العلماء اعنی شیخ ولی الله بقرب الوجود تعبیر مے فرمایند“۔

اور آپ سے پہلے آپکے عم بزرگوار رئیس متاخرین اہل سنت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے اور اُنسے پہلے اُنکے والد ماجد حکیم ہذہ الامۃ حضرت شاہ ولی الله قدس سرہ نے عصمت و وجاہت و حکمت وغیرہ غیر انبیا کے لئے ثابت کی ہے

اسباب مین جناب مولانا شاہ عبد العزیز کا ایک فتوی نقل کیا جاتا جس سے دونون

حضرات کے خیال اور مقال کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

سوال از مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ

جناب فخر المحدثین شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ در تفہیمات الٰہیہ وغیرہ مقامات اربعہ کہ عصمت و وجاہت و حکمت و قطبیت باطنہ ست برائے حضرت ائمہ اثنا عشریہ علیہم السلام ثابت کردہ اند وان ہدایت مآب نیز در رسالہ مراتب کہ در بیان متفاوت حضرت ایشان تالیف فرمودہ نوشتہ اند ان بکدام محل صحیح حمل باید فرمود و دلیلی از کتاب وسنت واجماع است بران کدام ست و جواب تخالف این قول کہ بہ نسبت مذہب اہل سنت نمایان شدہ چہ خواہد شد و مع ذالک منافی تفضیل خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت شیخین خواہد شد حالانکہ مسئلہ این تفضیل مجمع علیہ اہل سنت است عند من یعتد بہ و علاوہ آن کہ خود جناب افادت مآب ہدایت انتساب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بہزار ضبط و ربط وطمطراق تمام این مسئلہ یعنی تفضیل خلفاء ثلثہ سیما شیخین رضی اللہ عنہم بدلائل عقلیہ و نقلیہ و کشفیہ و وجدانیہ بتقریر وافی و مثال شافی و تربیت کافی تحریر فرمودہ اند پس جواب تخالف و تعارض این مسئلہ ممہدہ ثابت و متفق علیہا آن مسئلہ غریبہ غیر ثابت عند اہل حق یعنی اہل سنت و الجماعت چہ خواہد بود بینوا توجروا۔

جواب از مولانا ممدوح

عصمت و حکمت و وجاہت و قطبیت باطنہ نزد صوفیہ معانی اصطلاحیہ اند خصوصاً در کتب مصنفہ حضرت والد ماجد قدس سرہ مفصل مذکور اند این وقت بسبب وارد شدن بیماریہا امکان نیست کہ بہ تمہید مقدمات نوشتہ آید اگر کتب مصنفہ ایشان موجود باشند تشفی باید نمود و واضح باد کہ شرح اعتصام از تصانیف شاہ محمد عاشق پھلتی قدس سرہ اگر بہم رسد شافی و کافی خواہد شد بالجملہ موافق علما ظاہر بر اینوقت جواب نوشتہ

مے شود عصمت دو معنی دارد اوّل امتناع صدور ذنب مع القدرۃ علیہ و این باجماع اہل سنت مخصوص بحضرت انبیاء و ملائکہ علویہ ست دوم عدم صدور ذنب مع جوازہ اسے سن غیرلزوم ورود این معنی نزد صوفیہ محفوظیت خوانند بہمین معنی در کلام صوفیہ سوال عصمت برائے خود آمدہ چنانکہ در اول حزب البحر واقع است۔ نسئلك العصمة فی الحركات والسكنات والارادات والخطرات الخ این معنی مخصوص بانبیاء علیہم السلام نیست و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے اہل بیت خود خواستہ بقولہ اللہم اذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا ہمین معنی ست کہ درحق حضرت عمرؓ وارد شدہ ان الشیطان لیفر من عمر ونیز وارد شدہ ان الحق ینطق علی لسان عمر وقلبہ و درحق صہیب رومی واقع شدہ نعم العبد صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ فلا اشکال **وحکمت** بمعنی علم نافع اگر مکتسب باشد در اصطلاح صوفیہ آنرا حکمت نگویند بلکہ علم وفضیلت نامند واگر آن علم بطریق وہب بر دل شخصے وارد شود آن را حکمت نامند و کریمہ اٰتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب وکلا اعطینا حکما وعلما ازین باب ست خواہ آن علم متعلق بعقائد باشد یا اعمال یا اخلاق و این معنی ہم مخصوص بانبیاء نیست علیہم السلام و لقد اتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر للہ بعد ازان اثر آیۃ واذ قال لقمان لابنہ تا آخر رکوع مسائل بعضے از حکمت ایشان است آرے ازین باب ہرچہ بوحی آمد آن مخصوص بانبیاست علیہم السلام و وہب اعم است نبی وغیر نبی دران شریک اند لہذا در حدیث شریف وارد شدہ انا دار الحکمۃ وعلی بابہا و در روایت مشہور انا مدینۃ العلم وعلی بابہا واقع شدہ مراد از علم اینجا ہمین معنی است **و وجاہت** را معنی آنست کہ بعض بندگان خود را حق تعالی بوجی معاملہ مے نماید از دفع طعن معاندان وتہمتہائے عیوب وحفظ از اصابت بادشاہان وامراء و این درحق محبوبان خود مے نماید این معنی درحق دو کس از انبیا اولوالعزم منصوص

قرانی است اول درحق موسی علی نبینا و علیہ السلام ہرگاہ ایشان را بنی اسرائیل تہمت ادرة و برص نمودند قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا تکونوا کالذین اذوا موسی فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا حق تعالیٰ راضی نشد بہ تہمت ایشان اگرچہ آن تہمت ہیچ محذور شرعی نداشت دوم درحق عیسی روح اللہ کہ یہودیان درحق ایشان تہمت زنا زادگی برزبان آوردند سخن آوردن ایشان درعین طفولیت آن تہمت را زائل فرمود قال اللہ تعالیٰ فی سورت ال عمران وجیہاً فی الدنیا والاخرة ومن المقربین ویکلم الناس فی المہد وکہلاً الایة این معنی درحق اکثر اولیاء بہ ثبوت پیوستہ اول درحق ابی بکر صدیق کہ ان اللہ یکرہ فوق السموات السبع ان یخطا ابوبکر فی الارض دوم درحق علی مرتضیٰ فرمود ادر الحق حیث دار نفرمود ہ اند ادرہ حیث دار الحق ومعنی **قطبیت** باطنہ آنست کہ حق تعالیٰ بعض بندگان خود را مخصوص سازد کہ مہبط فیض الٰہی اولاً بالذات ایشان باشند و از ایشان بدیگران منتقل شود گو بظاہر کسے تلمذ و اکتساب از ایشان نکردہ باشد مانند آنکہ شعاع آفتاب از راہ روزنے بخانہ مے افتد پس اولاً آن روزن روشن شدہ است و بواسطہ آن تمام اشیا رخانہ روشن گشتہ و این را قطب ارشاد نیز نامند بخلاف قطب مدار **بالجملہ** اثبات این مقامات اربعہ عند التحقیق مخالف مذہب اہل سنت نیست گو ظاہر بینان از اطلاق این الفاظ تحاشی نمایند و نہ مخالف تفضیل شیخین کہ مجمع علیہ جمیع اہل حق ہست زیرا کہ این تفضیل کثرت ثواب است عند المتکلمین و الاجازہ است کہ خدا تعالےٰ بعض بندگان خود را مخصوص بزیادت ثواب گرداند ہرچند فضائل دیگر وصفات کمال در غیر آنہا بیشتر باشد ونیز مصنف کتاب ہمعات قدس سرہ مدار تفضیل شیخین بر تشبیہ انبیاست در سیاست امت و رفع شبہات و ترویج دین و تہذیب نفوس مردم از بدعت و امر بالمعروف و نہی عن المنکر وظاہر است کہ زیادتی شیخین درین

امور اوضح من الشمس وابین من الامس ست و لہذا قال اکثر المتکلمین التفضیل عندنا بالتوفیق لا بالفضائل "

حضرت **شاہ ولی اللہ** کے **تلمیذ** جیب **صاحب کتاب دراسات اللبیب** نے بھی اپنی اسی کتاب مستطاب مین اہل بیت نبوی اور عام اہل ولایت کو محفوظ کہا ہے اسمقام مین نقل کلام جناب ممدوح بھی موجب **فوائد** ہے از انجملہ ایک **فائدہ** یہہ ہے کہ جو اس زمانہ کے اہل بدعت و اعدا ر سنت اس حامل لوار اہل سنت کو شیعہ بناتے ہین وہ انکا کلام بلاغت نظام پڑہکر شرمائین اور اپنے سوء ظنی اور بدزبانی سے باز آئین - اور یہہ خیال کرین کہ جس بات پر وہ انکو شیعہ بناتے ہین وہ وہی بات ہے جو آپ سے پہلے اکابر اہل سنت کہہ چکے ہین صاحب دراسات یہہ بہی کہہ چکے تھے کہ جو عصمت انبیا سے مخصوص ہے مین اس عصمت کا اعتقاد اہل بیت کے حق مین نہین رکہتا جیسے کہ شیعہ اعتقاد رکہتے ہین مجہہ پر کوئی شیعہ ہونے کی تہمت نہ لگاوے جیسے حافظ حسکانی پر ذہبی نے لگا دی تہی پر یارون نے اسبات کی بہی کچہہ پرواہ نہ کی - صرف لفظ عصمت سنتے ہی انپر تشیع کی تہمت لگا ہی دی -

آپ صفحہ ۲۰۰ دراسات مین فرماتے ہین - متکلمین نے کہا ہے حفظ اور عصمت

وقد قال المتکلمون الفرق بین الحفظ والعصمة ان الاول عدم صدور الذنب والخطاء و الثانی استحالة صدوره فالانبیاء قام الدلیل علی استحالة صدور ذلك عنهم و غیر الانبیاء ربما یحفظون فلا یصدر عنهم الذنب والخطاء مع جواز الصدور فالانبیاء	مین یہہ فرق ہے کہ حفظ تو عدم صدور گناہ اور خطا کا نام ہے عصمت یہہ کہ صدور گناہ وخطا جائز ہی نہو عقلاً محال ہو انبیا سے صدور گناہ وخطا کے محال ہونے پر دلیل قائم ہے - انبیا کے سوا اورون سے گناہ سرزد نہین ہوتے گو انکا صدور جائز ہے لہذا انبیا معصوم ہین اور اولیا

معصومون والاولیا محفوظون
ان شاء الله تعالی - × × × ×
ولست عقدة الانامل علی ان العصمة
الثابتة فی الانبیا علیهم الصلوٰة
والسلام یوجد فی غیرهم وانما اعتقد
فی اهل الولایة قاطبة العصمة بمعنی
الحفظ وعدم صدور الذنب لا استحالة
صدوره والائمة الطاهرین اقدم
من الکل فی ذالک وبذالک یطلق علیهم
الائمة المعصومون فمن رمانی من
هذا المبحث باتباع مذهب غیر السنة
مما یعلم الله سبحانه برائتی فعلیه اثم
فریته والله خصیمه وکیف لا اخاف
الاتهام من هذا الکلام وقد خاف
شیخ ارباب السیر فی السیرة الشامیة
من الکلام علی طرق حدیث رد الشمس
بدعائه صلی الله علیه وسلم لصلوٰة علیؓ
وتوثیق رجالها ان یرمی بالتشیع حیث
رای الحافظ الحسکانی فی ذالک سلفاله
ولنتقل ذالک بعین کلامه قال
رحمه الله تعالی لما فرغ من توثیق

محفوظ - پہر اہلبیت کی عصمت (یعنی حفاظت)
پر احادیث نبویہ سے استدلال کرکی بصفحہ
۲۱۵ آپنے فرمایا ہے میرا (اس بحث و
بیان مین) یہہ اعتقاد نہین ہے کہ جو
عصمت انبیا مین پائی جاتی ہے - وہ
اورون مین موجود ہے تبہی اہل ولایت
کی نسبت مین عصمت بمعنی حفظ اور
عدم صدور گناہ ہی کا اعتقاد رکہتا ہون
اس بات مین ائمہ طاہرین اور اولیاسے
مقدم ہین اسی نظر سے اُنپر ائمہ معصومین کا
لفظ بولا جاتا ہے پہر جو کوئی اس بحث
کے سبب مجہے اتباع مذہب غیر اہل سنت
(یعنی شیعہ) کی طرف منسوب کرے
جس سے میرا بری ہونا خدا کو معلوم ہے تو
اُسی پر اس کے افترا کا بوجہہ ہے اور
خدا تعالے خود اسکا خصم و مدعی ہے
اس اتہام سے مین کیونکر نہ ڈرون جس
حالت مین مجہسے پہلے صاحب سیرت
شامیہ اس حدیث پر (جسمین حضرت
علی مرتضی کی نماز کے لئے آفتاب کو
غروب سے پہرنے کی دعا آنحضرت سے

رجال سنده ليحذر من يقف على كلامي
هذا هنا ان يظن بي اني اميل الى التشيع
والله تعالى علم ان الامر ليس كذلك
قال والحامل على هذا الكلام يعني
قوله وليحذر الى اخره ان الذهبي
ذكر في ترجمة الحسكاني انه كان يميل
الى التشيع لانه املا جزأ في طرق حديث
رد الشمس قال وهذا الرجل يعني
الحسكاني ترجمه تلميذه الحافظ عبد القادر
الفارسي في ذيل تاريخ نيسابور فلم
يصفه بذلك بل اثنى عليه حديثا
حسنا وكذلك غيره من المورخين
فنسال الله تعالى السلامة من الخوض
في اغراض الناس بما لا نعلم وبما نعلم
والله تعالى اعلم انتهى اقول هذا الجرح
في الحافظ الحسكاني انما نشاء من
كمال صعوبة الجارح والخرافه من
مناهج العدل والانصاف والا
فالحافظ من خدمة اهل الحديث الخ

(دراسات اللبيب)

مروی ہے) کلام کرنے کے وقت اُس
نسبت تشیع سے ڈرے تھے - کیونکہ
انہون نے اپنے پہلے حافظ حسکانی کو اس اتہام کا
محل پایا اب ہم اصل کلام صاحب سیرت نقل کرتے ہین
صاحب سیرت شامی نے حدیث مذکور کے راویونکی توثیق سے
فارغ ہوکر فرمایا کہ جو میرے اِس کلام پر مطلع ہو وہ اس بات
سے بچے کہ میری نسبت شیعہ ہونے کا
گمان کر بیٹھے - خدا جانتا ہے مین شیعہ
نہین ہون مجھے اس کہنے پر باعث یہہ ہوا
ہے کہ ذہبی نے ترجمہ (بیان حال) حسکانی
مین کہدیا ہے - کہ وہ مذہب شیعہ کیطرف
مائل ہے - کیونکہ اُس نے آفتاب کے
پہر آنے کی حدیث کی تائید مین ایک جزو لکھا
ہے صاحب سیرت شامی فرماتے ہین کہ
حافظ حسکانی کا ترجمہ اُسکے شاگرد حافظ عبد القادر
فارسی نے تاریخ نیساپور کے ذیل مین لکھا تو اسکو
مذہب شیعہ کیطرف منسوب نہین بلکہ اسکی اچھی
تعریف کی ہے ایسا ہی اور مورخون نے اس کی
تعریف کی ہے - پس ہم خدا سے سوال کرتے ہین
کہ وہ ہمکو لوگون کی آبرو ریزی سے بچاوے -
صاحب سیرت شامیہ کا کلام اتمام ہوا

صاحب دراسات فرماتے ہین حافظ حسکانی کی نسبت جرح (اعتراض) معترض کی سختی اور طریق عدل وانصاف سے کجروی کے سبب سے ہے ورنہ حافظ حسکانی تو حدیث کے خدام سے ہے "

ناقل (ایڈیٹر) **کہتا ہے** جبکہ ذہبی جیسے اکابر علما اس تعصب سے نہ بچ سکے تو آج کل کے تو خیر مدعیان حنفیت پر (جو صاحب دراسات کو اعتقاد عصمت اہل بیت کے سبب شیعہ بتاتے ہین) یا نوجوان مدعیان اتباع سنت پر جو ایک مسئلہ جزئی ظنی غیر قطعی اجمالی غیر تفصیلی (تفضیل شیخین) کے سبب پہلے اور پچھلے اہلحدیث کو شیعہ بناتے ہین (جسکا تفصیلی بیان نمبر ۱۲ مین آتا ہے) کیا افسوس ہے؟

ان عبارات واقوال کے موید بعض اقوال دلیل دعویٰ چہارم مین بھی آئینگے انشاء اللہ تعالیٰ ۔ ان اقوال وعبارت سے یہ ثابت ہوا کہ دعویٰ عصمت اولیا اور اسپر آیات مذکورہ سے استدلال کرنے مین ۔ راقم متفرد نہین ہے ۔ پہلے اکابر اہل اسلام بھی یہ دعویٰ واستدلال کر چکے ہین ۔ بالفعل ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہین اگر ہمارے ہمعصر خصوصاً اہلحدیث ان اکابر اور ان کے اقوال مین کچھہ چون وچرا کرین گے ۔ اور ان پر بدعتی ہونیکا فتوے لگاوین گے تو ان سے پہلے علماء کے اقوال پیش کئے جائین گے وباللہ التوفیق ۔

دلائل دعویٰ دوم

دلیل عقلی

جب دلائل دعوی اول سے ثابت ہوا کہ ایسا الہام جسکی عصمت

(محفوظیت) کا ہمنے دعوے کیا ہے تلبیس ابلیس سے محفوظ ہوتا ہے - اور اسکا منجانب اللہ ہونا صریح نصوص کتاب اللہ سے ثابت ہے - تو اس کے منجانب اللہ ہونے کا علم و یقین اس الہام کے لوازم سے ہوا - لہذا الحکم الشیئ اذا ثبت ثبت بلوازمہ* " اس یقین کا حصول ملہم کے لئے ضروریات سے ہے -

وہ الہام اس یقین کا ملزوم ہے - اور یقین اسکا لازم غیر منفک پھر اسکے ثبوت کے لئے وجود ملزوم کے علاوہ دلیل کی کیا حاجت ہے ؟

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلے بایدت زو رو متاب

انبیاء علیہم السلام کو جب وحی (یا الہام) ہوتا تہا - تو انکو بجز اسی وحی یا الہام کے **کون بتاتا تھا کہ یہہ وحی** (یا الہام) **رحمانی** ہے وسوسہ شیطانی نہیں ہے - اور اسکے منجانب اللہ ہونے کا یقین کون دلاتا تہا - اسکے جواب میں یہی کہوگے - کہ الہام خود بتاتا تہا کہ میں رحمانی ہوں - اور یقین بھی خود اسی سے ہوتا تہا - ایسا ہی الہام اولیاء و ارثان انبیاء کو سمجھنا چاہئے - اور اگر حصول یقین الہام اولیاء کے لئے نفس الہام کافی نہیں ہے تو پھر الہام نبی حصول یقین کے لئے کیوں کافی ہوا اور اس پر** عقلی دلیل کونسی

* یعنی جب کوئی چیز ثابت وموجود ہوتی ہے تو اپنے لوازم کے ساتھ موجود ہوتی ہے -

** نقلی دلیل پیش کرنیکا یہ موقع نہیں ہے - کیونکہ نقلی دلیل ثبوت و تسلیم الہام کے پہلے پیش نہیں کیجا سکتی جو شخص ہنوز نبی کی نبوت کو نہیں مانتا - اور یہہ سوال کرتا ہے کہ الہام نبی کے منجانب اللہ ہونے پر کیا دلیل ہے اور نبی کو کیونکر معلوم ہوتا تہا کہ الہام (جو اسکو ہوتا تہا) رحمانی ہے شیطان کیطرفسے نہیں ہے اسکے جواب میں ہم نقلی دلیل (آیۃ یا حدیث) پیش نہیں کر سکتے - اور بجز اسکے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ الہام خود بتاتا تہا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں - آفتاب آمد دلیل آفتاب الخ

ہے؟ اور الہام نبی اور الہام ولی کے موجب یقین ہونے ہونے مین فارق کون امر ہے؟ - تان اسمین اُسمین یہ فرق ضرور ہے کہ نبی کا الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوتا ہے بنفس خود شرعی دلیل ہے اسکا الہام خود بتاتا ہے کہ وہ عامہ خلایق کے لئے شرع اور دلیل ہے - ولی کا الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوتا ہے شرعی دلیل نہین ہے اس امر کا بیان بہی خود اُسی الہام مین پایا جاتا ہے

نقلی دلیل

خدا تعالے وتقدس نے اپنی کلام مین اس الہام کو جو اُس نے اولیا غیر ابنیا کو عطا کیا ہے علم فرمایا ہے چنانچہ الہام حضرت خضر علیہ السلام کے حق مین ارشاد ہوا کہ ہم نے اوسکو اپنے پاس سے رحمت دی ہے اور اپنے پاس سے علم سکھایا ہے - اور ظاہر ہے کہ وہم - شک - گمان (یا ظن) کو علم ہرگز نہین کہا جاسکتا -

اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما (کہف ع ۹)

دلائل دعوی سوم

عقلی دلیل اس دعوی پر وہی ہے جو دعوی دوم پر پیش کی گئی ہے کہ یہ دعوی اس یقین کا لازمہ ہے جسکو عید کا چاند نظر آتا ہے وہ کیونکر اور کب تک اُس کو چھپا سکتا ہے - اور وہ کسی اور دلیل وشہادت کا کب محتاج رہتا ہے -

نقلی دلیل

خدا تعالے نے قرآن مجید مین اولیا غیر انبیاء کا اپنے الہامات پر بلا انتظار وحصول توافق اور دلیل کے عمل کر لینا مقام ہے مین ذکر فرمایا ہے - چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۷ جلد ۷ مین صفحہ ۲۰۲ موسی علیہ السلام کی والدہ اور حضرت

خضر علیہ السلام کا اپنے الہامات پر بلا توقف و انتظار عمل کرنا (جیتے بچہ کو صندوق مین بند کرکے دریا مین ڈالدینا - اور چلتی کشتی کو پہاڑ دینا - بے گناہ لڑکے کو مار ڈالنا گرتی ہوئی دیوار کو بلا عوض کھڑا کر دینا) منقول ہوچکا ہے - اور اسکا خلاف کسی آیۂ قرآنی یا حدیث نبوی مین پایا نہین گیا - یعنی کسی آیت و حدیث مین یہ نہین آیا کہ جب تک ولی اپنے الہام کی تائید و موافقت کتاب آسمانی مین نہ پائے اس الہام پر عمل نکرے - قرآن و حدیث سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امر خلاف کتاب و سنت ہو اُسپر عمل نکیا جاوے - پھر اس زمانہ مین ملہم کو اپنے الہام کے موافق عمل یا دعوے (جسکو شریعت و کتاب آسمانی منع نکرے) کیون ناجائز ہے -

سوال

ہماری اس دلیل پر ایک الہامی مولوی صاحب (جو اپنے اور اپنے خاندان کے الہامات لوگون کو سناتے ہین اور مولف کے الہامات پر معترض ہین) نے زبانی یہہ سوال کیا کہ حضرت موسی کی والدہ یا خضر علیہ السلام کے الہام پر اولیاء امت محمدیہ کا قیاس قیاس مع الفارق ہے - حضرت موسی کی دعوت و نبوت عام نہ تھی صرف بنی اسرائیل سے مخصوص تھی اسلئے حضرت خضر نے بلا توقف و انتظار اپنے الہامات پر عمل کر لیا - حضرت موسی علیہ السلام یا انکی کتاب توراۃ سے اجازت و توافق حاصل کرنیکا کچھہ لحاظ نفرمایا - حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کے اپنے الہام پر عمل کر لینے کی نسبت اُنہون نے کچھہ نہین فرمایا شاید اسکی نسبت کوئی یہ کہے کہ اسوقت کوئی نبی نہ تھا جس کی کتاب سے حضرت موسی کی والدہ اپنے الہامات کا توافق حاصل کرتین - اور اگر کوئی نبی (حضرت شعیب وغیرہ) اسوقت موجود تھا تو اسکی دعوت بھی عام نہ تھی - اور اسوقت کے اولیا ایسے نبی کی امت مین ہین جنکی دعوت عام ہے - کوئی ولی یا الہامی انکی اتباع سے مستغنی نہین ہے پھر انکے حال کا قیاس

حضرت خضر و اور موسی علیہ السلام کے حال پر کیونکر ہو سکتا ہے -

الجواب

اس فارق کو ہم مانتے ہین اور اسکی رعایت پہلے ہی اپنے دعاوی مین کہہ چکے ہین جبکہ ولی کے حق مین الہام پر یقین وعمل کرنے کے لئے یہہ شرط لگا چکے ہین کہ وہ اس الہام کا مخالف کتاب نہونا دیکھ لے اور جب تک اس کا کتاب اللہ و شریعت محمدیہ کے مخالف نہونا ثابت نہو وہ اس پر یقین وعمل کرنے کا مجاز نہین ہے -

ولیکن اس فارق سے یہہ نہین نکلتا کہ ولی امت محمدیہ اپنے الہام کا توافق بہی ضرور کتاب اللہ و شریعت سے ثابت کرے اور جبتک صریح شہادت و موافقت الہام کتاب اللہ و شریعت مین نہ پاوے اس الہام پر یقین نکرے یہ امر نہ اس فارق کا لازم ہے نہ اس پر کوئی دلیل کتاب و سنت مین موجود ہے بلکہ کتاب و سنت و عمل اکابر امت سے اسکا خلاف ثابت اور بخوبی محقق ہے کہ ولی کو اپنے الہامات کا توافق اور کتاب اللہ مین اس کی صریح شہادت دیکھنا ضروری نہین ہے -

کتاب و سنت مین وہ **دلائل** اس ضرورت حصول توافق کو اٹھا دیتی ہین جنسے براۃ اصلیہ ثابت ہوتی ہے اور یہ بات سمجہہ مین آتی ہے کہ جس امر کو شرع ساکت ہے اسمین ہر ایک کو (الہامی ہو خواہ عامی) آزادی و خود مختاری حاصل ہے (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱ مین ان دلائل کی کافی تفصیل ہو چکی ہے جو بلاحظہ ناظرین کے لائق ہے) -

عمل اکابر امت کتب اسلامیہ مین موجود ہے - پرانے اور نئے ملہمین اپنے الہامات پر عمل و یقین کرنے کے وقت توافق و صریح شہادت کتاب اللہ کو

نہ دیکھتے ۔صرف اتنا دیکھ لیتے تھے کہ یہہ الہام مخالف کتاب اللہ تو نہین ہے اسکی مثال ہم سر دست ایک پیش کرتے ہین جس کی تخریج روایت نمبر ۷ جلد ۷ مین بصفحہ ۲۰۶ ہو چکی ہے ۔

حضرت عمر فاروق کو جب الہام ہوا تہا ۔ کہ ساریہ سپہ سالار فوج بے موقع کہڑا ہوا ہے تو آپ نے کسی آیت یا حدیث سے اس الہام کا توافق نہ دیکہا (اور نہ کوئی آیت یا حدیث جسمین ساریہ کے بے موقع کہڑا ہونے کی پیش گوئی مروی ہو ایسے موجود سے جس سے اس الہام کا توافق ممکن ہو) بلکہ اس الہام پر صرف اس نظر سے کہ وہ مخالف کتاب اللہ نہ تہا فوراً یقین کر لیا اور اسی موقع الہام پر عین اثنا ر خطبہ جمعہ مین کہدیا "یا ساریۃ الجبل" یعنی اسے ساریہ پہاڑ کو پس پیت سے جو لوگ ہماری اس بات کو غلط کہین وہ براہ مہربانی ہم کو کسی آیت یا حدیث کی (جسمین اس واقعہ کی بطور پیشین گوئی خبر آچکی ہو اور اس سے اس الہام عمری کا توافق ممکن ہو) نشان دہی کرین ۔

بالجملہ حضرت خضر اور والدہ حضرت موسیٰ کا الہام اور اولیأ امت محمدیہ کا الہام باوجود اس فرق کے کہ وہ دونو شریعت کسی نبی کے تابع نہ تھے اور اولیا ر امت محمدیہ شریعت محمدیہ کے تابع ہین ولہذا وہ دونو اپنے الہامات کو اور دلیل پر عرض کرنے کے محتاج نہ تھے اور اولیا ر امت محمدیہ اپنے الہام کو شریعت محمدیہ پر عرض کرنے کے محتاج ہین ۔ اس حکم مین برابر ہین کہ ان پر عمل ویقین کرنے کے لئے صریح شہادت و توافق شریعت کی ضرورت نہین ہے ۔

اسپر مولوی صاحب موصوف نے یہ سوال کیا کہ الہام اولیا ر امت محمدیہ کو کتاب اللہ و شریعت پر عرض (پیش) کرنا اور اسکا مخالف شریعت نہوناضروری اور شرط عمل ویقین ہے تو بہی الہام قطعی ویقینی نہ تہا ۔ کتاب اللہ پر عرض کرکے اسکا

مخالف کتاب اللہ نہونا ثابت ہوگا تب ہی ملہم کو اس پر یقین کرنا شرعاً جائز ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حصول یقین اور امر ہے اور شرعاً اُسکا جواز اور امر۔ کتاب اللہ و شریعت پر عرض الہام سے صرف اس یقین کا جواز شرعی ثابت ہوتا ہے۔ نفس یقین تو نفس الہام سے ثابت ہوجاتا ہے اس یقین کے حصول کے لیئے تو اسکو کتاب اللہ پر عرض کرنا اور اسکا عدم تخالف ثابت کرنا ہرگز ضروری نہین یہہ عرض و تحقیق عدم تخالف تو صرف اس یقین کو شرعاً جائز بنانے کیلئے ہے۔ وبس۔

اسکی نظیر وہ سونے کا ٹکڑا ہے جسکو ایک شخص نے کسی کان سے پایا ہے یا وہ موتی ہے جو دریا مین غوطہ لگانے سے اسکے ہاتھ مین آیا ہے۔ اس سونے یا موتی کے حصول کا تو اسکو کامل یقین ہوتا ہے جس مین وہ کسی ثبوت و شہادت کا طالب نہین رہتا بعدہ وہ اس زمین کے بادشاہ سے سونا یا موتی دکہا کر پوچہتا ہے کہ اسے کام مین لانے کی آپ مجہے اجازت دیتے ہین اور مین اس فعل مین آپ کی اطاعت سے خارج اور آزاد تو تصور نہونگا اس عرض اور طلب اجازت کے وقت کوئی اس شخص کی نسبت یہ نہین کہہ سکتا کہ اُس شخص کو اس سونے یا موتی کے حصول کی نسبت یقین نہین ہے یقین ہوتا تو وہ اسی بادشاہ کو کیون دکہاتا اور اُس سے اِس کے صرف کرنے کی اجازت کیون مانگتا۔

اس نظیر کو پڑہکر امید ہے کسیکو (بشرطیکہ وہ فہم و انصاف سے کچہہ بہرہ رکہتا ہو) اسمین شک نہ ہیگا کہ اولیاء اللہ کو یقین تو نفس الہام سے ہوجاتا ہے شریعت پر اسکا عرض کرنا اور اسکی عدم مخالفت ثابت کرنا اس یقین کو صرف

شرعی بناتا ہے اسکی حقیقت و اصلیت کو نہین بدلتا۔ اور نہ بڑھاتا ہے۔

حکم عرض الہام سے اسکی ظنیت نکالنے والونکی منشا غلطی کا بیان

جو لوگ الہام کو کتاب اللہ پر عرض کرنے کے حکم سے اُسکا ظنی ہونا نکالتے ہین وہ یہ **خیال** کرتے کہ الہام غیر نبی مین وسوسہ شیطانی کا احتمال ہے تب ہی ملہم اسکو کتاب اللہ پر عرض کرکے یہہ دیکھتا ہے کہ وہ مخالف کتاب اللہ اور وسوسہ شیطانی تو نہین ؟ اس مین یہہ احتمال نہوتا تو اُسکو کتاب اللہ پر عرض کرکے اُسکا مخالف کتاب اللہ نہونا کیون دیکھتا۔

اور اس **خیال** سے شاید وہ ہمارے پیش کردہ نظیر کا نظیر الہام ہونا تسلیم نکرین اور الہام غیر نبی کو اس سونے کی نظیر قرار دین۔ جو کسی راستہ سے کوئی پاوے اور اُسکے سونے یا پیتل ہونے مین متردد ہوکر صراف سے پوچھے کہ یہ پیتل تو نہین ہے ؟ مگر یہ انکی **غلطی ہے**۔ ہمارے اصول پر اس الہام مین (جسکو ہمنے قطعی کہا ہے) گو شروع مین قبل استحکام و استقرار الہام وسوسہ کا احتمال ہے اور اسوقت اسکو ظنی کہا جا سکتا ہے مگر جب اسکا قیام و استقرار ہو جاتا ہے تب ملہم کے دل مین اسکا یقین کوٹ کوٹ کر بھرا جاتا ہے۔ اور اُس مین وسوسہ شیطانی کا احتمال نہین رہتا۔ اور نہ اسوقت اُسکو ظنی کہا جا سکتا ہے اُسوقت اسکا عرض کتاب اللہ پر محض ادب و تعظیم و اظہار متابعت شریعت کے لئے ہوتا ہے نہ اس خیال و احتمال سے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف تو نہین ہے ؟ اسحالت مین وہ کتاب اللہ کے مخالف ہو ہی نہین سکتا۔ لہذا وہ اس سونیکے نظیر نہین بن سکتا جسکو کسی نے راستہ سے پایا ہو اور اُسکے سونے اور پیتل ہونے مین اسکو تردد ہو۔ اور اس تردد کے سبب وہ صرافون کو دکھاتا پھرتا ہو اسحالت مین تو وہ اُسی

خالص سونے کی (جو کان سے لیا گیا ہو) یا اوس دُرِّ یتیم کی (جو دریا مین غوطہ لگانے سے ہاتھ آیا ہو) نظیر ہے جس کے سونے اور موتی ہونے مین یا بندہ کو کوئی شک نہین ہوتا اور بادشاہ وقت سے وہ اسکے کام لانیکی اجازت صرف اس کی بادشاہی کے ادب کے خیال سے حاصل کرتا ہے۔

دلائل دعویٰ چہارم

اس دعویٰ کے دلائل عقلیہ و نقلیہ وہی دلائل ہین جو دعویٰ سوم کے ثبوت مین پیش ہو چکے ہین۔ اون دلائل سے الہام پر یقین و عمل کرنیکا جواز شرعاً وعقلاً ثابت ہو چکا تو پھر اس الہام کے دلیل شرعی ہونے مین کیا شک ہے۔

اس مقام مین ہم اس الہام کے دلیل ہونے کے متعلق تین امر اور بیان کرنا چاہتے ہین **اوّل** یہہ کہ یہ الہام دلیل ہے تو پھر اسکو دلیل شرعی کیون اور کس معنے کر نہین کہا جاتا **دوم** یہ کہ اسکے دلیل ہونے پر اتفاق نہین (اختلاف ہے) تو پھر اسکا کیا اعتبار ہے۔ **سوم** یہ کہ اسکے دلیل ہونے مین اختلاف ہے تو جانبین اختلاف مین کون لوگ ہین قائل کون اور منکر کون۔

بیان امر اوّل

اسکو دلیل شرعی نہ کہنا اس معنے کر اور اسلئے ہے کہ الہام غیر نبی ملہم کے سوا اور لوگون کے لئے شرع کیطرف سے دلیل نہین ہے اور اسپر عام خلائق کو عمل کرنا واجب اور بعض اوقات مین جائز نہین ہوتا۔ اسکا شرعی دلیل ہونا اور صاحب الہام کا اتباع عامہ خلائق پر واجب ہونا نفس اس الہام سے ثابت ہے

نہ اوسپر کوئی اور دلیل قایم ہے لہذا اسکو شریعت یا شرع جو شارع عام کا نام ہے نہین کہا جا سکتا۔

بیان امر دوم

اس الہام کے متفق علیہ نہ ہونے سے اسکا بے اعتبار ہونا اسلئے ثابت نہین ہوتا کہ اعتبار کا مدار اتفاق پر نہین ہے یہ ہو تو کوئی امر اختلافی لائق اعتبار نہ ہو حالانکہ مسائل دین اسلام کا حصہ اختلافی حصہ اتفاقی سے بڑھکر ہے اور ہر ایک فریق اس حصہ اختلافی کو معتبر اور قابل عمل سمجھتا ہے۔ دور نجاؤ ادلہ اربعہ مین انحصار دلائل شرعیہ کے مسئلہ ہی کو دیکھ لو۔ کیا یہ چارون دلیلین **اتفاقی** دلیلین ہین؟ ہرگز **نہین** ان مین دو دلیلین کتاب اللہ و سنت تو اتفاقی دلیلین ہین اور دو باقی اجماع و قیاس اختلافی ہین **اجماع** مین اوّلاً یہ **اختلاف** ہے کہ یہ ممکن یعنی ہو بھی سکتا ہے یا نہین بعضے اسکے امکان ہی کو نہین مانتے پھر امکان کو ماننے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ اسکا علم ہو سکتا ہے یا نہین ایک جماعت امکان علم کے بھی منکر ہین **امام فخر الدین** رازی نے کتاب **محصول** مین یہ اختلاف بیان کرکے فرمایا ہے کہ انصاف یہی ہے کہ بجز

والانصاف انه لا طریق لنا الی معرفة حصول الاجماع الا فی زمان الصحابة حیث کان المومنون قلیلین یمکن معرفتهم باسرهم علی التفصیل (محصول رازی)

اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مومنین اہل اجماع بہت تہوڑے تہے اور ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تھی اور زمانہ کے اجماعون کے حصول علم کی کوئی سبیل نہین۔

اسی کے مطابق کتاب حصول الاموال مین ہے جو کتاب

ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے اس مین کہا ہے جو یہ دعوے کرے

ومن ادعى انه يتمكن الناقل للاجماع من معرفة كل من يعتبر فيه من علماء الدنيا فقد اسرف فى الدعوى وجازف فى القول ورحم الله الامام احمد بن حنبل فانه قال من ادعى وجود الاجماع فهو كاذب وجعل الاصفهانى الخلاف فى غير اجماع الصحابة وقال الحق تعذر الاطلاع على الاجماع لا اجماع الصحابة حيث كانوا فى قلة واما الآن وبعد انتشار الاسلام وكثرة العلماء فلا مطمع للعلم به (حصول المامول)

کہ ناقل اجماع ان سب علما دنیا کی (جو اجماع مین معتبر ہین) معرفت پر قادر ہے وہ اس دعوے مین حد سے نکل گیا اور جو کچھ اُس نے کہا اٹکل سے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ اوعنون نے صاف فرما دیا ہے کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے* اصفہانی نے اس اختلاف کا محل اجماع صحابہ کے سوا اَور اجماعون کو ٹھہرایا ہے اور فرمایا ہے کہ حق یہی ہے کہ اجماع پر اطلاع مشکل ہے ہان صحابہ کے اجماع پر مشکل نہین کیونکہ وہ تھوڑے لوگ تھے اور اسلام پھیل جانے اور علماء اہل اجماع کے بڑھ جانے کے بعد تو علم اجماع کی کوئی طمع نہین ہو سکتی۔

پھر اس امکان علم اجماع کو تسلیم کرنے والون کا اس مین اختلاف ہے کہ اس علم کا پچھلے زمانے کے لوگون تک منقول ہونا ممکن ہے یا نہین

* امام احمد کا یہ قول مسلم وغیرہ مین بھی منقول ہے اگرچہ مسلم مین اس کی اور تاویل کی ہے +

ایک جماعت اسکے قائل ہیں کہ یہ نقل متواتر سے ناممکن ہے اور اخبار احاد سے ہو تو اسکا اعتبار نہیں پھر ان سب باتوں (امکان اجماع - امکان علم - امکان نقل) کو ماننے والوں کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ اجماع شرعی دلیل ہے یا نہیں بعض لوگ قائل ہیں کہ وہ دلیل شرعی نہیں امام احمد بن حنبل اور داود ظاہری وغیرہ اسکے قائل ہیں کہ صرف اجماع

وذهب داود الظاهری الی اختصاص حجیة الاجماع باجماع الصحابة وهو ظاهر کلام ابن حبان فی صحیحه وهذا هو المشهور عن الامام احمد (حصول)

صحابہ دلیل ہے - حصول المامول میں ہے اجماع کا حجت (دلیل) ہونا اجماع صحابہ سے مخصوص ہے - یہی امام ابن حبان کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے اور یہی امام احمد سے مشہور ہے -

پھر اس اجماع کو حجت و دلیل ماننے والے اس میں مختلف ہیں کہ وہ حجت قطعی ہے یا ظنی - ایک جماعت (صیرفی ابن برہان دبوسی وغیرہ) اس کو قطعی کہتے ہیں - ایک جماعت (امام رازی آمدی وغیرہ) ظنی کہتے ہیں - بعض (بزدوی وغیرہ حنفی) اس میں تفصیل کرتے ہیں - اجماع صحابہ کو قطعی کہتے ہیں - باقی اجماعوں کو ظنی - ان مذاہب کی تفصیل بہی حصول المامول و ارشاد الفحول وغیرہ میں ہے -

امام رازی اپنے مذہب کی تائید میں فرماتے ہیں - کہ تعجب کی بات

والعجب من الفقهاء انهم اثبتوا الاجماع بعمومات الایات والاخبار واجمعوا علی ان المنکر لما تدل علیه العمومات لا یکفر

ہے کہ فقہاء اجماع کا حجت ہونا عموم آیات و احادیث سے ثابت کرتے ہیں اور اس بات پر بھی انکا اجماع ہے کہ جو بات عمومات سے ثابت ہو

اسکا منکر کافر نہین ہوتا اور نہ فاسق ہوتا ہے اگر وہ بتاویل منکر ہو۔ پھر یہ بھی کہتے ہین کہ جو حکم اجماع سے ثابت ہو اسکا منکر کافر ہے اسمین اونھون نے فرع کو (یعنے حکم قطعیت اجماع) کو اصل سے (یعنے ان	ولا یفسق اذا کان ذلک الانکار بتاویل ثم یقولون الحکم الذی دل علیہ الاجماع مقطوع ومخالفہ کافر فاسق فکانہم قد جعلوا الفرع اقوی من الاصل وذلک غفلۃ عظیمۃ (محصول)

دلائل عموم سے جن سے قطعیت ثابت کرتے ہین) قوی بنا دیا۔ یہہ ان کی بڑی غفلت ہے۔

اسی **قسم** کے اور **اختلاف** اجماع کے متعلق اہل اسلام خصوصاً **اہلسنت** مین پائے جاتے ہین۔

ایسا ہی **قیاس** کی نسبت ان کا اختلاف ہے بڑے بڑے صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین اسکے حجت ودلیل ہونے کو نہین مانتے اسکے موید **اقاویل صحابہ** وتابعین ہمارے **ضمیمہ اخبار سفیر ہند** نمبر ۱۵ بابت ۱۸۷۸ء مین منقول ہوچکے ہین ہم ان کا اعادہ نہین کرتے وہ ضمیمہ ناظرین شائقین تحقیق طلب فرماکر ملاحظہ مین لائینگے تو حظ اوٹھائینگے۔

پھر جب اختلاف کے سبب اکثر مسائل شرعیہ خصوصاً ادلہ اربعہ مین حصر دلائل شرعیہ کا مسئلہ بے اعتبار ہوئے تو اختلاف کے سبب **الہام** کیونکر بے اعتبار ہو سکتا ہے۔

اس بیان سے یہ بھی **ثابت** ہوا کہ جو لوگ ادلہ شرعیہ کا حصر چار دلائل مین کرتے ہین وہ غلطی پر ہین۔ یہ حصر نہ اتفاقی دلائل کی نظر سے صحیح ہوسکتا ہے نہ اختلافی کی نظر سے۔ اتفاقی دلائل کی نظر سے اس کا غلط ہونا تو ابھی معلوم ہوا

اور ثابت ہوچکا کہ اتفاقی دلائل صرف دو ہین نہ چار۔ اختلافی دلائل کی شمولیت کے لحاظ سے یہ دعوے حصر اس لئے غلط ہے کہ اختلافی دلائل ان چارون کے سوا اور بہی ہین استحسان* - استصحاب - استقرار - شرائع سابقین - مصالح مرسلہ - قول صحابی وغیرہ -

کتاب مسلم الثبوت مین لکہا ہے ان چارون دلیلون (کتاب و سنت و اجماع و قیاس) پر تو چارون امام (امام ابوحنیفہ رح امام شافعی رح امام مالک رح امام احمد رح) کو اتفاق ہے - بعض دلائل مین (جن کا ذکر پہلے ہی ہوچکا) اختلاف ہے از انجملہ شرائع سابقین ہین اور استحسان اور مصالح مرسلہ اور قول صحابی - اور از انجملہ تلاش کے بعد دلیل کا پایا جانا ہے اسکو بعض شافعی عدم حکم پر دلیل سمجہتے ہین - اور حق یہ ہے کہ وہ دلیل نہین ہے مگر شریعت کی شہادت سے یعنے شریعت خود بتاتی ہے کہ جس چیز سے شرع ساکت ہے وہ بحکم اباحۃ اصلیہ مباح و معاف ہے اور از انجملہ کم سے کم کو لے لینا ہے

للادلة على الاربعة اتفاق واختلف في امور وتقدم منها شرائع من قبلنا والاستحسان والمصالح المرسلة وقول الصحابي ومنها عدم الدليل بعد الفحص اختاره بعض الشافعية والحق انه ليس بدليل الا بالشرع ومنها الاخذ باقل ما قيل اخذ به الشافعي والحق انه ترجيح كالاخذ بالاصل في تعارض الاشباه ومنها الاستقراء اختاره البيضاوي والحق انه لا يدل على حكم الله الا اذا دل على وصف جامع تدبر ومنها الاستصحاب وهو

* ان الفاظ کی تشریح ضمیمہ اشاعۃ السنۃ جلد ۷ مین ہوگی انشاء اللہ تعالے

حجة عند الشافعية وطائفة من الحنفية منهم ابو منصور مطلقاً وعند ابی زید وشمس الائمة وفخر الاسلام للدفع فقط ونفاه منهم المتکلمون وھو المختار۔ (مسلم الثبوت)	اسکو امام شافعی نے حجت ٹھہرایا ہے اور حق یہ ہے کہ وہ ترجیح ہے جیسے تعارض کے وقت اصل کو لے لینا اور ازانجملہ استقراء ہے اس کو بیضاوی نے اختیار کیا ہے اور حق یہ ہے کہ وہ حکم آلہی پر دلیل نہین

ہو سکتا جب تک کہ وہ کسی وصف جامع کو ثابت نہ کرے اور ازانجملہ استصحاب ہے وہ شافعی کے نزدیک اور حنفیون مین ایک جماعت کے نزدیک حجت ہے ابوزید وغیرہ اسکو صرف مدافعت کے لئے حجت سمجھتے ہین اور اکثر لوگ متکلمین وغیرہ اسکو حجت نہین سمجھتے۔

بیان امر سوم

الہام یا کشف غیر نبی کے منکر حجیت متکلمین اور اصولی ہین۔ اور اسکے حجیت (دلیل) ہونے کی قائل بعض محدث و صوفی اس مقام مین اُن صوفیون اور محدثون کے اقوال نقل کئے جاتے ہین جو اس الہام و کشف کو حجت جانتے ہین اور اس سے کام لیتے ہین۔

ازانجملہ الامام عبد الوہاب شعرانی ہین جو میزان کبری مین اہل کشف و الہام کے لئے کشف الہام سے دلائل احکام پر مطلع ہونیکے مدعی ہین چنانچہ بصفحہ ۱۲ کتاب میزان کے فرماتے ہین۔ خدا تعالے نے مجھے بطریق

وقد اطلعنی اللہ تعالے من طریق الالہام علے دلیل لقول الامام	الہام امام وہ وجہ ظاہری کے اس مسئلہ کے کہ چھوٹی لڑکی کو ہاتھ

داؤد الظاہری بنقض الطہارۃ	لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے
بلمس الصغیرۃ التی لا تشتہی	مطلع کیا پھر اسکو تفصیل بیان فرمایا۔

اور بصفحہ ۱۳۲ فرمایا ہے کہ صاحب کشف مقام یقین مین مجتہدین کے

وصاحب ھذا الکشف قد ساوی	مساوی ہوتا ہے اور کبھی بعض
المجتہدین فی مقام الیقین	مجتہدین سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ
وربما زاد علی بعضہم لاغتراف	وہ اسی چشمہ سے جس سے شریعت
علمہ من عین الشریعۃ ولا	نکلتی ہے چلو بھرتا ہے اور وہ
یحتاج الی تحصیل الآلات الاجتہاد	اسباب (علوم) اجتہاد کا جو مجتہدون
التی شرطوھا فی حق	کے حق مین شرط ٹھرائی گئی ہین
المجتہد فحکمہ حکم الجاھل	محتاج نہین ہے اسکا حال دریا کو
بطریق البحر اذا ورد مع عالم	راستہ سے ناواقف کا سا ہے
بما لیملاء سقاء منہ فلا فرق	جو کسی راستہ جاننے والے کے
بین الماء الذی یاخذہ	ہمراہ دریا پر پانی لینے کو پہنچ جاتا ہے
العالم ولا بین الماء الذی	اسکے پانی مین اور جاننے والے
یاخذہ الجاھل۔	کے لئے ہوئے پانی مین کچھ فرق نہین

پھر اسی صفحہ مین اسپر یہ سوال کیا ہے کہ پھر علما نے اُس مسئلہ پر جو

فان قلت فلای شئ لم یوجب	کسی نے کشف سے لیا ہو عمل کرنے
العلماء باللہ تعالے العمل	کو کیون واجب نہین ٹھرایا باوجودیکہ
بما اخذہ العالم من طریق	وہ بعض لوگون کے نزدیک صحت
الکشف مع کونہ ملحقا با	مین روایۃ (حدیث) کے مثل ہے
لنصوص فی الصحۃ عند	پھر اسکا یہ جواب دیا ہے کہ اس پر

بعضهم فالجواب ليس عدم ايجاب العلماء العمل بعلوم الكشف من حيث ضعفها و نقصها عما اخذه العالم من طريق النقل الظاهر وانما ذلك للاستغناء عن عده في الموجبات بصرائح ادلة الكتاب والسنة عند القطع بصحته اى ذلك الكشف فانه حينئذ لا يكون الا موافقا لها اما عند عدم القطع بصحته فمن حيث عدم عصمة الآخذ لذلك العلم فقد يكون دخل كشفه التلبيس من ابليس فان الله تعالى قد اقدر ابليس كما قال الغزالي وغيره على ان يقيم للمكاشف صورة المحل الذى ياخذ علمه منه من سماء او عرش او كرسى او قلم او لوح فربما ظن المكاشف ان ذلك العلم عن الله فاخذ به فضل وضل فمن هنا اوجبوا على المكاشف انه يعرض ما اخذه من العلم من طريق كشفه على الكتاب والسنة قبل العمل به فان وافق فذاك والا حرم عليه العمل به فعلم ان من

عمل واجب کرنا اسلئے نہیں ہے کہ جو مسئلہ کشف سے لیا جاتا ہے وہ اس مسئلہ سے جو ظاہری نقل سے لیا جاوے کچھہ کم رتبہ اور ضعیف ہے بلکہ اسلئے ہے کہ صریح دلائل کتاب و سنت کے ہوتے اسکو دلیل موجب عمل ٹھہرانیکے حاجت نہیں کیونکہ کشف جبکہ اسکی صحت کا یقین ہو٭ کتاب اللہ کیموافق ہی ہوتا ہے۔ اور جب اسکی صحت کا یقین نہو تو اس وجہ سے کہ صاحب کشف معصوم٭ نہیں ہے اس میں دخل شیطان کا احتمال ہے کیونکہ خدا تعالی نے ابلیس کو چنانچہ امام غزالی وغیرہ نے کہا ہے قدرت٭ دی ہے کہ وہ صاحب کشف کو اسکی محل کشف کی (جس سے وہ علم اخذ کرتا ہے) صورت آسمان یا عرش یا کرسی یا قلم یا لوح کی سی بناکر دکھلاوے پس وہ اسکو خدا کیطرف سے سمجھکر لیتا ہے اور خود گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔ اسی نظر سے علمانے صاحب کشف پر اس امر کو واجب ٹھہرایا ہے کہ وہ قبل عمل اسکو کتاب و سنت پر پیش کرے پس اگر موافق پائے تو اسپر عمل کرے ورنہ اسپر عمل کرنا

٭ یہی مضمون ہم نے بصفحہ (۲۰۴) بیان کی ہے ٭ اس معنی کر کہ ہمیں دخل ابلیس کا امکان ہے جسکے عدم استقرار سے ثابت ہوتا ہے ٭ ابتدا میں اسوقت تک کہ ابھی صاحب کشف کو قیام و ثبات نہو ٭ اسیصورت سے جو ہمنے بیان کی ہے اس توضیح سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ یہ عبارت میزان جسکو ہم نے بابت جلد ۲ میں نقل کیا ہے ہماری عبارات کے مخالف نہیں ہے بعض نے اسکو اس مقام میں نقل کیا ہے ورنہ اسکی نصف اخیر کو اس مقام سے تعلق نہ تھا۔

اخذ علمہ من غیر الشریعۃ من غیر تلبیس فی طریق کشفہ فلا یصح منہ الرجوع عنہ ابدا ما عاش۔	اسپر حرام ہے اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اپنا علم شریعت کے سوا اور جگہ (الہام وکشف) سے لے اور اس میں تلبیس کا دخل نہو تو اس سے وہ کبھی نہ پھرے جب تک زندہ رہے۔

اور اس میں **بصفحہ ۲۰** کہا ہے اہل کشف قیاس کے محتاج نہیں وہ کشف

ومن ھنا یعلم ان اھل الکشف غیر محتاجین الی القیاس لاستغنائھم بالکشف	کے سبب اس سے مستغنی ہیں۔

اور **بصفحہ ۳۳** فرمایا ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم اگرچہ محدثین کے

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم وان کان فیہ مقال عند المحدثین فھو صحیح عند اھل الکشف	نزدیک محل کلام ہے پر وہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔

اور **بصفحہ ۴۴** کہا ہے ہمارے پاس کوئی دلیل ایسی نہیں جو کلام

فانہ ماثم لنا دلیل واضح یرد اھل الکشف ابدا لا عقلا ولا نقلا ولا شرعا لان الکشف لا یاتی الا مویدا بالشریعۃ دائما	اہل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی کیونکہ کشف ہمیشہ شریعت سے موید ہوتا ہے۔

اور **بصفحہ ۴۸** فرمایا ہے کہ بہتری اولیاء اللہ سے مشتہر ہو چکا ہے کہ وہ

وقد اشتھر عن کثیر من الاولیاء الذین ھم دون الائمۃ المجتھدین فی المقام بیقین انھم کانوا یجتمعون برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کثیرا ویصدقھم اھل عصرھم علی ذالک الی ان ذکر جماعۃ منھم الشیخ جلال الدین السیوطی ثم	آنحضرت صلعم سے عالم ارواح میں (بطور کشف) ہم مجلس ہوئے اور ان کے ہمعصروں نے ان کے دعوی کو تسلیم کیا۔ پھر امام شعرانی نے اُن لوگوں کے نام لئے جن میں ایک امام محدث **جلال الدین** سیوطی ہیں پھر فرمایا

قال ورأيت ورقة بخط الشيخ جلال الدين
السيوطي عند احد اصحابه وهو الشيخ
عبد القادر الشاذلي مراسلة لشخص
سأله في شفاعة عند السلطان قايتباي
رحمه الله تعالى اعلم يا اخي انني قد
اجتمعت برسول الله صلى الله عليه وسلم
الى وقتي هذا خمسا وسبعين مرة يقظة
ومشافهة ولولا خوفي من احتجابه
صلى الله عليه وسلم عني بسبب
دخولي للولاة لطلعت القلعة وشفعت
فيك عند السلطان واني
رجل من خدام حديثه واحتاج
اليه في تصحيح الاحاديث التي ضعفها
المحدثون من طريقهم ولا شك ان
نفع ذلك ارجح من نفعك انت يا اخي
انتهى ويؤيد الشيخ جلال الدين في ذلك
ما اشتهر عن سيدي محمد بن زين المادح
لرسول الله انه كان يرى رسول الله
صلعم يقظة ومشافهة ۔ (میزان شعرانی)

نیز ایک ورق شیخ جلال الدین سیوطی کا
دستخطی انکے صحبتی شیخ عبد القادر شاذلی
کے پاس پایا جو کسی شخص کے نام خط تھا
جس نے ان سے بادشاہ وقت کے
پاس شفارش کی درخواست کی ۔ انہون نے
جواب مین کہا کہ مین آنحضرت صلعم کی
خدمت مین تصحیح احادیث کے لئے
جنکو محدث ضعیف کہتے ہین حاضر ہوا کرتا
ہون چنانچہ اسوقت تک پچہتر دفعہ حالت
بیداری مین حاضر خدمت ہوچکا ہون
مجہے یہہ خوف نہوتا کہ مین بادشاہ وقت
کے پاس جانے کے سبب اس حضوری
سے روکا جاؤن گا تو قلعہ مین جاتا اور
تمہاری شفارش کرتا ۔ امام شعرانی فرماتے
ہین کہ شیخ جلال الدین کے اسبات کا
موید وہ واقعہ ہے جو سید محمد بن زین سے مشہور ہے وہ
آنحضرت صلعم کی زیارت سے بیداری
مین مشرف ہوتے جب حج کو جاتے
پہر اسکو مفصل ذکر کیا ۔

اور از انجملہ شیخ محی الدین ابن عربی ہین جو فتوحات مکیہ مین ایک
خاص باب اس مضمون کا کہ اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت سے احکام پوچہتے

ان احدھم اذا احتاج فی واقعۃٍ
اوسوال عن حدیث رای النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فینزل علیہ جبرئیل
علیہ السلام فیسالہ عما احتاج
الیہ الولی فیجیبہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ویسمع ھذا الولی فیعی ماقال
صلی اللہ علیہ وسلم قال وھذا کما سأل
جبرئیل علیہ السلام عن الایمان و
شرائع الاسلام فاجابہ صلی اللہ علیہ
وسلم ووعوہ قال ونصحح من ھذا
الطریق احادیث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فربّ حدیث صحیح عند اھل الفن
لایثبت عندنا من ھذا الطریق وربّ
موضوع عندھم یصح بقولہ صلی اللہ
علیہ وسلم ھذا احدیث قلتہ ۔
(فتوحات)

ہین" مقرر کرکے فرماتے ہین ان ہین سے
جب کسی کو کسی واقعہ مین حدیث کی حاجت
پڑتی ہے تو وہ آنحضرتؐ کی زیارت سے مشرف
ہو جاتا ہے ۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نازل
ہوتے ہین ۔ اور آنحضرتؐ جبرئیل عمؑ سے
وہ مسئلہ (جسکی ولی کو حاجت ہوتی ہے)
پوچھکر اس ولی کو بتاتے ہین جس کو ولی
سنتا ہے اور یاد کرلیتا ہے جیسی آنحضرت
سے جبرئیل نے ایمان و اسلام کا سوال
کیا تھا اور آنحضرت نے اسکا جواب دیا
تھا اور صحابہ نے یاد کر لیا تھا ۔ شیخ
ابن عربی نے فرمایا ہے ہم اس طریق سے
آنحضرتؐ سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہین
بہتیری حدیثین ایسی ہین جو اس فن کے
لوگون کے نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے
نزدیک صحیح نہین اور بہتیری حدیثین الخ
نزدیک موضوع ہین ۔ اور آنحضرت کے قول سے (بذریعہ کشف) صحیح ہو جاتی ہین ۔
اس قسم کے مسائل و احادیث جنکی تصحیح ابن عربی نے آنحضرت سے کرائی ہے
فتوحات مین بہت مذکور ہین جیسے حدیث رفع یدین بوقت انتقالات نماز اور
دعا ختم صحیح بخاری اور حدیث وقوع طلاق ثلث وغیرہ ۔
اور فتوحات مکیہ مین یہہ بھی فرمایا ہے کہ اہل ذکر و خلوت پر وہ علوم

لدنیہ کہلتے ہین جواہل نظر و استدلال کو حاصل نہین ہوتے - اور یہہ علوم لدنیہ اور اسرار و معارف انبیار اور اولیار سے مخصوص ہین اور **جنید بغدادی** سے نقل کیا ہے کہ انہون نے تیس سال اس درجہ مین رہکر یہ رتبہ حاصل کیا ہے - **ابویزید بسطامی** سے نقل کیا ہے کہ تم (علمار ظاہر) نے علم مردون سے لیا ہے ہمنے خدا زندہ قائم سے اس مضمون کی اصل عبارت فتوحات اشاعۃ السنتہ نمبر ۵ جلد ۲ مین نقل ہوچکی ہے -

اور از انجملہ امام غزالی ہین انکا قول مثبت الہام بہی اُسی نمبر ۵ اشاعۃ السنتہ مین نقل ہوچکا ہے -

اور از انجملہ رئیس محدثین ہند حضرت **شاہ ولی اللہ قدس سرہ** ہین جواپنی متعدد تصانیف مین الہام وکشف پر اعتماد اور اس سے استشہاد کئے ہین -

آپ نے رسالہ **درثمین فی مبشرات النبی الامین** اور رسالہ **انتباہ فی سلاسل اولیار اللہ** مین بسند متصل شیخ محمد بن عبد الرحمن الخطاب شارح مختصر خلیل سے روایت کیا ہے کہ انہون نے کہا ہم عارف باللہ شیخ عبد المعطی تونسی کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کے لئے گئے جب ہم آنحضرت کے روضہ کے قریب ہوئے تو پاپیادہ ہولئے پس یہ شیخ عبد المعطی چند قدم چلتے اور پہر کہڑے ہوجاتے یہانتک کہ روضہ مبارک کے سامنے کہڑے ہوگئے اور کچہہ بولے جسکو ہم نہ سمجھے جب ہم وہان سے پہرے تو ہم نے اُن سے

الحدیث الثالث والثلثون اخبرنی الشیخ ابوطاہر قال اخبرنا الشیخ احمد النخلی قال اخبرنا شیخنا السید السند احمد بن عبد القادر قال اخبرنا الشیخ جمال القیراوانی عن شیخہ الشیخ یحیی الخطاب المالکی قال اخبرنا عمی الشیخ برکات الخطاب عن والدہ عن جدہ الشیخ محمد بن عبد الرحمن

الخطاب شارح مختصر الخليل قال مشينا مع
شيخنا العارف بالله تعالى الشيخ عبد المعطي
التونسي لزيارة النبي صلعم فلما قربنا من الروضة
الشريفة ترجلنا فجعل الشيخ عبد المعطي
يمشي خطوات ويقف حتى وقف تجاه القبر
الشريف فتكلم بكلام لم نفهم فلما انصرفنا سألناه
عن وقوفه فقال كنت اطلب الاذن من
رسول الله صلعم في القدوم عليه فاذا قال لي اقدم
قدمت ساعة ثم وقفت وهكذا حتى وصلت اليه
فقلت يا رسول الله كلما روى البخاري عنك صحيح فقال
صحيح فقلت له ارويه عنك يا رسول الله صلعم
قال اروه عني وقد اجاز الشيخ عبد المعطي نفعنا
الله تعالى به الشيخ محمد الخطاب ان يرويه عنه
هكذا وكذا احدا اجاز من بعده واجاز السيد
احمد بن عبد القادر النخلي ان يرويه عنه واجاز النخلي
لابي طاهر واجاز ابو طاهر لنا (انتباه و در ثمين)

توقف کا سبب پوچھا انہون نے
فرمایا مین آنحضرت سے
حاضر خدمت ہونے کا اذن
چاہتا تھا آپ نے فرمایا آ
تب مین آگے ہوا پھر مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جو کچھہ آپ سے
امام بخاری نے روایت کیا ہے
وہ سب صحیح ہے مین آپکی طرف سے
اسکو روایت کرون آپ
نے فرمایا ہان صحیح ہے تو میری
طرف سے اس کو روایت کر۔
اس حدیث کے روایت کرنے کی
اجازت شیخ عبد المعطی نے اپنے شاگرد
شیخ محمد خطاب کو دی انہون نے اپنے
شاگرد کو ایسا ہی بیچ والون تو یہانتک

کہ شیخ ابو طاہر استاذ حضرت شاہ ولی اللہ نے حضرت شاہ ولی اللہ کو - اور اپنے
رسالہ **فیوض الحرمین** ایسی باتین جو بذریعہ کشف آپکو آنحضرت سے حاصل ہوئی
ہین بہت بیان کی ہین پر انکی تفصیل سے خوف تطویل ہے

اور از انجملہ **صاحب دراسات** ہین جو اس کتاب کے صفحہ
۳۰۹ مین فرماتے ہین کہ جو کوتاہ نظرون کو وہم ہوا ہے کہ اجتہاد کا محل اخذ

وما یتوهمه القاصرون من ان لا اجتهاد ماخذه
الکتاب والسنة والکشف لیس طریقا للاخذ
عنهما فباطل لان الکشف طریق جائزة لاخذ
الحدیث ومعنی القرآن عن النبی صلی الله علیه وسلم
یقظة شفاها وقال صلی الله علیه وسلم فی الرؤیا
الصالحة ما قال فکیف فی الکشف واین
الاجتهاد من ذلک فهو اقوی من کل اسباب
العلوم بعد الوحی فانه رشح ترشح من بحره
والقول بانه لو کان الکشف حجة یسع
اتباعها لکان حجج الشریعة خمسة وقد
اتفقوا علی انها اربعة مردود فانه لم
یقع الاتفاق علی حجة القیاس وهو حجة
عند القائلین به فکذلک الکشف وان لم
یقل بحجیته اهل الظاهر فهو حجة عند اهله
بل هو عندهم ما یوجب الیقین کما هو مبسوط
(دراسات صـ ۳۰۹)

کتاب وسنت ہو اور کشف کو کتاب وسنت
سے احکام لینے کی طرف راہ نہیں سو باطل
ہے آنحضرتؐ سے حدیث اخذ کرنے اور
قرآن کے معنی پوچھنے کے لئے کشف جائز
راہ ہے آنحضرتؐ نے سچے خوابوں کے
باب میں (جو کشف سے کمتر ہیں) فرمایا
سو ہے جو فرمایا ہے - پس کشف کی
نسبت آپکا کیا حکم ہوگا اور اجتہاد کا اسکے
سامنے کیا رتبہ ہے - وہ تو علم کے سبھی وسائل (اجتہاد
وغیرہ) سے قوی تر ہے کیونکہ وہ اسی وحی
کے دریا کا ترشح ہے اور یہ
کہنا کہ اگر کشف ان دلائل سے ہوتا
جنکا اتباع جائز ہے تو چاہیے تھا کہ دلائل شرع
پانچ ہوتے حالانکہ انکا اتفاق اسپر ہے کہ وہ دلائل
چار ہیں - لائق قبول نہیں ہے کیونکہ اتفاق تو
ان چار دلیلوں پر بھی نہیں ہوا انمیں سے قیاس پر
اتفاق کب پایا گیا ہے - ایسا ہی کشف سہی اسکو علما ظاہر نہیں مانتے تو اسکے اہل تو مانتے
ہیں بلکہ وہ انکے نزدیک موجب یقین ہے -

پھر اس کتاب کے صفحہ ۳۰۹ سے ۳۱۲ تک **اتحاف العارفین** شیخ محمد برسی
اور **انوار قدسیہ** اور **طبقات الاولیاء** عبدالوہاب شعرانی اور **طبقات الاولیاء**
ابن الملقن سے اس مضمون کی چند حکایات نقل کی ہیں جنمیں اہل اللہ کا آنحضرتؐ

قال ایضاً حکی عن بعض الاولیاء انہ حضر مجلس فقیہ فروی ذلک الفقیہ حدیثا فقال لہ الولی ھذا باطل قال من این لک ھذا فقال ھذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقف علی راسک یقول انی لم اقل ھذا الحدیث و کشف اللہ لک الفقیہ فرای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دراسات ص۳۱)

سے احادیث کی صحت دریافت کرنا پایا جاتا ہے ان میں سے ایک ولی سے یہ حکایت نقل کی ہے کہ وہ ایک فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور فقیہ نے ایک حدیث بیان کی تو اس ولی نے کہا یہ حدیث جھوٹی ہے فقیہ نے پوچھا تم نے یہ کہاں سے جانا اس ولی نے کہا یہ دیکھ آنحضرت صلعم تیرے سر پر کھڑے فرما رہے ہیں کہ یہ حدیث میں نے نہیں کہی۔ اسوقت اس فقیہ کو بھی کشف ہوگیا اور اس نے آنحضرت کو کھڑے ہوئے دیکھ لیا۔

اور ازانجملہ مولانا محمد اسمعیل ایک سرگروہ اہلحدیث ہیں جو کتاب صراط مستقیم میں بصفحہ ۱۰۳ فرماتے ہیں ہر اہل کار فطانت و ارباب تحدس و کیاست کہ بلطافت ذہن و صفائی قریحہ بر مغز این کلام و خلاصہ این مقام رسیدہ باشند پوشیدہ نخواہد ماند کہ صدیق من جہۃ تقلید انبیاء مبیا شدہ ہمین جہۃ محقق در شرائع پس اگر صدیق زکی القلب است رضا و کراہیت حضرت حق در افعال و اقوال مخصوصہ و صحت و بطلان عقائد خاصہ و محمودیت و مذمومیت در اخلاق و ملکات شخصیہ و صلاح و فساد و نظام جواب الخفظ در وقائع و معاملات جزئیہ بنور جبلی خود دریافت مینماید مثلاً بشہادت قلب خود میداند کہ فلان قول مخصوص یا فعل مخصوص مرضی حق است یا غیر مرضی و فلان عقیدہ خاصہ حق است یا باطل و فلان خلق مخصوص محمود است یا مذموم و فلان معاملہ خاصہ کہ فیما بین اہل منزل یا اہل مدینہ منعقد شدہ یا فلان رسم مخصوص کہ در فلان قوم ترویج یافتہ موافق نظام اتم است یا مخالف آن پس احکام این امور مذکورہ او را بعد و جہ معلوم میشود یکے بشہادت قلب خود خصوصاً و دیگر بسبب اندراج او در کلیات شرع عموماً و علم کہ بوجہ اول حاصل شدہ تحقیقی است و ثانی تقلیدی و اگر ذکی العقل است پس نور جبلی او بسوئے کلیات حقہ منعقدہ در حظیرۃ القدس کہ برائے تربیت نوع انسان عموماً متعین گردیدہ و او را بمنزلہ پیغمبر باید آن کلیات در ذہن او و مراد اللہ علی ظاہر

محفوظ ماند و استنباط جزئیات از ان کلیات سے تواند کرد پس علوم کلیہ شرعیہ او بد و واسطہ میرسد بوساطت
نور جبلی محمدی بوساطت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام"

اس خیال واعتقاد کے لوگ متقدمین و متاخرین اہل اسلام میں اور بہت ہیں۔ ان سب کے اقوال نقل
کرنیکی اس مقام میں گنجایش نہیں۔ ان چند اقوال منقولہ بالا سے امر سوم کا بیان شافی ہو گیا اور بخوبی ثابت ہوا
کہ الہام یا کشف کو حجت و دلیل جاننے والے بہی اکابر اہل اسلام (صوفیہ کرام و محدثین عظام) ہیں جیسے کہ اسکی حجیت کے منکر
اکابر ہیں یہ مسئلہ ایسا نیا اور انوکہا نہیں جسکا کوئی قائل نہو۔

یہی جتانا اس امر سوم کے بیان سے ہمارا مقصود تہا اس سے اس امر کا اظہار مقصود نہیں ہے کہ ہم
خود بہی اس الہام کو حجت و دلیل جانتے ہیں اور غیر ملہم کو کسی ملہم (غیر نبی) کے الہام پر عمل کرنا واجب سمجہتے ہیں نہیں نہیں۔
ہرگز نہیں۔ ہم صرف کتاب اللہ و سنت کے پیرو ہیں اور اسی کو حجت و دستور العمل اور عام راہ جانتے ہیں۔ نہ خود الہامی ہیں نہ کسی
کشفی الہامی غیر نبی کے (متقدمین سے ہو خواہ متاخرین سے) متبع و مقلد ہیں۔

بیان امر سوم سے امور ثلثہ متعلق وجہ چہارم کا بیان تمام ہوا اور ان چارون دعاوی کے ثبوت سے اس سوال کا جو اعتراض
سوم (منجملہ اعتراضات مشترکہ فریقین) کے جواب سے پیدا ہوا تہا جواب پورا ہوا اور خوب محقق ہوا کہ مولف براہین احمدیہ کا اپنے الہام کو
اپنے حق میں حجت اور دلیل سمجہنا کوئی نئی اور انوکہی بات نہیں ہے۔

اب ہم اس بحث (سوالات وجوابات) **کو ختم کرتے** ہیں کیونکہ اس بحث میں اگرچہ صراحۃً وقصداً صرف
تین سوالون (منقولہ نمبر ۹) کا جواب دیا گیا ہے مگر تبعاً وضمناً دریبت سے اعتراضون کا جواب بہی اسمین ادا ہوا بلکہ غور و تامل سے
کام لیا جاوے تو کوئی اعتراض ایسا نہیں" (یا یون کہو کہ ایسا اعتراض کم ہوگا) جسکا جواب اس بحث سے نکل نہ سکیگا لہذا
ہم اب اس بحث کو طول نہیں دیتے اور اس **ریویو کا تتمہ** چند امور اور بیان کرتے ہیں۔

اوّل جو سب سے اہم اور اقدم ہے یہ ہے کہ جو کچہہ ہمنے الہامات مولف براہین احمدیہ کی **حمایت** اور
اعتراضات مخالفین سے انکی **برارت** مین کہا ہے اسکی **بنا** (چنانچہ ہمارے الفاظ و قیود جابجا مظہر ہیں) صرف **دو امر** پر
ہے **اوّل** یہ کہ یہ الہامات امید آخر تاویلات حد امکان اور تجویز عقل سے خارج نہیں **دوم** یہ کہ وہ شرع کے مخالف نہیں
اس سے بڑہکر فعلی (یعنی بالفعل) ثبوت و تحقق ان الہامات کے ہمنے شہادت نہیں دی اور نہ خصوصیت کے ساتہ کسی خاص شخص کی

الہامات یا حالات کی کوئی شہادت دے سکتا ہے جب تک اسکو ذاتی تجربہ نہو یا وہ خود ملہم ولی نہو اور بحکم **ولی را ولی می شناسد** اپنی وجدانی شہادت سے اسکے صدق و تحقق کا اسکو یقین نہو ہم کو مولف براہین احمدیہ سے صرف حسن ظنی ہے اسلئے ہم انکو سچا جانتے ہین اور انکے بیان کو عقل اور شرع کے مخالف نہین سمجھتے لہذا ہم نے بالفعل اسیقدر امکانی اور تجویزی رائے دی ہے انکے الہامات اور برکات کا ہمکو ذاتی تجربہ و مشاہدہ ہوگا تو آیندہ حصوں کے ریویو مین فعلی ثبوت کی شہادت و تائید سے بھی دریغ نہوگا -

اس **امکانی رائے** سے بھی ہمارا مقصود (چنانچہ ہم پہلے بھی جتا چکے ہین) مطلق الہام غیر نبی کی تائید ہے جس سے الہام انبیا کی تائید مقصود ہے خاصکر مولف براہین احمدیہ کے الہامات کی تائید ہمارا اصلی مقصود نہین ہے اور نہ ہمکو اسوقت تک مولف براہین سے بجز اخوت اسلامی کوئی خصوصیت ہے ہمکو ان سے کوئی خصوصیت پیدا ہوگی تو خاصکر انکی تائید اور ہی طرز و کیفیت سے عمل مین آویگی انشا اللہ تعالی -

(۴) **اس کتاب** مین جیسے معنوی برکات و عمدہ خصائص ہین (جو بیان ہوچکے) ایسے ہی اسمین چند **نقائص** بھی ہین جنکا بیان اس نظر سے کہ ہم اسپر ریویو لکھ رہے ہین ہمارا منصبی فرض ہے -

از انجملہ (۱) یہ کہ اسکی عبارت اردو عمدہ نہین ہے اسکے بعض محاورات فارسی کے تابع ہین اور اکثر محاورات اردو غیر فصیح ہین جیسے لفظ "تا" بجائے "تاکہ" اور لفظ "جو" بجائے "کہ" اور لفظ "جو کہ" بجائے "جو" وغیرہ مگر ہم اس نقص مین مولف کو معذور جانتے ہین اور پنجاب کے اکثر اہل علم جنکو ہندوستان جانے کا اتفاق نہین ہوا اور نہ اردو تحریرات اخبارات وغیرہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے ایسے ہی ہوتے ہین -

از انجملہ (۲) یہ کہ اسمین تطویل بہت ہے ایک مطلب کئی کئی دفعہ (کبھی نثر مین کبھی نظم مین) ادا کیا گیا ہے جسمین کتاب کا حجم و خرچ طبع بڑھ گیا ہے اسمین بھی جناب مولف معذور معلوم ہوتے ہین شاید وجدانی ذوق و ایمانی جوش انکو اس تکرار پر مجبور کرتا ہے -

از انجملہ (۳) یہ کہ اسمین بعض مطالب مجمل وارد کئے گئے ہین اہم مقاصد جو اس کتاب کے اقصیٰ غایات سے ہین (جیسے اثبات الہام و بے مثلیت قران) اسکے مبادی خصوصاً حواشی مین لائے گئے ہین شاید اسمین بھی جناب مولف معذور ہون وہ استعجال ناظرین کے سبب مقاصد کو مبادی مین لے آئے ہون -

از انجملہ (۴) یہ کہ بعض جگہ اس کتاب مین مخالفین کے حق مین سخت کلامی پائی جاتی ہے جو اس زمانہ سویلزیشن (تہذیب) مین عام طبائع کے تنفر کی موجب ہے اگرچہ مولف اسمین بھی معذور اور حمیت حقانی و جوش ایمانی سے مجبور ہین -

مگراسمین مخاطبین مخالفین اسلام کواس کتاب کے پرہنے یا اسکا جواب دینے سے ایک عذر وبہانہ ہاتہ آگیا ہے وہ کہتے ہین (چنانچہ ایک آریہ سماج لاہور کے اعلی ممبر سے سنا گیا ہے) کہ اس کتاب مین تہذیب سے کام نہین لیا گیا ہے ہم اس کو کیونکر دیکھین اور اس کا جواب کیا دین - آئیندہ جناب مولف سخت کلامی کو اسمین دخل نہ دین تو اسکا حسن دوبالا ہوجاوے اور ان لوگون کا بہانہ بہی ٹوٹ جائے اور کس وناکس طالب ومتحمل اس کتاب کے مطالع سے نفع اوٹہاوے -

اور دین بھی ہمکو یہی سکہاتا ہے کہ ہم کافرسے کافر کو اور بدتر سے بدتر کو نرمی اور پیار سے یاد کرین اسمضمون کی آیات قران مین بہت ہین اس مقام مین ایک مسیحی حدیث نقل کیجاتی ہے موطا امام مالک مین بصفحہ (۳۸۶) حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہے آپنے خنزیر کو مخاطب کیا تو یہہ فرمایا انفذ بسلام یعنی تجہہ سلام ہے یا سلامتی سے نکل جا -

اس حدیث کو ہمارے معاصر دیندار و پرہیزگار محدث عالم وصوفی جو مخالفین مذہب کا سیدہے طور پر نام نہین لے سکتے اور ان کو سواے کافر یا مشرک کسی اور نام سے پکارنے یا کشادہ پیشانی سے انسے بات کو کرنیکو جائز نہین کہتے اور اپنے ان افعال سے اسلام کو مخالفین کی نظرون مین حقیر کررہے ہین غور کی نگاہون سے ملاحظہ فرماوین اور اپنی اس دینداری پر آنسو بہائین اور قرآن وحدیث کی تشدد وتباغض کے نصوص ہی پر نگاہون کو بند نرکہین آیات واحادیث رفق اور رحمت کو بہی نگاہ مین لائین اور اس مصرعہ کا مصداق نہ ہون - ع

حفظت شیاء وغابت عنك اشیاء

اس بات کو ہم ایک مستقل مضمون "تبغض وتہاجر" مین تفصیل لکہنا چاہتے ہین جو عنقریب نمبر ۱۲ جلد ۷ یا نمبر ۱ جلد ۸ مین قلم مین آئیگا انشاءاللہ تعالی -

ان نقائص اربعہ کے بیان کے ساتہ ہم یہ کہنا بہی اپنا فرض جانتے ہین کہ یہہ نقائص صوری اون خصائص ومحاسن معنوی کے مقابلہ مین کچہہ وقعت نہین رکہتے اونکی سامنے بحکم ان الحسنات یذھبن السیات یہ ہباء منثورا کا مصداق ہین ہان اگر آئیندہ یہ کتاب بمستطاب ان نقائص سے بری

رہی تو یہہ اس شاہد رعنا کے لئے ایک زینت اور عمدہ لباس ہے - اور اسی وجہ سے ہمکو امید ہے کہ جناب مولف ہماری اس نکتہ چینی کو (جو سراسر نصیحت پر مبنی ہے) قبول فرمائینگے اور آئندہ حصوں کو ان نقائص صوری سے بری رکھینگے -

(۴۳) اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفعرسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑہنے اور ہمارے ریویو کو دیکھنے والوں کی نظروں میں مخفی نرہیگی - لہذا بحکم "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" کافہ اہل اسلام پر (اہلحدیث ہوں خواہ حنفی شیعہ ہوں خواہ سنی وغیرہ) اس کتاب کی نصرت اور اسکی مصارف طبع کی اعانت واجب ہے - مولف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکہائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اسکی صداقت دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ سے (جن سے وہ اپنے الہامات و خوارق مراد رکہتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کرے - پہر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہہ حق نہیں ہے کہ فی کس نہیں فی گہر ایک ایک نسخہ کتاب اسکی اونی قیمت دیکر خرید کریں اور اسپر یہہ شعر پڑہیں - **شعر**

بہا دے چند دادم جان خریدم بحمد اللہ کہ بس ارزان خریدم

اب ہم اس ریویو کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں ۔

اے خدا اپنے طالبوں کے رہنما اُن پر اُنکی ذات سے انکے ماں باپ سے تمام جہان کے مشفقوں سے زیادہ رحم فرما - تو اس کتاب کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالدے اور اسکے برکات سے مالا مال کردے اور کسی اپنے صالح بندہ کی طفیل اس خاکسار شرمسار گنا ہگار کو بھی اپنے فیوض انعامات اور اس کتاب کی اخص برکات سے فیضیاب کر آمین وللارض من کاس الکرام نصیب -

---

خریداران کتاب اشخاص ذیل سے حسب نشان ذیل ہونا چاہئے - قیمت کتاب فی نسخہ تمام و کمال جسقدر جلدوں میں ہو عـــہ
(۱) جناب مولف مرزا غلام احمد سے بہ نشان قادیان ضلع گورداسپور -
(۲) میر عباس علی شاہ صوفی کے - لودہانہ محلہ صوفیان